New Era Magazine

وحشت آوارگی

از عینا بیگ

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وحشتِ آوارگی

ازعینا بیگ

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

تیز برستی بارش اور بجلی کی آواز پورے شہر میں سنائی دی تھی۔۔۔گھر کے گارڈن میں کھڑے اس کے گارڈز بھی اپنے کمرے میں مالک کی آواز پر کانپ کر رہ گئے۔۔۔

"مجھے معاف کردو!" وہ جو کوئی بھی تھا اذیت سے چیخ رہا تھا!

مگر مقابل کھڑی شخصیت اسے معاف کرنے پر راضی نہ تھی۔۔۔

"یہ سزا بہت کم ہے!" وہ کہہ کر شدت پسندی سے مسکرایا۔۔۔

جو مزہ اس شخص کو لوگوں کو اذیت دینے میں آتا تھا۔۔۔

وہ مزا اسے کہیں نہیں ملا۔۔۔

"میں آئندہ نہیں کروں گا ایسا۔۔۔" اس کے ہاتھ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔۔۔ اذیت میں جکڑا وہ شخص گڑگڑا رہا تھا۔

وہ سنگھار میز سے ٹیک لگائے اسے اذیت میں گڑگڑاتا ہوا دیکھ رہا۔۔۔

"سوچو اگر میں نے یہ پنکھا کھول دیا تو؟؟" اس کی باتوں میں اذیت تھی۔۔۔

چونکہ اس شخص نے اسے رسی کے سہارے پنکھے سے الٹا لٹکایا ہوا تھا اسکی یہ بات پر وہ سہا۔۔

"نہیں ایسا مت کرو خدارا"

سنگھار میز سے ٹیک لگائے شخص نے ٹیبل پر موجود شیشے کے جگ کو زور سے زمین پر پھینکا۔۔۔

میں نے تمھیں دو دفع وارن کیا تھا۔۔۔ "!وہ چیخا۔۔۔"

"!ہاں مانتا ہوں !مجھ سے غلطی ہوگئی"

کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ اس کے قریب آکر رکا۔۔۔

رسی سے جکڑے شخص کا گویا دل حلق میں آگیا تھا۔

اس نے اپنی جیب سے ہاتھ نکالا۔۔۔

مگر وہ ہاتھ خالی نہیں۔۔۔

چمکتے ہوئے خنجر کو دیکھ کر وہ مسکرایا جبکہ مقابل شخصیت ڈرگیا۔۔

تم مجھے نہیں مار سکتے "!وہ بنا ڈرے بولا۔۔۔"

اب یہ مت کہنا تمھارے پیچھے کسی بڑے آدمی کا ہاتھ ہے "!اس نے" ہنکارہ بھرا۔۔۔

..ہاں ہے ہاتھ !تمھارا ہاتھ ہے" !امان شاہ "کا "وہ کہہ کر استہزایہ ہنسا"
!اس کے علاوہ بھی کئی وجوہات ہیں "!اس نے بنھویں اچکائیں"
ہاں !انہیں وجوہات کے بنا پر امان شاہ مجھے قتل نہیں کرسکتا۔۔۔ کیوں"
میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں !وہ غصہ میں بہت کچھ کردیتا ہے !مگر
"!پھر اسے پچھتاوا ہوتا ہے

امان شاہ بے ساختہ مسکرایا۔۔۔

کاش تم سے قریبی رشتہ نہ ہوتا تو تم ماردئے جاتے امان شاہ یعنی"
"!میرے ہاتھوں

"!کاش !اب مجھے چھوڑدو !!اور خنجر مجھ سے دور کرو"

امان شاہ نے اسے بغور دیکھا اور پھر خنجر کو۔۔۔

خنجر سے ایک وار کیا جس سے وہ جکڑا شخص نیچے گرگیا۔۔۔

رسی توڑنے کا یہی طریقہ ملا تھا تمھیں؟ "وہ اٹھا اور اپنے بندھے ہاتھ"
کھولنے لگا۔۔۔

کاٹی ہے رسی "!امان شاہ سنگھار میز کی طرف مڑا۔"

جبکہ دوسرا شخص رسی اتار کر اس کی جانب بڑھا۔۔۔

"اذیت دینے میں مزہ آتا ہے نا تمھیں؟"

امان شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔۔۔وہ اس کی جانب مڑا۔۔۔

بلکل !میں جن سے محبت کرتا ہوں! انہیں اذیت دینے کا قائل"

ہوں " !امان شاہ نے لائٹر جلایا اور آگ پر نظریں مرکوز کیں۔۔۔

جبھی "!اس نے میز پر خنجر پڑے دیکھا تو جھٹکے سے اسے اٹھانے لگا"

کہ اچانک امان شاہ نے اسے اٹھالیا۔۔۔

ہوشیاری نہیں "!اس کی گردن پر خنجر رکھ کر اس نے خوفناک چہرے"

سے اسے گھورا۔۔۔

وہ شخص کراہا۔۔

"اچھا۔۔۔م۔مجھے چھوڑو۔۔۔۔ پلیززززز۔۔۔"

امان شاہ نے جھٹکے سے اسے چھوڑا۔۔۔۔

تین تک گنوں گا !یہاں رہے تو پنکھے پر الٹا لٹکادوں گا "!وہ خونخوار"

نظروں سے گھور کر بولا۔۔۔

پھر سے؟ "وہ شخص سہما۔۔"

پھر سے "!وہ کہہ کر ہنسا۔۔۔"

وہ شخص الٹے قدموں پیچھے ہوا۔۔۔

ایک "امان شاہ نے گنتی شروع کی۔۔۔"

مڑ کر ٹیبل کی جانب آیا۔۔۔

اور جگ سے کانچ کے گلاس میں جوس نکالنے لگا۔۔

"!دو"

وہ شخص سہم کر بھاگنے لگا۔۔۔

امان شاہ نے گلاس لبوں سے لگایا۔۔۔

تین "!گنتی گن کر امان شاہ نے پلٹ کر دیکھا۔۔"

وہ جا چکا تھا۔۔۔

امان شاہ نے ایک قہقہہ لگایا جسے باہر کھڑے اس کے گارڈز نے بخوبی سنا تھا۔۔۔

--------------------*----------*

صبح کا اجالا دھیرے دھیرے پھیل رہا تھا۔

وہ صحن کو عبور کرکے کمرے میں آئی۔۔

بیڈ پر رمشا ہنوز سو رہی تھی۔۔

ایک گہرے سانس لے کر اس نے اسے آواز دی۔۔۔

رمشا اٹھ کے ناشتا کرو۔۔۔ "ڈھیمی۔آواز میں کہتی وہ اپنی الماری کی"

جانب بڑھی۔۔۔

ایک چھوٹا سا بیوٹی باکس تھا۔۔اس نے لپ اسٹک نکالی اور آئنہ کے

سامنے کھڑی ہوکر کہ اسٹک لگانے لگی۔۔۔

وہ میک اپ کی شیدائی تھی۔۔لیکن اسے اس سب کی اجازت نہ تھی۔۔۔

یہ تم کیا کررہی ہو؟؟؟ دلہن بننے کا کچھ زیادہ ہی شوق نہیں ہوگیا ہے"

تمھیں؟ "رمشا نے اٹھتے ہی طنز کرنا شروع کردیے تھے۔۔۔خیر یہ تو

روز کا معمول تھا۔۔

اٹھ جاؤ اور ناشتہ کرلو۔۔۔ "!وہ کہہ کر خاموشی سے برابر سے نکلنے"

لگی تھی کہ رمشا نے اسے روکا۔۔۔

لپ اسٹک مٹاؤ "!تیز لہجے میں کہتے ہوئے رمشا نے سینے پر ہاتھ"

باندھے ۔۔

میں مٹادوں گی بعد میں " !وہ کہہ کر آگے بڑھنے لگی کہ رمشا نے"
اس کے کلائی زور سے پکڑی۔۔۔۔
چھوڑو میرا ہاتھ "!وہ کراہی۔۔۔"
شانزہ ناصر یہ مت بھولو کے اس گھر میں تم سے زیادہ میری چلتی"
"!!ہے
شانزے کی آنکھوں سے بےاختیار آنسو نکلے جس سے اس کے چہرہ تر
ہوگیا۔۔۔
مجھے پتا ہے رمشا عرفان !میرا ہاتھ چھوڑو "!وہ تڑپ کر بولی۔۔"
رمشا نے ناگواری سے اس کا ہاتھ جھٹکا اور ڈوپٹہ اٹھا کر باہر کی جانب
چلی گئی۔۔
شانزہ روتی لب بھینچتی اسکی پشت کو تکنے لگی۔۔۔
انگلیوں کے پوروں سے آنکھیں صاف کرکے وہ اٹھ گئی تھی۔۔۔
اس کے بہانے کوئی نہیں سننے والا تھا۔۔۔
..!حتی کہ اس کا باپ بھی نہیں

--------------------*---------
---------*

وہ "امان شاہ "تھا۔ اذیت پسند،شدت پسند۔۔۔ !اپنے علاقے کا سب سے بڑا "دادا"۔۔۔ وہ جس پر نظر دوڑا تھا وہ شخص کانپ کر رہ جاتا۔۔۔ وہ سیدھا وار نہیں کرتا۔۔۔

وہ اپنے نام کا تھا "شاہ"۔۔۔ کتنے لوگوں کو موت کی جانب دکھیل چکا تھا کہ اب وہ یاد بھی کرنے بیٹھے تو گنتی بھول جائے۔۔۔

"!وہ اپنے علاقے میں ایک نام سے مشہور تھا "ٹائگر

وہ سورہا تھا اس کے باوجود اس کے کمرے اور لاؤنج کے باہر کھڑے گارڈز ابھی بھی سہمے تھے۔۔۔

ہاں ایک ایسی شخصیت گھر میں موجود تھی جس کو امان شاہ صرف گھوری دے سکتا تھا۔۔۔

اسکا بھائی" !زمان شاہ"۔۔۔

وہ اس کا جڑواں بھائی تھا۔۔

لیکن

مزاجوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔۔

ماضی کی تلخیاں جتنا امان شاہ کو سخت اور جابر بنا گئیں اتنا ہی نرم اور معصوم زمان شاہ کو بنا گئی تھیں!

محبت دونوں میں اتنی کہ کھانا بھی ایک ہی تھالی میں کھالیں!

مگر امان شاہ جس سے محبت کرتا تھا اسے بھی اذیت دینے کا قائل تھا۔

ماضی میں جو ہوا قریب تھا کہ زمان بھی پاگل ہوجاتا۔۔۔

یا ایسا ہی وحشی بن جاتا۔۔۔

مگر وہ بھائی کو دیکھ چکا تھا۔۔۔

وہ بھائی کو چھیڑتا رہتا۔۔

وہی کام کرتا جس سے امان شاہ انکار کرتا۔۔۔

اور پھر زمان شاہ کو پورا دن صرف سزا ملتی رہتی۔۔۔

مگر وہ تھا بھی اپنے بھائی کی طرح۔۔۔

ہر وہ کام پھر سے کرتا جس سے امان شاہ کے حکم خلاف ہورہی ہوتی۔۔

امان اسے اسکی غلطی پر گھورتا۔۔۔

زمان شاہ وہی حرکت دوبارہ کرتا۔۔۔

اس بار امان شاہ اسے وارن کرتا۔۔

اور تیسری دفع وہی غلطی دوڑانے پر اسے اذیت دیتا۔۔

کہ یہ تو روز کا ہی معمول تھا۔۔۔

وہ سوتے میں بے چین ہوا۔۔۔

انہیں مت ماریں۔۔۔مت ماریں انہیں "!وہ نیند میں چینخنے لگا۔۔"

وہ مرجائیں گی !!!!آپ سمجھ کیوں نہیں رہے "!وہ نیند میں اپنے"

بال نوچنے لگا۔۔۔ اس کی آنکھ اچانک سے کھلی۔۔اسے ہر جگہ اندھیرہ

محسوس ہوا۔۔۔

وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

زمان "!وہ چینخا۔۔۔"

اسے زمان کے بارے میں عجیب خوف محسوس ہوا۔۔۔

زمان نے اسکی چینخنے کی آواز سنی تو دوڑتا ہوا کمرے میں آیا۔۔۔

امان کی پوری طرح سے کھلی نہیں تھی۔۔۔

وہ نیند میں اپنے بال نوچ رہا تھا۔۔

زمان نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ قابو میں کیا۔۔۔

امان ہوش میں آؤ "!زمان نے اس کا چہرا تپھتپھایا۔۔۔"

وہ ماردیں گے ہمیں "!امان پھر چیخا تھا۔۔۔"

کوئی نہیں ماررہا ہمیں !آنکھیں کھولو !!!جب تک میں ہوں وہ تمھیں"
ہاتھ نہیں لگا سکتا امان "!اسے بھائی کی یہ حالت نہیں دیکھے جارہی
تھی۔۔۔

وہ ہم دونوں کو ماردیں گے "!ایک آنسو جو امان شاہ کی آنکھ سے نکلا"
تھا۔۔۔زمان کا دل چیر گیا تھا۔۔

وہ جو دوسروں کو اذیت دیتا تھا۔۔۔آج اپنے بھائی کے سامنے آنسو نہ
ٹھہر سکے تھے اسکے۔۔

اب ہمیں کوئی چھو بھی نہیں سکتا "!زمان کے یہ کہتے امان شاہ نے"
آنکھ کھولی۔۔۔

ایک کرب تھا جو اس کے چہرے پر عیاں تھا۔۔۔

وہ خود پر ضبط کرکے تھک چکا تھا۔۔۔

وہ ہمیں اذیت دیں گے !وہ ہم سے ہمارا سب کچھ چھین چکے !اگر"
انہوں نے ہمیں ماردیا تو؟ "وہ دھیمی مگر خوفناک آواز میں بولا۔۔۔

زمان شاہ نے اسکے بالوں پر انگلیاں پھیریں۔۔۔

اب ہمیں کوئی نہیں مار سکتا !حتیٰ کہ وہ بھی نہیں۔۔۔ تمھارا آگے"
کوئی نہیں ٹھہر سکتا امان !تم "امان شاہ "ہو !اور سب جانتے "امان
شاہ "کون ہے۔ "امان اسے کچھ دیر یہاں اپنے کمرے میں روکنا چاہتا
تھا۔۔۔

زمان مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

"!یہی رہو زمان میرے کمرے میں !مجھے خواب بہت تنگ کرتے ہیں"

اگر امان شاہ سے پوچھا جائے کہ اسے ماضی زیادہ تنگ کرتا ہے یا اس
کے خواب؟

تو وہ یقیناً فیصلہ نہ کر پائے۔۔۔

زمان شاہ کا بس چلے تو وہ دنیا بھر کی خوشی اپنے بھائی کے آگے لاکر
رکھے۔۔۔

زمان شاہ کا دل کسی نے مٹھی میں لیا۔۔۔

میں یہی ہوں !تمھارے پاس !آخر تم سے دس منٹ بڑا ہوں !ہاں"
وہ بات الگ ہے تم مجھے ان گنت سزائیں دیتے ہو۔۔۔مگر ہو تو میرے
چھوٹے بھائی !10 منٹ چھوٹے" !وہ مسکرا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔
امان نے اپنا سر اسکی ٹانگوں پر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔وہ جانتا تھا کہ
ایک دفع زمان شاہ بولنا شروع کرے تو اس کا منہ بند کرنا آسان نہیں
ہوتا۔۔۔
زمان اس کے گھنے ,سلکی اور کالے پر انگلیاں پھیرنے لگا۔۔۔
تھوڑی ہی دیر میں امان نیند کی وادیوں میں اتر چکا تھا۔۔۔
زمان نے اسکے تکیہ کے نیچے اپنا ہاتھ ڈال کر امان کی پستول نکالی
تھی۔۔۔
ہزار دفع کہا ہے تکیہ کے نیچے نہ رکھا کرو لیکن۔۔۔۔ "اس نے امان"
کو دھیرے سے گھور کر بات ادھوری چھوڑی۔۔۔
اس نے وہ پستول اس کی دراز میں ڈال دی اور اس کے بالوں میں
انگلیاں پھنسا کر بستر کی پشت سے ٹیک لگالی۔۔۔

آنکھیں موند نے کو دل کیا لیکن پہرادای پر تو کسی کو آنکھیں کھلی رکھنی ہی تھیں نا!

--------------------*----------*

میں نے تم سے کہا تھا میر ظہیر !مجھے وہ ہر حالت میں چاہئے "!وہ" پوری قوت سے چینخا تھا۔۔۔

ظہیر کے قدم لڑکھڑائے۔۔۔

"!دادا میں نے کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ بھاگ نکلا"

امان نے ہاتھ میں موجود کانچ کا گلاس زمین پر مارا۔۔۔۔

اب میں کوشش کروں گا اور تم بھاگ نکلو "!امان شاہ نے جیب سے" پستول نکالی۔۔۔۔

ظہیر کے پسینے چھوٹے۔۔۔

"مجھے معاف کردیں دادا۔۔۔میں کوشش کروں گا۔۔۔بس آخری۔۔۔۔"

وہ امان شاہ کے قدموں میں گرا تھا۔۔۔

میں وارننگ نہیں دیا کرتا ظہیر۔۔۔میرا پہلا حکم اور بات ہی میری" پہلی اور آخری وارننگ ہوتی ہے "!امان نے پستول اس کے سر رکھی۔۔۔

امان !اسے صرف آخری موقع دو !پلیز "!زمان تھوک نگل کر" بولا۔۔۔

تم جانتے ہو مجھے یہ باتیں پسند نہیں "!اس نے دانت پیسے۔۔۔"

"!صرف آخری امان !پلیز"

امان نے اسے غصہ سے دیکھا تھا۔۔۔

ظہیر کھڑا ہوا۔۔۔

امان کے ایک زوردار تھپڑ سے وہ دور جا گرا تھا۔۔۔

امان شاہ زمان کے قریب آیا۔۔۔

یہ آخری بار تھا زمان !آئندہ ایسا نہیں ہوگا تم سے "!وہ اسے وارن" کرتا ہوا اوپر چلاگیا۔۔۔

زمان شاہ نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔

!ابھی زمان شاہ کی وارننگ باقی تھیں

امان اسے تین دفع وارننگ دیتا تھا۔۔۔

اور پھر اذیت دیتا تھا۔۔۔۔

جاؤ باہر جاؤ تم لوگ "!وہ انہیں حکم دیتا تو اوپر چلاگیا۔۔۔"

--------------------*----------*------*

*---------

مجھے مت مارو خدارا "اس لڑکی نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔۔"

مگر وہ دانت پر دانت جمائے ہاتھ میں بیلٹ لئے آگے بڑھ رہا تھا۔۔

میں مرجاؤ گی" !!! وہ لڑکی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔"

"تمھیں میں نے منع کیا تھا نا؟"

اس مرد نے وہ بیلٹ پوری قوت سے ماری۔۔۔

وہ درد کے مارے چینخی۔۔

اس نے اپنے ہونٹوں سے رستے خون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بے

دردی سے ہونٹ اپنے دانتوں کے نیچے کچل ڈالے تھے۔۔۔

اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔۔۔

اسکے 6,7 سال کے بیٹے ڈرے سہمے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔ اس نے تکلیف سے اسے دیکھا اور پھر اپنے شوہر کو جو ایک بار پھر بیلٹ لئے آگے آرہا تھا۔۔۔

"!!!مت کرو ایسا !!!مجھ پر اور اپنے بچوں پر رحم کرو"

وہ اسے اس کے بچوں کے سامنے ماررہا تھا اس سے زیادہ دکھ،تکلیف اور شرم کی بات اور کیا ہوگی۔۔۔

اب وہ سنگھار میز کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔

دراز کھول کر اس نے بلیڈ نکالا اور اس کے قریب شان سے چلتا ہوا آیا۔۔۔۔۔

اس عورت نے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔

اس کا ایک بیٹا دوسرے بیٹے کے پیچھے چھپ گیا۔۔۔

اور آگے والا بیٹا اپنے باپ کو بغور دیکھنے لگا۔۔۔

اس لڑکی نے بھاگنا چاہا تو اس نے اسے دیوار سے الٹا کھڑا کرکے اسے کس کر پکڑا۔۔۔

اسکے گدی سے بال اوپر کئے اور اسکے جلد پر بلیڈ پھیرا ۔۔۔۔

وہ کچھ لکھ رہا تھا۔۔۔

وہ لڑکی اذیت سے چلائی۔۔۔

اس نے اپنے نام کا پہلا حرف بلیڈ سے لکھ دیا۔۔

خون بہہ رہا تھا۔۔۔

بلیڈ کو جیب میں رکھ کر اس نے اسکا ہاتھ موڑ کر اپنی جانب کیا۔۔۔۔

یہ میری محبت کا نشان ہے !زندگی بھر نہیں ہٹے گا "!!وہ درد کے" مارے چیخ رہی تھی۔۔۔

اس نے بیلٹ زمین پر پھینکی اور غصہ میں آستیں کے کف فولڈ کرتا باہر چلا گیا۔۔۔

وہ لڑکی جلدی سے اٹھی اور آئینے میں مڑ کر اپنے بال اٹھا کر دیکھنے لگی۔۔۔

ایک لفظ لکھ گیا تھا وہ

ایک حروف

وہ اپنے نام کا پہلا لفظ لکھ گیا تھا۔۔۔

اس نے زخم پر ہاتھ رکھ کر رونا شروع کردیا تھا۔۔۔

--------------------*----------*

میں نے کھانا بنادیا ہے۔۔۔میں کالج جارہی ہوں"!وہ کچن سے نکلی اور"
لاؤنج میں آکر بیگ کو کندھے پر ڈالنے لگی۔۔۔

دھیان سے جانا !بس آگئی کیا؟ "!نفیسہ بیگم نے اس کا چہرہ چوما۔۔۔"
جی ماما"!اس نے مسکرا کر انہیں گلے لگایا۔۔۔"

وہ جانے کو پلٹی کہ تن فن کرتی رمشا کمرے میں داخل ہوئی۔۔

تم نے میری کپڑے استری کیوں نہیں کئے؟!؟ "وہ چیخی تھی۔۔"
"میں بھول گئی رمشا۔۔۔ ابھی مجھے جانا ہے میری وین آگئی ہے۔۔"

رمشا نے ناگواری سے اسے دیکھا۔۔

"یہ کپڑے استری کئے بنا تم نہیں جاؤگی یہاں سے"

نفیسہ بیگم پریشان ہوئیں۔۔۔

رمشا بیٹے مجھے دیدو۔۔اس کی بس کھڑی ہے نیچے "!وہ کپڑے لینے"
آگے بڑھیں۔۔

تائی جان آپ نہیں !یہ کام اسے ہی کرنا ہوگا۔۔۔اور ابھی کرنا"
ہوگا۔۔"وہ دانت پیس کر بولی۔۔۔۔

شانزہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔۔۔"جاؤ شانزہ کپڑے استری کرو
میں بس والے کو رکواتی ہوں "!وہ کپڑے اسکے ہاتھ میں دئے باہر کی
جانب بھاگی تھیں۔۔

رمشا نے اسے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا تھا۔۔۔

شانزہ نے بے اختیار نظریں پھیریں۔۔۔

اس نے کپڑے اٹھائے اور استری اسٹینڈ کی جانب بڑھی۔۔۔

--------------------*----------*

----*

وہ تیزی سے گھر میں داخل ہوئی اور اپنا پرس اپنی الماری میں چھپایا۔۔۔
آئینہ کے سامنے کھڑے ہوکر اس نے اپنے چہرے کو بغور دیکھتے
تھے۔۔۔چہرے میں موجود زخم جو اس نے میک اپ سے چھپائے
تھے...

ماما "بچوں کو اس کی موجودگی کا علم ہوگیا تھا۔۔اب وہ چلا کر بھاگتے" ہوئے کمرے میں آرہے تھے۔۔۔

اس نے آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھا۔۔۔

اگر بچوں نے میک اپ دیکھ لیا تو کہیں اس کے سامنے بتا نہ دیں۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی واشروم گئی اور پورا چہرہ صاف کرکے آئی۔۔۔

ماما "وہ دونوں اس سے لپٹے تھے۔۔۔"

اس نے مسکرا کر ان کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔

"کہاں تھے میرے بچے"

ماما یہ مجھے تنگ کررہا تھا۔۔ "بیٹے نے دوسرے بیٹے کی طرف اشارہ" کیا۔۔۔

نہیں ماما اس نے مجھے ڈانٹا تھا۔۔۔ "وہ اپنے دوسرے بیٹے کو جانتی" تھی۔۔۔

وہ ایکٹنگ کرنے میں ماہر تھا۔۔اسے ہلکا سا ڈانٹوں تو کسی دوسرے کو ایسا بتاتا کہ سامنے والا بھی ہنس جاتا۔۔۔

آپ نے کچھ غلطی کی ہوگی نا "!!وہ مسکرائی۔۔۔"

نہیں "!وہ چپ ہو کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔"

ماہ نور نے اسے گھورا۔۔۔

اس کی گھوری پر دل کھول کر ہنسا تھا۔۔۔

وہ بھی اس کے گال کھینچ کر ہنس دی۔۔

فون کی بپ نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

وہ اسے فون سے عجیب خوف محسوس ہوا۔۔۔

اس کی بیل مستقل بج رہی تھی۔۔۔

اس کے بچے پیچھے کھیلنے میں مصروف تھے۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔

اتنی دیر میں کال کٹ گئی۔۔۔

اس کی جان میں جان آئی۔۔۔

وہ پھر بچوں کی جانب پلٹنے لگی کہ فون پھر بج اٹھا۔۔

اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیلیا تھا۔۔

وہ فون کی جانب پہنچی اور نام پڑھا۔۔

اس نے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔

اس نے کال اٹھائی اور سسکیاں بھرتے ہوئے کان سے لگایا۔۔۔

کسی ہو جانم "!وہ مسکرا کر خوشگوار لہجے میں بولا۔۔۔"

ماہی کے حلق میں گویا کانٹا پھنسا تھا۔۔

اس نے تھوک نگلا۔۔

دن کے تین بج رہے تھے۔۔

جواب دو ماہی "!وہ اطمینانی سے بولا۔۔۔"

وہ اطمینان تھا یعنی کوئی بڑی مصیبت تھی۔۔۔

میں ٹھیک ہوں "!ماہ نور نے ماتھے میں آئے پسینے کو صاف کیا۔۔۔"

اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے جس کے باعث کان سے فون پھسل رہا تھا۔۔۔

وہ مسکرایا۔۔۔

اور میرا حال نہیں پوچھو گی؟ "وہ شکوہ چند لہجے میں منہ بسور کر" بولا۔۔۔

"آ۔آپ ک۔کیسے ہیں؟"

"!میں ٹھیک ہوں لیکن میرے موڈ کا کچھ نہیں پتا"

ماہ نور سہمی

"کیا مطلب؟ ک۔کیا ہوا ہے؟"

ماہی "!وہ بے انتہا پیار سے بولا۔۔"

اب یقیناً کچھ برا ہونے والا تھا۔۔

ج۔ج۔جی "وہ ہکلائی۔۔"

کیا ہوا لفظ ٹھیک سے ادا نہیں ہورہے؟؟؟ "وہ انجان بنا۔۔۔"

نہیں ایسی بات تو نہیں۔۔۔۔ "!اس سے واقعی اب لفظ ادا نہیں"

ہورہے تھے

آپ ک۔کہاں ہیں؟ "وہ ہاتھ میں موجود زخم کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔"

وہ ہنسا۔۔

زور سے۔۔

فلک شگاف قہقہہ کہ ماہ نور کو فون کے باہر سے آواز سنائی دی۔۔۔

وہ سہمی۔۔۔

جیسے دل حلق میں آگیا ہو۔۔۔

گیراج میں ہوں۔۔۔گھر کے۔۔۔کھڑکی سے جھانک کر دیکھو"
مجھے۔۔۔"ڈرائیور "کے ساتھ کھڑا ہوں۔۔۔ سوچا آفس سے آکر خبر تو
لوں یہ ڈرائیور آج گیا کہاں تھا۔۔۔ "وہ کہہ کر پھر ہنسا۔۔۔
خوف کے مارے اس کے چیخ نکلنے کو تھی مگر اس نے منہ پر ہاتھ
رکھا۔۔۔
اسے سامنے اپنی موت نظر آرہی تھی۔۔۔
وہ کھڑکی جانب لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ آئی اور ہلکا سا پردہ ہٹا کر
دیکھا۔۔
وہ نیچے اپنی بی ایم ڈبلیو کے بونٹ پر بایاں ہاتھ رکھ کر کھڑا تھا۔۔۔
فون کندھے کے سہارے کان میں لگایا ہوا تھا۔۔
بائیں ہاتھ خنجر تھا جسے وہ اچھال کر پھر ایک ہاتھ سے پکڑ رہا تھا۔۔۔
خنجر خون آلود تھا۔۔۔
زمین پر ڈرائیور کی لاش پڑی تھی۔۔۔
خون سے زمین رنگ چکی تھی۔۔۔
وہ خوف سے چیخی۔۔۔

اس کے شوہر نے جب اسے کھڑکی سے جھانکتے دیکھا تو ہاتھ ہلایا۔۔۔

خ۔خ۔خون۔۔۔ "وہ ہکلائی۔۔۔"

اسے ماردیا میں نے "!وہ مسکرایا۔۔"

ماہ نور کے ہاتھ سے فون پھسلا۔۔۔

وہ چیخ کر رونے لگی۔۔۔

اس کا دل پھٹ جانے کو تھا۔۔۔

اسنے پردہ چھوڑا اور وہیں دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔

تمھیں پتا ہے میں نے اسے کیوں مارا؟؟ "اس نے لہجہ یقیناً سخت"

تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ وہیں گیراج میں ہی تھا۔۔

وہ اس کا فون نہیں سننا چاہتی تھی۔۔۔

اس لئے کیونکہ اس نے میرا حکم نہیں مانا۔۔۔ میں نے اس سے کہا"

تھا کہ "میری "ماہ نور جہاں جانے کو کہے اسے نہ لے کر جائے جب

!میری "اجازت نہ ہو !اور وہ تمھیں کبھی نہیں ملی ہے نا ملے گی۔۔"

تم جانتی ہونا مجھے تمھارا اپنے بغیر باہر جانا پسند نہیں۔۔۔؟مگر اس نے

میری بات نہیں سنی۔۔ میری ماہ نور اپنے شوہر کے حکم کے خلاف گئی اور میرا ڈرائیور بھی میرے خلاف۔۔۔ وہ تو مرگیا۔۔۔میں آپ کے پاس آرہا ہوں سوئٹ ہارٹ۔۔۔ آپ جانتی آپ کے شوہر کو نہیں پسند کے اس کی بیوی گھر سے باہر قدم رکھے اس کے بغیر۔۔۔ مرنے سے پہلے بتایا تھا ڈرائیور نے !کہ میری زوجہ اپنی دوست سے ملنے گئی تھیں !میں تم پر کسی اور مرد کی نگاہیں برداشت نہیں کرسکتا اور تم ڈائرکٹ اپنی دوست کے گھر۔۔۔ "اس نے ہنس کر بات ادھوری چھوڑی۔۔۔

ماہ نور کو موت سامنے نظر آرہی تھی۔۔۔

آپ ۔م۔مجھے ماردیں گے؟؟ "وہ اٹک کر بولی ۔اس کے الفاظ حلق" میں پھنس گئے جیسے۔۔۔

اس کے شوہر نے چونک کر موبائل دیکھا جس میں سے اسکی بیوی کی آواز آئی تھی اور پھر کان سے لگایا۔۔۔

میں تمھیں کیوں موت کے حوالے کروں گا !!تم میری ہو ماہ نور !تم" !اور بچے !دونوں میرے ہو !صرف میرے

میں تمھیں نہیں ماروں گا !میں صرف سزا دوں گا۔۔۔ میں تمھیں اذیت دونگا!!"

ماہ نور کے رونے میں روانگی آئی۔۔

جانم !ایک گیم کھلیں؟ "وہ مسکرایا۔۔"

ماہ نور نے جھٹکے سے فون کان میں لگایا ۔۔۔۔"نہیں مجھے کوئی گیم نہیں کھیلنا۔۔۔ ن۔ن۔نہیں مینو!!۔۔۔ مجھے نہیں۔۔۔نہیں پلیززززز" وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔

نہ میری جان !گیم تو کھیلنا ہوگا۔۔۔ آخر اپنی امپارٹنٹ میٹنگ چھوڑ کر آیا ہوں !تھوڑا گیم بھی ہوجائے۔۔۔ "وہ کھڑکی کی جانب دیکھتا ہوا بولا جس پر پردے ڈھکے تھے۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ مینو نہیں کھیلنا مجھے۔۔۔۔میرے مینو !مجھے نہیں کھیلنا" خدارا۔۔۔ "وہ بھیگتی آنکھوں کے ساتھ بولی۔۔۔

وہ ہنسا۔۔۔

ہم کھیلیں گے ہائڈ اینڈ سیک۔۔۔ مزہ بہت آئے گا چھپن چھپائی کھیلنے"
میں۔۔۔ "وہ جتنا ہنس کر گویا ہوا تھا اتنا کرب سے ماہ نور نے سنا
تھا۔۔۔۔

مجھ سے غلطی ہوگئی مینو !پلیززز معاف کردو۔۔ "وہ روتے میں"
چلائی۔۔۔

"!تو سدھار لیتے ہیں نا جانم"

اسی دم وہ چینخی

"!!نہیں !!!!پلیز"

سوئٹ ہارٹ جاؤ جا کر چھپ جاؤ۔۔۔ میں آیا۔۔۔ "اس نے کہہ کر"
کال کاٹ دی تھی۔۔۔

ماہ نور نے ڈر کو موبائل دور پھینکا۔۔۔

وہ گیراج سے گھر میں داخل ہوچکا تھا۔۔۔

اس نے اس کی آواز سنی تھی۔۔۔

وہ گنتی گن رہا تھا۔۔۔

"ایک"

قریب تھا کہ ماہ نور کا دل پھٹ جاتا۔۔۔

وہ تیزی سے اٹھی اور پردے میں سے جھانک کرک دیکھنے لگی۔۔

وہ لاؤنج میں قدم رکھ چکا تھا۔۔۔

وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔۔۔

وہ کہاں چھپے اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔۔

اس نے اپنے کھلے بال کھینچ کر پیچھے کئے۔۔۔

دو "اس کی آواز آئی۔۔۔"

بچے سامنے کھلونوں سے کھیل رہے تھے۔۔۔

"!تین"

اس کی آواز پر وہ اور ڈر گئی۔۔۔

اس نے الماری کھولی اور چھپنے کے لیے جگہ دیکھنے لگی۔۔

جگہ نہ ہونے کے باعث وہ اور ڈر گئی۔۔۔

"چار"

وہ دروازے کے سمت آئی اور سیڑھیوں سے نیچے جھانکنے لگی کیونکہ وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں تک پہنچا۔۔

وہ گراؤنڈ فلور پر تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ اس نے دراز کھول کر خنجر اور پستول اندر رکھی اور چمڑے کی بیلٹ نکالی۔۔

ماہ نور کی سانس رکی۔۔

"پانچ"

وہ سر پٹ اندر دوڑی۔۔۔

کمرے میں گئی لیکن چھپنے کی وہاں کوئی جگہ نہیں تھی۔ بچوں نے اسے دیکھا تھا۔۔۔اس کی یہ حالت ان کے سمجھ سے باہر تھی۔۔۔

وہ بچوں کے پاس آئی اور انہیں پیار کیا

بابا کو مت بتانا میں کہاں ہوں ! بابا پوچھیں گے تو کہنا آپ کو نہیں پتا"

"!ماما کا

اس کی آواز گونجی۔۔

"چھ"

وہ پلٹی !اب اس کا رخ دوسرے کمرے کی جانب تھا جہاں وہ اپنا آفس کا کام کرتا تھا۔۔۔

"سات"

اس کے دونوں بیٹوں نے اسے اس کمرے کی جانب جاتے ہوئے دیکھا۔۔

ماہ نور اس کی کمپیوٹر ٹیبل کے پیچھے چھپ گئی۔۔۔

آٹھ "!اب وہ سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔۔"

ماہ نور نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا کہ چیخ نہ نکلے۔۔۔۔

"!نو"

اذیت ناک اور درد ناک لمحہ تھا۔۔۔

اس نے آنکھیں میچیں۔۔۔

"!دس"

"اس کے دس بولتے ہی ماہ نور کو لگا "اب سب ختم ماہی۔۔۔ کہاں ہو۔ "!وہ مسکراتا ہوا گنگنانے کے انداز میں بولا۔۔۔"

ماہ نور کی آواز حلق میں پھنسی۔۔

وہ کمرے میں آیا۔ بچے انجان تھے۔۔ پورے کمرے میں نظر دوڑانے کے بعد وہ بچوں کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔۔

بچے اسے سہم کر دیکھنے لگے۔۔۔

اس نے بچوں کے ماتھے چومے اور مسکرا کر انہیں دیکھا۔۔

"ماما کہاں ہیں؟"

اس کے ایک بیٹے نے دوسرے کا بازو کھینچا کہ کہیں وہ بتا نہ دے۔۔

جبکہ دوسرا بیٹا اپنے باپ کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ وہاں ہیں "!اس بچے نے سامنے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔۔"

ماہ نور آواز بخوبی سن سکتی تھی۔۔۔

اس کی اس سے پہلے چیخ نکلتی ماہ نور نے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھے۔۔۔

اچانک وہ مسکرایا۔۔۔

تھینک کیو۔۔۔ جاؤ کھیلو۔۔۔ "ان کا ماتھا چومتے وہ اٹھ کر کمرے سے نکلا ۔۔۔

پہلے بچے نے دوسرے بچے کو ڈانٹا۔۔۔

"ماما نے منع کیا تھا۔۔"

دوسرے بچے نے اسے دیکھا اور کھلونے کے پاس آبیٹھا۔۔۔

بابا کیا ماما کو ماریں گے؟ "وہ بچہ پھر سے اس کی جانب آیا۔۔۔"

اس نے بھائی کی آواز جیسے سنی ہی نہ ہو۔۔۔

آؤ گاڑی گاڑی کھیلتے ہیں "!اس نے بات پلٹ دی۔۔۔"

ہاں چلو "!وہ بچہ بھی بہل گیا۔۔"

--------------------*----------*

--*

پانی سے بھرا جگ اس نے زمان کے اوپر ڈالا تھا۔۔۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

کیا تمھیں نہیں یاد کے تمھیں آفس جانا ہے میرے ساتھ؟ "امان شاہ" نے سیگریٹ جلائی۔۔

"!مجھے کہیں نہیں جانا مجھے سونے دو"

امان نے اسے گھورا۔۔

اٹھو ..فوراً "وہ چیخا۔۔"

میں نہیں جاؤں گا۔۔۔ "وہ پھر کروٹ بدل گیا۔۔۔"

میں وارن کررہا ہوں "!امان کہہ کر پر سکوں ہوا۔۔"

زمان ٹھٹھکا

"اس کے بعد؟؟"

امان شاہ نے ایک کش لیا۔۔۔

"تم جانتے ہو۔۔۔

مجھے اذیت دو گے؟ "زمان بنا ڈرے بولا۔۔"

امان شاہ نے اسے بغور دیکھا۔۔۔

نہیں دینا چاہتا جبھی کہہ رہا ہوں چلو۔۔۔ !فورّا۔۔ "وہی کہہ کر"

پلٹا۔۔۔

میں بعد میں آجاؤنگا۔۔ "زمان نے کہہ کر آنکھیں موندیں۔۔"

امان شاہ نے اسے سخت لہجے میں دیکھا اور کمرے سے نکلا۔۔

زمان کا خون خشک ہوا۔۔۔

وہ سکوں سے تھا اور یہی بے سکونی تھی۔۔۔

میں آرہا ہوں! "اس نے بلند آواز میں اس سے کہا۔۔۔"

امان نے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔

تھینک یو فارس سیونگ مائی ٹائم۔۔ "!جان لیوی مسکرا ہٹ کے ساتھ"

وہ باہر کی جانب ہولیا۔۔۔۔

--------------------*----------*

چچی آپ نے ٹھیک نہیں کیا یہ۔۔۔ "فاطمہ ماتھے پر بل ڈال کر"
بولی۔۔۔
تم جانتی ہو اس گھر میں میری نہیں چلتی۔۔ "ونفیسک بیگم بستر کی"
چادر تہہ کرتی ہوئی بولیں۔۔
فاطمہ بیڈ پر بیٹھی۔۔
اوپر تک آواز آئی تھی رمشا کی۔۔۔ مما نے کہا کہ میں دیکھ آؤں !کیا
تماشا کررہی تھیں یہ محترمہ؟ "فاطمہ نے بنھویں اچکائیں۔۔
'بھابھی کیسی ہیں؟ "
انہوں نے بات بدلی
ٹھیک ہیں چچی وہ۔۔۔ "اس نے اٹھ کر نفیسہ بیگم کے ہاتھ سے چادر"
لی اور خود تہہ کر کے الماری میں رکھنے لگیں
آپ بیٹھ جائیں میں کردیتی ہوں"۔۔۔"
وہ بستر پر بیٹھ گئیں۔۔

تم کالج نہیں گئی؟ "وہ تسبیح گھماتے ہوئے بولیں۔۔"

"نہیں آج چھٹی کرلی۔۔۔ میں نے بتادیا تھا کل شانزہ کو۔۔۔"

نفیسہ مسکرائیں۔۔۔

ہاں اس کے جانے کا دل بھی نہیں کررہا تھا۔۔۔ شاید اسی وجہ"

"سے۔۔۔ دونوں ساتھ رہتے ہونا تو بور نہیں ہوتے ہوگے۔۔

فاطمہ مسکرائی۔۔

"!ہاں جی۔۔۔"

گھر میں سکون تھا۔۔۔ رمشا جو سورہی تھی۔۔

--------------------*----------*

----*

وہ اس کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

سوئٹ ہارٹ "!وہ جانتا تھا وہ ٹیبل کے پیچھے چھپی ہوئی ہے۔۔۔"

مگر پھر بھی انجان رہا۔۔۔

کہاں ہو۔۔۔سامنے آؤ "!وہ جان بوجھ کر دوسرے جگہ ڈھونڈنے"

لگا۔۔۔

ہاتھ میں موجود چمڑے کا پٹا اس نے صحیح سے پکڑا۔۔۔

مجھے پتا ہے میں تمھیں ڈھونڈ لوں گا۔۔ "!وہ آہستہ قدم اٹھاتا ٹیبل"

کے قریب آرہا تھا۔۔۔

ماہ نور کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

محبت کرنے والے ہمیشہ نظروں کے سامنے ہی ہوتے ہیں !ہاں کبھی"

کبھی آپ محبوب کی خلاف ورزی کرجاتے ہیں لیکن سدھارنا تو میں

جانتا ہوں نا۔۔۔ میری محبت صرف میری ہی ہے۔۔۔ جو اس پر نظر

بھی دوڑائے گا اس کی آنکھیں نوچ لوں گا میں۔۔۔ سامنے آؤ سوئٹ

ہارٹ۔۔ "وہ ماہ نور کی جانب بڑھا۔۔۔

ماہ نور کا دل چاہا کہ اسے موت آجائے۔۔

اس نے ماہ نور کو کھینچ کر اٹھایا۔۔۔

ڈھونڈ لیا تمھیں !لگتا ہے ہائڈ اینڈ سیک بھول گئی ہو۔۔۔ یہ جگہ بھی"

چھپنے کی تھی بھلا۔۔۔ "مسکراتے ہوئے اس نے اسے سینے سے لگاتے

ہوئے کہا۔۔۔

ماہ نور کی جیسے سانس رکی۔۔وہ جان نہ پائی کہ اس کے شوہر کے ہاتھ کی گرفت چمڑے کے بیلٹ پر مضبوط ہوچکی تھی۔۔

اس نے اس کا چہرا دبوچا۔۔

وہ کراہی۔۔ اسنے اپنے آپ کو چھڑانا چاہا لیکن گرفت مضبوط تھی۔۔۔

اس کا لہجہ پل بھر میں بدلا۔۔۔

سختی کے ساتھ اس نے اسے دیوار سے لگایا۔۔۔

مینو "!وہ درد سے چلائی۔۔"

ہر وہ کام کیوں کرتی ہو جس سے میں منع کرتا ہوں "!وہ دانت پیس کر بولا۔۔۔

ماہ نور نے دور ہٹنا چاہا۔ اس نے اسے دھکا دیا۔ وہ دیوار پر لگی۔۔

منہاج نے بیلٹ کو سختی سے پکڑ کر پوری قوت سے اسے مارا تھا۔

وہ درد سے حلق کے بل چلائی تھی۔۔

بچے ماں کی آواز پر ڈر کر اس کمرے آئے تھے۔۔۔

ڈرے سہمے وہ اپنی ماں اور باپ کو دیکھ رہے تھے۔۔

منہاج اسے اس وقت تک مارتا رہا جب تک وہ نیم بے ہوش نہیں ہوگئی۔۔

بچے رونے لگے تھے۔۔۔

وہ زمین پر بے سدھ تڑپ رہی تھی۔۔

جب مار مار کر تھک گیا تو بیلٹ غصے سے زمین پر۔پھینک کر باہر چلا گیا۔۔۔

وہ بچے بہت زیادہ رونے لگے تھے۔۔

وہ جو نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی بچوں کی آوازوں پر اٹھ کر بیٹھی۔۔

اس نے بچوں کو مسکرا کر دیکھا۔۔

درد تھا جو اس کی مسکراہٹ کے پیچھے چھپا تھا۔۔مگر کبھی کبھی آپ کو مسکرانا پڑتا ہے کیونکہ آپ مجبور ہوجاتے ہو۔۔ وہ اپنے بچوں کو ان کے باپ کی طرح نہیں بنانا چاہتی تھی۔۔۔

اس نے لبوں پر مسکراہٹ سجائی رکھی۔۔۔

وہ بچے روتے ہوئے ماں کی طرف آئے۔۔۔

اس کا پورا جسم درد کررہا تھا۔۔

اس نے ایک کو اپنے دائیں جانب اور دوسرے کو اپنے بائیں بٹھایا۔۔۔

بابا نے مارا نا آپ کو؟ آپ کو درد ہوا ہوگا نا؟؟ "وہ ہچکیوں سے"

رویا۔۔۔

ماہ نور کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آگئے۔۔ کیا وقت تھا کہ بیٹے ماں

کو مار کھاتا دیکھ رہا تھا۔۔

میں بابا کو ماردوں گا "!دوسرے بیٹے نے جذباتیت میں کہا۔۔۔"

وہ دونوں محض چھ سال کے تھے۔۔

!وہ جانتی تھی ابھی چھوٹے ہیں اس لئے یہ باتیں کررہے ہیں

ماما کو بھی کچھ بولنا ہے "!وہ یہ کہہ کر ان دونوں کو دیکھنے لگی۔۔"

ایک بیٹے نے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کئے۔۔

کبھی بابا کی طرح مت بننا ! کبھی بھی۔۔ لڑکیوں پر ہاتھ نہیں"

اٹھاتے۔۔ اللہ گناہ دیتا ہے۔۔ "اس نے ابھی بات مکمل نہیں کی تھی

کہ ایک بیٹے نے بات کاٹی۔

بابا نے گناہ کیا ہے؟ اللہ انہیں دوزخ میں ڈالے گا نا ماما !میں اللہ"
میاں سے دعا کروں گا۔۔ میں انہیں کیوں گا بابا کو دوزخ میں ڈال
"دے۔۔ اور انہوں نے آپ کو چھڑی سے یہاں کاٹا تھا نا آپ کو۔۔
اس نے اپنی ماں کو پیچھے سے بال اٹھا کر دیکھا۔۔ وہ چھڑی نہیں بلیڈ
تھا۔۔ اب وہ اس چھوٹے سے بچے کو کیا بتاتی؟
کیوں لکھا ہے ماما؟؟ "دوسرے بیٹے نے ماں کا چہرہ اپنی جانب M یہ"
موڑا۔۔
سے آتا ہے نا۔۔۔؟ "اس نے بات ٹالنا چاہی۔۔ M میرا نام"
سے آتا ہے نا ماما۔۔ "اس نے آنکھیں پٹپٹائیں۔۔ M بابا کا بھی"
وہ جواب نہ دے پائی۔۔
آؤ بھوک لگی ہوگی تم لوگوں کو کچھ کھلاؤں۔۔ "درد پر قابو پاتے"
ہوئے وہ اٹھی۔۔
وہ درد جو اس کے جسم پر تھا۔
وہ درد جو اس کی روح کو چھلنی کرگیا تھا۔

--------------------*----------*------*

صبح کے دس بجے تھے۔ زمان فریش ہوکر نیچے آیا۔ آستین کے کف گولڈ لرتا وہ ڈائننگ ٹیبل کے بیٹھا۔ باورچی نے اس کا ناشتہ لگایا۔

بھائی کہاں ہیں؟ "ماتھے پر بل ڈال کر اس نے باورچی سے پوچھا۔۔"

دادا وہ تو سو رہے ہیں۔ "وہ کہہ کر کچن میں واپس چلاگیا۔ اس نے" گارڈ کو آواز دی۔

ظہیر۔ بھائی کو جا کر اٹھا آؤ۔ "چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے" اس نے حکم دیا۔۔

جتنے میں ظہیر آیا اتنے میں وہ ناشتہ ختم کرچکا تھا۔ اب وہ چائے کے گھونٹ لے رہا تھا۔

"جی دادا۔"

"بھائی کو اٹھا آؤ۔"

ظہیر کے چہرے پر خوف طاری ہوا۔ زمان نے اس کا چہرہ بغور۔دیکھا تھا۔

تمھیں کس سے ڈر لگ رہا ہے اب؟ "زمان نے اسے گھورا۔ ظہیر"
نے رونی صورت بنائی۔
کیا ہوا کچھ بکو؟ "زمان کی آواز بلند ہوئی۔"
زمان دادا۔ میں اپنی موت کو دعوت نہیں دینا چاہتا "!وہ لب بھینچ کر"
بولا۔
تم میرے بھائی کو اتنا برا کہہ رہے ہو۔۔۔اب تو یہ بات بھائی کو بتانا"
پریگی "زمان نے دل پر ہاتھ رکھا۔۔
وہ بچپن سے ہی ڈرامہ تھا۔ ظہیر کی تو یہ حالت کہ کاٹو تو بدن میں لہو
!نہیں
ن۔نہیں دادا میرا یہ مطلب نہیں تھا دادا۔۔۔ آ۔آپ غلط سمجھے ہیں۔"
"!امان دادا کو کچھ نہیں بتائے گا۔۔۔ خدارا
زمان ہنسا۔
بھائی کے نام پر تم لوگ کانپ کے رہ جاتے ہو میرے نام پر کچھ"
نہیں ہوتا کیا۔؟ "وہ گھور کر بولا۔۔

نہیں دادا ان سے خوف آتا ہے۔ وہ جسم پر گولیاں اتارنے کے لئے"
لمحے بھر کو بھی نہیں سوچتے۔ "اس کے چہرے سے خوف ٹپک رہا
تھا۔۔۔

زمان نے آخری گھونٹ بھر کر اٹھ کھڑا ہوا۔

شہنواز۔۔ بھائی کو اٹھا آؤ۔۔۔ اور یہ گن کہیں رکھ جانا ورنہ اسی گن"
"سے تمھیں اڑادیں گے۔

"دادا ابھی تو 10:30 ہوئے ہیں۔ دادا وہ 11 بجے اٹھتے ہیں۔"

شہنواز کی حالت بھی خراب ہوئی۔

وہ کچھ کہیں تو کہہ دینا کہ زمان نے اٹھوایا ہے "زمان نے غصہ ہوا۔"
دادا اس دن بھی اسلم نے اٹھادیا تھا۔ اب بے چارہ لنگرا کر چل رہا"
ہے۔ "شہنواز نے میسنی صورت بنائی۔

زمان نے دونوں کو گھورا۔

جاؤ ڈیوٹی پر "زمان نے حکم دیا۔"

وہ خود ہی اب امان کے کمرے میں داخل ہوا۔

ائیر کنڈشنر کی ہوا خون جمانے کے لئے کافی تھی۔

زمان نے رموٹ اٹھایا اور ائیر کنڈشنر آہستہ کیا۔

اتنا تیز اے سی کرکے سوتا ہے جیسے گھر اس کے باپ کا ہے "!وہ"

بڑبڑایا۔۔

خیر گھر باپ کا ہی ہے۔۔ ایک تلخ حقیقت۔ "وہ طنزیہ مسکرایا۔ کمرے"

میں انھیرا کئے اور منہ تکیہ کے نیچے رکھے ہوئے وہ گہری نیند میں تھا۔

امان۔۔ اٹھو۔۔ "وہ ایک آواز دیتے ہوئے اس کی الماری کی طرف"

آیا۔۔ اس نے پلٹ کر امان کو دیکھا جو ٹس سے مس نہ ہوا تھا۔ اس

نے الماری کا پٹ دھیان سے کھولا۔ اس کے تمام کپڑے ترتیب سے

ہینگ تھے۔ اس نے الماری کی دراز کھولی۔۔ اور بس وہی خوفناک لمحہ

تھا۔۔ وہ خوف سے چیخا۔۔۔ امان اس کی آواز سے جھٹکے سے اٹھا۔

کیا ہوا؟ "اس نے بھنویں اچکا کر حیرت سے پوچھا۔ زمان کے چہرے"

پر درد عیاں تھا۔

و۔وہ "!زمان نے الماری کی دراز کی طرف اشارہ کیا۔ امان نے اس"

کے دئے گئے اشارے کا پیچھا کیا۔ امان کے چہرے کا رنگ اڑا۔

بند کرو الماری "وہ چیخا۔ زمان کو اس کی بات سمجھ نہ آئی۔۔"

یہ کیا ہے امان شاہ؟؟ "وہ اس سے زیادہ چیخنا تھا۔ امان بیڈ سے اٹھا" اور الماری کو لاک لگانے لگا۔ آئیندہ الماری میری اجازت کے بنا مت کھولنا۔ "وہ سختی سے کہہ کر پلٹا۔

چابی دو امان مجھے۔ "وہ چیخا۔ امان نے ناگواری سے اسے دیکھا۔"

کمرے سے باہر جاؤ زمان "وہ تیز لہجے میں گویا ہوا۔"

زمان تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور اس کے ہاتھ سے چابی لینی چاہی،لیکن امان نے اسے دکھا دے کر دیوار سے لگایا۔

میرے کام میں دخل اندازی مت کرنا زمان۔ ورنہ میں بھول جاؤِ گا" کہ تم کون ہو میرے "!وہ سختی سے وارن کرتا چابی جیب رکھ گیا۔

زمان نے لب بھینچے۔

اب تم غلطی پر ہو "!زمان نے انگلی اٹھا کر کہا۔"

امان نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔

تمھیں سمجھ کیوں نہیں آرہی "!اس کا جواب نہ پاکر وہ پوری قوت" سے چیخا۔

"!مجھے سمجھانے کی کوشش مت کرو !اور مجھے پر آئیندہ مت چیخنا"

امان اسے گھورتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔۔

اسے اتنا سنبھال کر کیوں رکھا ہے؟؟ "وہ دھاڑا۔۔"

" تمھارے کام کا نہیں ہے۔۔ !اس سے دور رہو۔۔۔"

ہاں مانا ماضی کی یادیں ہمیں چھلنی کر گئی مگر۔۔۔ "زمان بات ادھوری "

چھوڑ گیا۔

درد سے کرب سے۔

مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی "امان پر ایک ناراض نگاہ ڈال کر وہ م"

مڑا۔۔

جس خدشے سے ان کی ماں ڈرتی رہی اور اس سمندر میں ایک بیٹا

پوری طرح غرق ہوچکا تھا۔۔

--------------------*----------

-*

میں نے لیلی ہے کلاس شانزہ "شانزہ جو فکرمندی سے اس کا ہی انتظار"

کررہی تھی اسے گھور کر رہ گئی۔

گھر چلو جلدی۔ میرے تو ٹانگوں میں اتنا درد ہوگیا ہے۔ "وہ تھکی"
تھکی سی بولی۔

ہاں میرا چھوٹا سا بچہ۔ آجا۔ "فاطمہ نے اس کے گلے میں ہاتھ ڈال"
کر چلنے لگی۔

"میں بچی نہیں ہوں۔۔ اور اگر میں بچی ہوں نا تو تم بھی بچی ہو۔"
شانزہ نے منہ بنایا۔

"ہاہا۔ چلو تمھیں چاٹ کھلاتی ہوں۔ امی سے پیسے کائی ہوں میں آج۔"
اس نے خوشی بولا۔

تائی جان سے بولوں گی تمھیں ذرا کم دیا کریں پیسے۔ "شانزہ نے"
انہیں چھیڑا۔

اتنے سے تو ملتے ہیں !یہ بھی بند کرادو تم میرے "!فاطمہ معصومیت"
سے بولی۔

"ہاہا بس کردو"
فاطمہ مسکرائی پھر بولی۔

"تمھیں کتنے ملتے ہیں روز کالج کے؟"

سو روپے "!شانزہ سرسری نظر ڈال کر بولی۔"

"اور رمشا کو یونی کے کتنے ملتے ہیں؟"

"تین سو"

فاطمہ نے حیرت سے دیکھا۔

"اتنے زیادہ کیوں؟"

پتا نہیں۔ بابا دیتے ہیں "!شانزہ کے لب بول کر خاموش ہوئے۔"

فاطمہ نے اپنے چہرے کے زاویہ بگاڑے۔

مجھے سمجھ نہیں آتا ناصر چاچا کا !سگی بیٹی تم ہو مگر تم سے زیادہ پیار"

"!بھائی کی بیٹی سے کرتے ہیں

کیا کر سکتے ہیں اور.. چھوڑو مجھے چاٹ کھلاؤ "!اس نے بات بدل "

دی۔۔

آجا۔ "وہ اسے کھینچتی ہوئی ٹھیلے تک لے جانے لگی۔"

ء----------*----------*----------

---*

دادا عمران مرگیا۔ "اسلم بھاگتا ہوا آیا تھا۔ امان نے سخت لہجے لئے"
بنوھیں اچکا کر پوچھا۔
کیسے مرا؟ "ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں اور ایک ہاتھ میں فون"
پکڑے وہ ماتھے پر بل ڈال کر وہ پوچھ رہا تھا۔
ہاشم دادا نے اسے شوٹ کردیا ہے۔۔ "!اسلم نے معلومات دی۔ امان"
شاہ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے۔
"اس سے کیا دشمنی تھی ہاشم کی؟"
دادا کوئی جھگڑا تھا۔۔ عمران نے فجر نامی لڑکی کو اغوا کروایا تھا۔۔ "!وہ"
مؤدب کھڑا اسکی معلومات میں اضافہ کررہا تھا۔
فجر؟ "امان نا سمجھی میں بولا"
"!ہاشم کی بیوی۔۔۔"
اوہ "!امان سمجھ آنے انداز میں بولا۔"
"!جی دادا"
اچھا ہوا مرگیا۔۔ ورنہ میں خود ہی موت کے گھاٹ اتار دیتا۔۔ "وہ"
ہنکارا بھر کر بولا۔۔۔

زمان پیچھے بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ اسے ان باتوں سے دلچسپی نہیں تھی۔۔

وہ ویسے ہی خفا تھا۔۔ اسلئے اگنور کررہا تھا۔۔

میں جاؤں دادا؟ "اسلم نے اجازت مانگی۔۔"

میں نے کہا جانے کو؟ "امان نے سختی سے کہا۔۔"

وہ سہما۔۔۔ اور چپ کرکے کھڑا رہا۔۔۔

زمان چلو۔۔۔ ایک شخص سے ملانا ہے تمھیں۔۔۔ "وہ موبائل نظریں"

مرکوز کئے بولا تھا۔۔

زمان نے توجہ نہیں دی۔۔

امان نے اس کا جواب پا کر سر اٹھایا۔

"زمان؟"

زمان نے پھر سے توجہ نہ دی۔۔

امان کو علم تھا کہ وہ اس سے خفا ہے۔۔

اسے کچھ لمحے تکنے کے بعد اس نے میز سے چابی اٹھائی اور گارڈز کو کہتا

ہوا باہر نکلا۔۔

"اسے اٹھا گاڑی میں ڈالو۔۔۔"

زمان نے ششدر ہوتے اسے دیکھا۔۔

مجھے کسی شخص سے نہیں ملنا۔۔ "اس نے کہہ کر رخ موڑا۔۔"

مگر امان شاہ نے اسے ذرا توجہ نہ دی بلکہ گارڈز ہر چلایا۔۔۔

بہرے ہو تم لوگ؟ سمجھ نہیں آئی ایک بات میں؟ "وہ دھاڑا۔۔۔"

وہ سہمے اور زمان کی جانب بڑھے۔۔۔

وہ چیختا رہ گیا مگر امان شاہ کے کان میں جوں نہ رینگی۔۔۔

--------------------*----------*

تم دیکھنا علینہ حسن میں کرتی کیا ہوں شانزہ کے ساتھ "رمشا نے ہنس"
کر علینہ کو تالی ماری۔۔

علینہ نے بھی قہقہہ لگایا۔۔۔

وہ یونی کی کینٹین میں بیٹھے تھے۔

تم ٹھیک نہیں کررہی ہو رمشا۔۔ دیکھو اس نے بگاڑا کیا ہے تمھارا"
۔۔ "لائبہ نے رمشا کو سمجھانے کی کوشش کی۔

کچھ کہہ کر تو دکھائے وہ مجھے۔۔۔ تایا کو ایک سے چار لگا کر بتاؤں"
گی۔۔ وہ ویسے بھی میری ہی سنتے ہیں !اور بےچاری ان سے ڈانٹ ہی
کھاتی رہتی ہے "!اس کا قہقہہ بلند ہوا۔
علینہ نے بھی اس کا ساتھ دیا۔۔۔
تم جانتی نہیں ہو لائبہ شیراز وہ جتنی معصوم دکھتی ہے نا اتنی ہے"
نہیں " !وہ پھر ہنسی۔۔۔
لائبہ نے ناگواری سے منہ پھیرا۔۔۔
وہ اس سب میں صرف اپنی دوست کو سمجھا ہی سکتی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ لیں بابا میں نے آپ کے کپڑے استری کردئے "اس نے مسکرا کر"
ناصر صاحب کو دیکھا اور کپڑے پیش کئے۔
ناصر صاحب نے سرسری نظر اس پر ڈالی اور سنجیدگی سے بولے۔
"رکھ دو وہاں۔"

شانزہ کا دل مرجھا گیا۔ وہ لاؤنج میں موجود صوفے پر بیٹھ گئے اور ٹی وی کھول کر دیکھنے لگے۔۔۔

وہ انہیں دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

تایا ابو۔۔ "رمشا سو کر اٹھی تھی۔"

ہائے میرا بچہ اٹھ گیا؟ آجاؤ تایا ابو کے پاس۔۔۔ "ناصر صاحب" مسکرائے تھے اور اسے پاس بٹھایا تھا۔۔

شانزہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولا پھنسا تھا۔۔

شانزہ میرے لئے ناشتہ بنا لاؤ "!رمشا حکم دیتی ناصر صاحب کے" کندھے پر سر رکھ گئی۔۔۔

ہاں جاؤ شانزہ میری بیٹی کے لئے ناشتہ بناؤ "!ناصر صاحب نے پلٹ" کر بھی اسے نہ دیکھا تھا۔۔۔۔

شانزہ پلٹ گئی۔۔۔

آنکھیں رورہی تھی۔۔۔

اور دل پھٹ رہا تھا۔۔۔

باپ اس کا تھا لیکن ایک لفظ محبت منہ سے نہ نکلا اب تک۔۔۔

وہ آنکھیں رگڑتی چولہا جلانے لگی۔۔۔

منٹ میں اس نے اس کے سامنے ناشتہ رکھا۔ اور کالج کے 10,15 لئے تیار ہونے لگی۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے میں فاطمہ غصہ میں نیچے اتری تھی۔

تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی؟؟؟ "وہ دونوں ہاتھ کمرے پر ٹکائے" بولی۔۔

بس اسکارف پہن رہی ہوں "!اس نے اسکارف پر پن لگائی۔۔"

چلو جلدی آجاؤ "!فاطمہ نے ایک ہاتھ سے اسکا بیگ پکڑا اور دوسرے" ہاتھ سے اسے کھینچتے ہوئے باہر کی جانب لے جانے لگی۔۔۔

...اور وہ بس "دو منٹ دو منٹ "کرتی رہ گئی

--------------------*----------

--------*

ڈرائونگ سیٹ پر امان تھا۔۔جبکہ اس کے برابر زمان بھنا بیٹھا تھا۔ امان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پیچھے سے پانی کی بوتل اسکی طرف بڑھائی جبکہ ایک ہاتھ وہ ڈروائنگ کررہا تھا۔۔۔

زمان نے اسے دیکھا اور منہ بنایا۔۔

رکھ دو اسے جہاں سے اٹھایا تھا۔۔ کہیں اس میں تم نے زہر نہ ملایا"

ہو "!اسنے نظریں پھیریں۔۔۔

امان شاہ بے ہوشی اور نیند کی دوا ملا سکتا ہے مگر زہر نہیں ملا سکتا"

زمان شاہ کے لئے۔۔۔ "امان سنجیدگی سے کہتا ہوا اس کی گود میں بوتل پھینکی۔۔

رکھو مجھے نہیں چاہئے یہ پانی کی بوتل "!اس نے بوتل اٹھا کر اس کی"

جانب بڑھائی۔۔۔ امان نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

میں نے کہا پکڑو مجھے نہیں چاہئے بوتل "!وہ ہاتھ اس کی طرف یونہی"

بڑھایا ہوا تھا۔۔

امان نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔ زمان کو کوئی فرق نہیں پڑا۔۔

میں نے کہا پکڑو بوتل کو !مجھے نہیں چاہئے "!وہ پھر بولا۔۔"

ایکٹنگ ذرا کم کرو زمان۔۔۔ رکھ دو بونٹ پر۔۔۔ اٹینشن سیکر۔۔ "وہ"

کہہ کر پھر آگے دیکھنے لگا۔

گاڑ اب پل پر چل رہی تھی۔

زمان نے اپنے چہرے کے زاویہ خوفناک حد تک بگاڑے اور زور سے بونٹ پر بوتل رکھی۔

امان شاہ نے جھٹکے سے گاڑی روکی۔ سیٹ بیلٹ اتاری اور گھوم کر اس کی طرف آیا۔۔ آرام سے دروازہ کھولا۔

زمان سمجھا منزل آگئی۔ وہ اتر گیا۔۔

یہاں کون ملنے آنے والا تھا؟ "زمان ماتھے پر بل ڈال کر چاروں" طرف نظر دوڑانے لگا۔

امان واپس ڈرواوئنگ سیٹ پر آبیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کردی۔۔ زمان نے پلٹ کر دیکھا تو وہ گاڑی آگے بڑھا چکا تھا۔۔۔ یہ پہلی بار نہیں تھا۔ وہ جب بھی امان کو یونہی تنگ کرتا وہ اسے ایسے ہی گاڑی سے اتار دیا کرتا تھا۔۔ مگر اس باری میں فرق صرف اتنا تھا کہ زمان نے چلا چلا کر اسے روکنا نہیں چاہا تھا۔۔۔ وہ یہ جانتا تھا کہ وہ اپنے بھائی کو تنہا کہیں چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔۔ وہ خاموش رہا۔۔ زمان شاہ جانتا تھا کہ امان خود ہی رکے گا۔۔ وہ پل کے کنارے آیا اور دیوار سے نیچے جھانکنے لگا۔۔

نیچے ندی تھی۔۔ زمان اچک کر دیوار پر بیٹھ گیا۔۔

امان نے بیک مرر سے اسے دیکھا !وہ چلا نہیں رہا تھا۔۔ اس بار زمان واقعی خاموش تھا۔ امان نے گاڑی کی رفتار آہستہ کی۔ زمان نے ترچھی نگاہ سے اسکی گاڑی دیکھی اور دیوار پر کھڑا ہوگیا۔۔ اب صورتحال کچھ ایسی تھی کہ زمان کے قدم اگر ذرا سے بھی ڈگمگاتے تو ندی میں گر جاتا۔۔ اس کی اس حرکت پر امان کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ زمان اس کے بارے ٹھیک کہتا تھا کہ وہ غصے میں بہت کچھ کردیتا ہے اور اسکے پچھتاوں کے گھڑے میں گرجاتا ہے۔ اب زمان اسے دکھانے کے لئے جان بوجھ کر آگے پیچھے ہورہا تھا۔ امان نے اسے بیک مرر سے گھورا اور تیزی سے گاڑی ریورس کی اور اس کے برابر روکی۔۔

گاڑی سے وہ تیزی سے نکلا تھا اور اس کا بازو پکڑ کر اسے کھینچا۔۔ زمان جانتا تھا۔ "چھوڑو میرا ہاتھ !مجھے نہیں جانا امان۔۔ "!وہ واقعی ڈرامہ کوئن تھا۔۔ امان نے اسے پکڑ کر گھسیٹا۔ وہ ہاتھ چھڑاتا رہا۔۔ جب امان نے دیکھا وہ مسلسل مزاحمت کررہا ہے تو وہ اسے پھر دیوار تک لایا۔۔ کودو "امان شاہ نے پانی پر ایک نظر ڈال کر اسے کہا۔"

زمان گھبرایا۔

میں نے کہا کودو پانی میں۔ بہت شوق چڑھ رہا ہے نا خودکشی کا؟ کودو"
پانی میں جلدی سے وقت کم کے میرے پاس !میٹنگ کے بعد لنچ
کرنے بھی جانا ہے "!وہ ہاتھ میں پہنی واچ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔

ایسے تو میں مرجاؤنگا۔ "زمان نے تھوک نگلا۔"
خودکشی جینے کے لئے کی جاتی ہے کیا؟ "امان سپاٹ لہجے میں بولا۔۔"
مگر پھر تم میرے بنا کیسے رہو گے میرے بھائی۔۔۔؟"وہ کسی طرح"
اسے آمادہ کرنے میں لگا تھا۔۔

امان نے ایک آئبرو اچکائی۔۔
جیسے جی رہا تھا۔۔ تم تو جیسے میرے لئے ناشتہ،کھانا،کپڑے دھونا سب"
کرتے تھے۔۔ کودو فوراً "وہ آخری جملہ سختی سے کہتا ہوا اسے آگے کی
طرف ہلکا سا دھکا دے گیا۔۔

کہتے ہیں جڑواں بھائی مرجائے تو دوسرا خود بہ خود مرجاتا ہے۔میں"
تمھیں جانتے ہوئے مارنا نہیں چاہتا "وہ میسنی شکل بناتا ہوا بولا۔۔۔

امان نے دانت پیسے۔ زمان اس کو جلانے کے لئے مسکرایا۔

امان شاہ نے نفی میں سر ہلایا اور اسے پکڑ کر ندی میں پھینکا۔ امان کی چیخ بلند ہوئی اور اسی وقت وہ زور کی آواز کے ساتھ وہ پانی میں گرا تھا۔ امان نے دونوں ہاتھ کوٹ میں ڈالے اور پل سے اسے دیکھنے لگا۔ امان نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ وہ اس کا شوق پورا ہوتے دیکھ رہا تھا۔ زمان چیخ کر ہاتھ پیر ماررہا تھا۔۔مگر کوئی فائدہ نہیں تھا۔ امان کا دل چاہا اسے شوٹ کردے۔ اس نے دانت پیس کر زمان کو دیکھا۔ زمان چیخ رہا تھا۔

امان میں مرجاؤنگا۔"اس کی حالت خراب ہورہی تھی۔ وہ پانی میں" ہاتھ ماررہا تھا قریب تھا کہ ڈوب جاتا۔ امان نے اسے ناگواری سے دیکھا۔

ہاں میں اس کا ہی انتظار کررہا ہوں۔ حیرت ہے ایک ماہر تیراک پانی" میں کود کر مرنے کی باتیں کررہا ہے۔ ہاں !وہ کرسکتا ہے کیونکہ وہ اسے ایسے سین کریییٹ کرنے میں مزہ آتا ہے "یہ جملہ اس نے چبا کر ادا کیا تھا۔ زمان ٹھٹھکا۔ وہ یہ کیسے بھول سکتا ہے کہ وہ تیراکی جانتا ہے۔ وہ تیرتا ہوا کنارے تک آیا تھا۔

امان اسے دیکھتا ہوا ڈرائونگ سیٹ پر بیٹھا۔

وہ ٹھٹھرتا ہوا آیا اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔ امان نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

زمان نے گاڑی میں بیٹھ کر بونٹ پر سے پانی کی بوتل اٹھائی اور اسے پینے کے لئے کھولی۔ امان نے ایک نظر اسے دیکھا۔

اس میں زہر ہے۔ مت پیو "زمان ٹھٹھکا۔"

مگر تم نے کہا تھا کہ تم زہر کبھی نہیں ملا سکتے "زمان نے زبان چڑائی"

اور بوتل لبوں سے لگالی۔

گارڈز "اس کی گاڑی کے پیچھے گارڈز ہاتھیار لئے بیٹھے تھے۔"

جی دادا "!ان میں سے ایک بولا۔ امان نے ایک بھرپور نگاہ زمان پر"

ڈالی جو اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"کفن دفن کا سامان خرید لو۔ زمان میاں رختِ سفر باندھنے کو ہیں۔۔"

امان نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

زمان نے زاویے بگاڑے۔

اگر میں مرجاتا تو؟ "زمان نے دل پر ہاتھ رکھا۔"

وہ تو تم اس زہر والے پانی سے ہی مرجاؤگے "امان بھی اب اسے"
چھیڑ رہا تھا۔ زمان نے اسے روکا نہیں۔ اس کے بھائی کا مزاج اچھا تھا
اس کے لئے اس سے بڑی خوشی کیا ہوگی۔
اور اگر میں واقعی مرجاؤ تو "!وہ اب سنجیدگی سے گویا ہوا۔"
امان کا دل لرز اٹھا۔
قریب تھا کہ گاڑی کو بریک لگاتا۔ زمان نے اسکی یہ حالت دیکھی۔
لیکن اسے کول رکھنے کے لئے وہ ہنس دیا۔
میں نا کہتا تھا کہ تم واقعی اٹینشن سیکر ہو"!امان غصے میں بولا۔"
تم سب چھوڑو یہ بتاؤ اس آدمی سے مجھے ایسے ملوانے جاؤ گے؟ میں"
گیلا ہورہا ہوں۔ "زمان پریشانی سے بولا۔
"کچھ نہیں ہوتا۔"
"وہ بھی بولے گا چھوٹے بھائی نے کیا حالت کردی بڑے بھائی کی"
زمان نے افسوس کیا۔
کہہ دینا کہ گٹر کے صاف پانی میں گر گیا تھا "امان کہ یہی کہتے زمان"
نے دکھ سے اسے دیکھا۔

گٹر کا پانی اور وہ بھی صاف؟؟ خیر وہ گٹر کا پانی نہیں تھا امان شاہ۔۔"
ندی کا تھا۔ "زمان نے بوتل سے پانی نکال کر چہرہ کھڑکی سے باہر
کرکے چہرہ دھویا۔ اب اس نے جیب سے رومال نکالنا چاہا تو رومال گیلا
ہوچکا تھا۔۔ اب وہ بھائی کے کوٹ میں سے رومال نکالنے کے چکر میں
تھا۔

"!سنو"

ہمم؟ "امان سرسری انداز میں بولا۔"

"رومال دینا۔"

"میں اپنا رومال نہیں دونگا"

پوچھ کون رہا ہے۔ "اس نے جھٹکے سے اس کی جیب سے رومال نکالا۔"
امان دانت پیستا رہ گیا۔ وہ کچھ نہیں کرسکتا تھا کیونکہ وہ ڈراوئینگ کررہا
تھا۔

اچھی طرح منہ ہاتھ صاف کرکے اس نے اور پانی ڈالا چہرے پر۔۔
گندگی صاف کرو۔ کچھ عجیب سا لگا ہے تمھارے چہرے پر "!امان نے"
بغور اسکا چہرہ دیکھا

کہاں "زمان نے اسے چہرہ دکھایا۔"

اوہ سوری میں سمجھا گندگی ہے !یہ تو تمھارا منہ ہے "!وہ کہہ کر کچھ"

لمحہ خاموش رہا۔

زمان پہلے تو کچھ سمجھا نہیں اور جب سمجھا تو بے یقین سا ہوکر اسے

دیکھنے لگا۔۔

"!تم میری بے عزتی کررہے ہو"

بلکل "وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔"

زمان نے نظریں پھیریں۔۔

چلو اس بہانے یہ خاموش رہے گا اب "!امان شاہ نے دل میں سوچا۔"

کس سے ملوانا ہے ویسے تم نے؟ "وہ پھر سے باتیں کرنا شروع ہوگیا"

تھا۔۔ امان کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

"ہاشم سے"

"ہو از ہاشم"

"ڈیفینس کا ہے"

"جس نے عمران کو مارا؟"

"ہمم"

"!سنا ہے اس کا کزن حدید بھی شامل تھا"

"ہمم"

"دونوں جڑواں لگتے ہیں کیا ہماری طرح؟"

"!ہمم"

"!لیکن وہ بھائی تو نہیں !کزنز ہیں"

"!ہمم"

"سنا ہے عمران نے فجر نامی لڑکی کو اٹھایا تھا؟"

"!ہمم"

"سنا ہے وہ اب ہاشم کی بیوی ہے!؟"

"!ہمم"

"سنا ہے عمران نے فنزا نامی لڑکی کو بھی مروایا تھا؟"

"!ہمم"

"سنا ہے وہ ہاشم اسکی دوست تھی؟"

ہمم "!امان کے سر میں ٹیسیں اٹھنے لگیں۔"

سنا ہے۔۔۔ "امان نے اسکی بات کاٹی"

چپ کرو !اب بکواس کی نا تو پستول کی ساری گولیاں تمھارے دماغ"

میں پیوست کردوں گا "وہ دھاڑا۔۔۔

زمان ساکت ہوا۔

"پھر لوگ بولیں گے سنا ہے امان شاہ نے اپنی بڑے بھائی کو ماردیا؟"

وہ معصومیت سے بولا۔

شٹ اپ !جسٹ شٹ اپ "!وہ چینخا۔۔۔"

زمان نے خفا خفا سی نظر اس پر ڈال کر دوسری جانب پھریں۔ اب امان

سکوں سے گاڑی چلانا چاہتا تھا۔۔

--------------------*------*

*----------

وہ ماضی کو سوچنا چاہتی تھی۔ کب کب کہاں کہاں اس سے غلطیاں

ہوئیں۔ وہ سب سے ہٹ کر چلی تھی۔ وہ منہاج سے محبت کرتی تھی۔

وہ یونی ورسٹی میں ساتھ تھے۔ ایسی بات نہیں تھی کہ منہاج محبت

نہیں کرتا تھا۔ اگر منہاج اور ماہ نور کی محبت کو تولا جائے تو یقیناً منہاج

کا پلڑا بھاری ہوگا۔ مگر دونوں کی محبت کرنے کا انداز الگ تھا۔ وہ محبت نہیں اذیت پسند تھا،شدت پسند تھا۔ ماہ نور جانتی تھی وہ صرف اس کے لئے ایسا ہے۔ وہ خوش تھی کہ اسے کوئی محبت کرنے والا ملے گا۔ مگر اس کی زندگی جو آنے والی تھی وہ کسی بھیانک خواب سے کم نہ تھی۔ اس نے منہاج کے لئے اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔ وہ بھاگ گئی۔ گھر سے۔ اپنے گھر کے مکینوں کے دل سے بھاگ نکلی۔ اور انہیں یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کردیا کے ماہ نور ان کے لئے مرگئی۔ جس کے لئے گھر سے نکلی اس نے اپنی شدت پسندی سے اسے اندر سے ماردیا۔ روز کی مار کھا کھا کر وہ تھک چکی تھی۔ گھر مڑ چاہا تو یاد آیا کہ وہ تو مرچکی ہے۔ ساری زندگی وہ اس شخص کے ساتھ گزارے گی، یہ بات اسے اندر اور ماررہی تھی۔ جب گھر کا سربراہ ایسا ہوجائے تو پورا خاندان میں اس کی خصلتیں آجاتی ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو اس کی طرح نہیں بنانا چاہتی تھی۔ مگر کسی کو تو باپ پر جانا ہی تھا۔ اس کا ایک بیٹا انداز بلکل اپنے باپ پر جارہا تھا۔ یہ بات اسے دن بہ دن سہا رہی تھی۔ جب منہا ج اسے ڈھونڈ رہا تھا تب اس کے بیٹے نے ہی بتایا تھا کہ اس کی

ماں کہاں چھپی ہے۔ جب اس کا شوہر اسے مارتا تو وہ بڑی غور سے اسے دیکھتا تھا۔ وہ منہاج کی دراز کھول کر بلیڈ کو کھول کر دیکھتا۔۔۔ کئی اس نے اپنی ہاتھ پر رکھنے کی کوشش کی مگر ماہ نور آگئی۔ اس نے اسے ڈانٹا نہیں !کہ ڈانٹتی تو وہ ضد پکڑ لیتا۔ اسے سمجھاتی !پیار سے !مگر وہ اپنے باپ کا عکس ہوتا جارہا تھا۔۔ وہ اپنی ماں سے بے حد محبت کرتا تھا۔ لیکن اسے خون اور مار پیٹ کے بارے میں اب بات کرنا اچھا لگتا تھا۔ جب بھی منہاج اس پر ہاتھ اٹھاتا تو دونوں تڑپ جاتے۔ ان کا دل چاہتا وہ اپنے باپ کو غائب کردیں۔

"!بابا ہمیں آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔۔۔ مجھے جانا ہے"

وہ روتے چیختے۔ اور پھر اس دن منہاج بے یقین ہوا اور چمڑے کی بیلٹ اٹھائی۔ اور اس کے بعد روز !جب جب وہ اس سے دور ہونے کا کا M اظہار کرتے۔ منہاج نے بلیڈ اٹھایا اور دونوں کی گدی کی جانب نشان ثبت کردیا۔

ماہ نور چیختی چلاتی۔

"!وہ بچے ہیں منہاج"

وہ مجھ سے جدا ہونے کا ذکر کررہے ہیں "وہ شدت پسندی سے اسکا چہرہ دبوچتا۔ انہیں اپنا باپ اپنی ماں اور اپنا دشمن لگتا تھا۔ وہ چلا چلا کر روتے تھے اور اپنے باپ کو اپنی ماں کے پاس سے دور کرتے تھے۔ اور پھر وہ دن بھی آیا جب وہ یوں ہی تڑپ تڑپ کر مرگئی۔ اور اس دن ان دونوں کو اپنے باپ سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔ منہاج اس کی لاش کو تپھتپھاتا رہ گیا مگر وہ بےجان تھی۔ وہ دونوں بچے محض سال کے تھے۔ وہ اپنے باپ جیسے بننا نہیں چاہتے تھے۔ اس دن 14 منہاج اتنا رویا کہ رات گزرنے کا پتا ہی نہ چلا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رورہا تھا۔ وہ چیخ رہا تھا۔ اس نے پستول اٹھائی اور اپنی کنپٹی پر چلادی۔ بچوں نے منہ موڑا۔ وہ اس کی شکل دیکھنے روادار نہیں رکھتے تھے۔ اس کی میت دیکھنے کے لئے بھی اس کی جانب نہ آئے۔ دن گزرتے رہے لیکن امان نے نا چاہتے ہوئے بھی باپ کی عادتوں سے بہت کچھ چرالیا تھا اور زمان اپنی ماں پر چلاگیا تھا۔ ہنستا مسکراتا معصوم سا۔ ماضی کی تلخیاں اور مستقبل کی صورتحال دیکھ کر وقت سے پہلے امان سمجھدار ہوگیا۔ وہ زمان کو ایسے رکھتا جیسے وہ اس سے بڑا ہے۔ اب وہ اس شہر

کا دادا تھا۔ ایک شدت اور ازیت پسند۔ سب کو وہ منہاج کا سایہ لگتا۔۔ مگر کوئی اس کے منہ پر یہ بات کہہ نہیں سکتا تھا۔ وہ اپنے باپ سے نفرت کرتا تھا۔ اس کے باپ کی وجہ سے اس کی ماں مری تھی یہ بات اسے دن رات ستاتی تھی۔ زمان جب امان کو اس حالت میں دیکھتا تو وہ اس کے لئے دعا ضرور کرتا تھا کیونکہ اُس کی زندگی میں آنے والی لڑکی کی اپنی ماں کی طرح حالت نہیں چاہتا تھا۔

--------------------*----------*

زمان یہ ہاشم آفندی "!امان نے دونوں ہاتھ کوٹ کی جیب رکھے" تھے۔

زمان نے خوش اسلوبی سے ہاتھ بڑھایا۔ ہاشم بےاختیار مسکرایا۔

آپ وہی ہیں نا جس نے عمران کو مارا تھا؟ "وہ پھر سے شروع ہوگیا" تھا۔ امان نے بنھویں اچکائیں اور اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ زمان خاموش ہوا۔

مجھے عمران کے موضوع پر بات نہیں کرنی ہے "!امان سخت لہجے میں"
بولا تھا۔ زمان نے اثبات میں سر ہلایا۔
تمھارا کام کیسا جارہا ہے!؟ "امان نے ٹھہر کر پوچھا۔"
دادا ٹھیک ہی جارہا ہے "!ہاشم نے جواب دیا۔"
میں چاہتا ہوں کہ تم ابھی جس آدمی کے پیچھے اس سے دور ہٹ"
جاؤ "!وہ اصل باپ کی طرف آیا۔
ہاشم کے ماتھے پر بل آئے۔
"!مگر دادا وہ آدمی ٹھیک نہیں"
میں باتیں نہیں دہرانا چاہتا۔ میں اسکے پیچھے جاؤں گا !مجھے اپنے کام"
میں کسی کی شرکت پسند نہیں "!ہاشم نے اثبات میں سر ہلایا۔
اگر آپ اس کام میں انوالو ہونگے تو میری ضرورت نہیں !کام خود"
بخود ہی ہوجائے گا !جیسا آپ کہیں "!ہاشم نے ہاتھ آگے بڑھایا جو
امان نے تھاما تھا۔
اور مجھ سے کیوں ملوانا تھا؟ "زمان نے نے سنجیدگی اختیار کی تھی۔"
"!میں چاہتا ہوں کہ تم کام سنبھالو"

زمان نے نفی میں سرہلایا۔

"میں یہ کام نہیں سنبھالوں گا !میں جس میں کمفرٹیبل ہوں میں وہی کروں گا امان !میں آفس جاتا ہوں وہاں دیکھتا ہوں !اتنا کافی ہے !میں ان چکروں میں نہیں پڑنا چاہتا اور امید ہے مجھے اس میں کوئی فورس نہیں کریگا "!زمان نے یہ بات سنجیدگی سے کہی تھی۔

امان گہری سانس لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں تمھیں اس پر فورس نہیں کروں گا !تمھیں جو کرنا ہے تم کرو! امان بات آسانی سے مان گیا تھا اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی کی بات ہوسکتی۔

تھینک یو "!وہ دھیرے سے مسکرایا۔"

"چلیں پھر مسٹر امان اینڈ زمان۔۔ ملاقات ہوتی ہے آپ سے "!ہاشم نے زمان سے ہاتھ ملایا اور بات ختم کرکے اپنی راہ ہولیا۔

شانزہ تم نے آج تو ناشتہ ہی نہ بنایا میرے لئے !یعنی جب تک بندہ"
منہ سے نہ بولے تم نہیں بناؤ گی؟ "رمشا پھر تن فن کرتی اس کے سر
پر کھڑی تھی۔

"!میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے رمشا۔ میں بہت تھکی ہوئی ہوں !پلیز"
اسی دم نفیسہ بیگم کمرے میں آئیں۔

میں نے بنادیا ہے ناشتہ تمھارا "!!سنجیدگی سے کہتے ہوئے انہوں نے"
شانزہ کا ٹیمپریچر چیک کیا۔

ماما آپ نے بابا کو میری طبیعت کا بتایا کیا؟ "اس نے بمشکل آنکھیں"
کھول کر پوچھا۔

نہیں ابھی بتایا نہیں "!جھوٹ بولتے ہوئے بھی انہوں نے ایک دفع"
تھوک نگلا تھا۔

"کیوں نہیں بتایا؟"

وہ بخار میں تپ رہی تھی۔ اب وہ اسے کیا بتائیں کہ اس کے بابا نے
یہ کہہ کر فون رکھ دیا کہ دوا کھلادو ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ اس بات
سے یقیناً اداس ہو جائے گی۔ اسے دکھ پہنچے گا۔

"بابا گھر آئیں گے تو بتادونگی"

آپ کو تو جھوٹ بھی بولنا نہیں آتا !خیر چھوڑیں انہیں پھر بھی کوئی"

فرق نہیں پڑے گا !آپ کو یاد ہے نا اس دن رمشا کے صرف سر میں

درد تھا !اور بابا نے شور سے گھر سر پر اٹھالیا تھا۔ وہ جانتے تھے میری

طبیعت صبح سے بےحال ہے !مگر انہوں نے ایک بار نہیں پوچھا !بیٹی

تو میں ہونا ماما؟ چاچا اور چچی کے ایکسیڈنٹ میں موت ہونے کے بعد

!جب سے رمشا ہمارے گھر میں آئی ہے بابا مجھے جیسے بھول گئے ہیں

اتنی جلدی میں بھلا کوئی بھول جاتا ہے۔کم از کم ایک باپ بیٹی کو نہیں

بھول سکتا ."اس کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئیں۔

ایک کرب تھا جو ایک ماں کے چہرے پر عیاں تھا۔

م۔میں تمھارے لئے دوا لاتی ہوں۔ "وہ ڈوپٹے کے پلو سے آنکھیں"

صاف کرتیں کمرے سے باہر چلی گئیں۔

شانزہ یونہی بے سدھ لیٹی رہی۔

--------------------*----------*

امان ایک بات پوچھو "زمان نے ناشتے سے ہاتھ اٹھایا اور اسے مخاطب" کیا۔

نہیں اجازت دونگا تو بھی بولو گے !تو بولو "!امان نے لقمہ منہ میں" ڈالا۔

شادی کب کررہے ہو؟ بوڑھے ہورہے ہو تم "!سوال سنجیدگی سے کیا" تھا مگر زبان چھیڑے بغیر کہاں رہتی ہے۔

!اگر میں بوڑھا ہورہا ہوں نا تو تم جوان نہیں ہورہے !بھول رہے ہو" تم زیادہ بوڑھے ہو مجھ سے!دس منٹ بڑے ہو آخر "!اس نے بنھویں اچکائیں

دس منٹ بڑا ہوں !دس سال نہیں !!ابھی تو تیس کا بھی نہیں" ہوں !تیس کا ہونے بھی کافی سال ہیں !ویسے بات کی کیا تھی میں نے "!اور جواب دیا کیا تھا !شادی کے بارے پوچھ رہا ہوں

امان نے اسے بغور دیکھا۔

"!پسند آئی گی کوئی تو کرلوں گا"

"!تمھیں پسند آ ہی نہ جائے کوئی بھائی"

"تو تمھارے لئے شادی کرلوں اب میں؟"

"!تو کرلو"

مجھے لگتا ہے زمان مجھے محبت نہیں ہوسکتی "!وہ سنجیدگی سے کچھ سوچتا" ہوا بولا۔

زمان چونکا۔

کنوارے مرو گے؟ "اس نے ہنس کر پوچھا۔"

"!میرے نزدیک محبت محض ایک تماشہ ہے"

پھر تو زمان شاہ یہ تماشہ سرعام کرنا چاہے گا "!جذبات میں شرارت" تھی۔

"!جی بھر کر کرو !کیونکہ میں اس تماشہ سے دور ہی رہنا چاہتا ہوں"

وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

بس بھائی اپنے اس فیصلے پر قائم رہنا !میں کسی لڑکی کی زندگی اپنی" آنکھوں کے سامنے برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا "!وہ اسکی پشت تکتے ہوئے دھیرے سے بڑبڑایا تھا

--------------------*----------*

ماما دوا کھلادیں شاید آرام آجائے "شانزہ تیسری دفع بلند آواز میں بولی"
تھی۔

مجھے دوا نہیں مل رہی !لگتا ہے ختم ہوگئی "نفیسہ پریشانی میں بولی"
تھیں۔

"پیناڈول ماما؟"

"ہاں شانزہ"

چچا سے منگوالیں "!وہ آنکھیں موندے بولی۔"

تمھارے تایا گھر پر نہیں "!انہوں نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ مارا"

"!اماں عدیل بھائی سے منگوالیں"

"!عدیل سو نہ رہا ہو"

اماں فاطمہ بولیں !وہ اٹھانے گی اپنے چہیتے بھائی کو !ان کو سونے کے"
علاوہ آتا کیا ہے "وہ ہنسی۔

"تم زیادہ مت بولو طبیعت خراب ہے !میں دیکھتی ہوں"

وہ اٹھ کر باہر آئیں اور صحن سے اوپر کی جانب آواز دینے لگیں۔

صبور بھابی "دوسری یا تیسری آواز پر صبور تائی نے نیچے جھانکا۔"

"!ہاں نفیسہ"

بھابھی کیا عدیل ہے؟ "انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔"

نہیں۔ وہ تو گیا ہوا ہے !کیا ہوا کوئی کام ہے کیا؟ فاطمہ کو نیچے"

بھیجوں؟ "تائی کے ماتھے پر بل آئے۔

نہیں بس وہ شانزہ کی طبیعت خراب ہے !دوا نہیں ہے گھر میں تو"

سوچا کہ عدیل سے منگوالیں !اور شانزہ کے بابا بھی گھر پر نہیں "!وہ

ہاتھوں کی انگلیاں پریشانی سے موڑ رہی تھیں۔

"!اوہو کیا ہوا اسے؟ میں نیچے آؤں؟ ساتھ چلتے ہیں پھر"

!نہیں بس بخار ہے !میں چلی جاتی ہوں بھابھی آپ کو پریشانی ہوگی"

" !بس زیادہ دور نہیں دکان

اچھا میں فاطمہ کو نیچے بھیجتی ہوں۔ وہ پیچھے اس کا دھیان رکھ لے"

"!گی

جی بہتر"!وہ شانزہ کے کمرے کی جانب بڑھیں"

شانزہ میں جارہی ہوں دکان !فاطمہ آرہی ہے نیچے !بس تھوڑی دیر"
"!میں تمھاری دوائی لے کر آتی ہوں میرا بچہ !پریشان مت ہونا
شانزہ نے بےاختیار انہیں دیکھا۔
"آپ اکیلے جائیں گی؟"
نفیسہ نے اسے پیار سے دیکھا۔
"!میں آ رہی ہوں !بس تھوڑی سی دیر لگے گی"
"میں چلوں ساتھ؟"
نہیں !تم آرام کرو"!وہ چادر سر پر لیتیں اپنا پرس الماری سے لینے"
لگیں۔
فاطمہ نیچے اتری اور کمرے میں آئی۔"
کیا ہوا ہے شانزہ تمھیں "!وہ فکر مندی سے اسکے پاس آکر بیٹھی"
بس ہلکا سا بخار ہے !ماما دوائی کا رہی ہیں "!یہ کہتے اس نے اسکی گود"
میں سر رکھ دیا۔
چلو پھر میں تمھارے پاس ہی ہوں "!فاطمہ نے اسکے ماتھے کو چھوا جو"
تپ رہا تھا۔

فاطمہ بچے میں آرہی ہوں !اسے کسی چیز کی ضرورت پڑے تو دے"
دینا "!وہ یہ کہہ کر باہر چلی گئیں۔
بے فکر رہیں "!اس نے کہہ کر اس کے گال پر پیار سے ہاتھ رکھا"
تھا۔
شانزہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔
اتنا پیار نچھاور نہ کرو کہ بندہ ہی شرما جائے "وہ کہہ کر دھیرے سے"
ہنسی تھی۔
فاطمہ نے اسکو چٹکی نوچی۔
اوئے ماما بھی پتا نہیں کس جنگلی کے پاس چھوڑ گئیں "!وہ ہاتھ"
سہلاتے ہوئے بولی۔
ہاہاہا "فاطمہ ہنسی تھی۔"

--------------------*----------*

اس نے تیاری کو آخری ٹچ دیا اور پرفیوم چھڑکتا ہوا نیچے آیا۔

میں تیار ہو کر آگیا مگر تم یہیں بیٹھے ہو "!وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا میز سے چابی اٹھانے آگے بڑھا۔

زمان جو کچھ سوچنے میں محو تھا اس کے پکارنے پر چونکا۔

ہوں ہاں !میں کچھ سوچ رہا تھا بس "!وہ سیدھا ہوکر بیٹھا۔"

چلنا نہیں ہے؟ "اس نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔"

کہاں؟ "امان کو اس کی ذہنی حالت پر شک ہوا۔"

مگر وہ بات کو بڑھانا نہیں چاہتا تھا۔

"!آفس"

ہاں میں آتا ہوں !تم جاؤ "!وہ اٹھ کھڑا ہوا۔"

مجھے جلدی پہنچنا ہے تم آجانا !جاؤ تیار ہو اب جا کر !میں نکل رہا"

ہوں "!امان اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا۔

"!ہاں میں بس جاتا ہوں !تم جاؤ"

امان اثبات میں سر ہلاتا باہر نکلا۔

زمان آہستہ قدموں سے چلتا گیراج کی طرف جھانکنے لگا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔۔ زمان نے اس کے کمرے کی طرف دیکھا اور پھر اس پر نظر ڈالی۔ امان نے اسے پلٹ کر دیکھا۔

"تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ جاؤ کمرے میں!" وہ اسے حکم دیتے گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

"ہوں !ابھی جارہا ہوں!" وہ بولا اور جان بوجھ کر گارڈن میں پھیلی گھانس کو دیکھنے لگا۔ امان نے ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈالی اور گاڑی ریورس کرکے باہر نکال لی۔

چوکیدار نے دروازہ بند کیا اور س یہی لمحہ تھا جس میں زمان دوڑتا ہوا اس کے کمرے میں گیا تھا۔ اس کی الماری کھولنے کی کوشش کرنے لگا مگر چابی نہیں تھی۔ اس نے الماری کے اوپر ہاتھ ڈال کر تلاش کیا۔ وہاں بھی نہیں تھی۔ وہ اس کی سنگھار میز پر کی درازیں تلاشنے لگا۔ اس نے اس کی نوٹ بک الٹا کر دیکھا تو اس کے اندر سے چابی گری۔ وہ گہری سانس بھرتا چابی اٹھا کر الماری کھولنے لگا۔ لاک کھول کر اس

نے دراز کھولا۔ ابھی وہ ہاتھ بڑھا ہی رہا تھا کہ کھانسی کی آواز نے اسے پیچھے پلٹنے پر مجبور کیا۔ وہ ٹھٹھکا۔

تو تمھیں لگتا ہے میں تمھیں نہیں جانتا !خاص طور پر تمھارے" کرتوت۔ "زمان نے تھوک نگلا۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے بغیر آواز کئے اس کے قریب آیا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔

"!چابی"

زمان نے گہری سانس لے کر اس کے ہاتھ چابی دھری۔

امان نے آگے بڑھ کر الماری کو لاک لگایا اور چابی جیب میں رکھی۔

اب تم ساتھ چلو گے "!وہ سختی سے بولا۔"

ہمم "یہ کہہ کر سست قدموں سے کمرے میں آیا۔۔"

امان باہر لاؤنج میں اسکا انتظار کرنے لگا۔

وہ جانتا تھا کہ زمان ایسی حرکت کریگا تبھی اس نے گاڑی گھر کے باہر نکال کر سائڈ پر روک دی تھی۔

دس پندرہ منٹ کے وقفے سے زمان تیار ہوکر باہر آگیا۔

امان نے اسے ایک سخت نظروں سے نوازہ تھا جس پر زمان نے نظریں پھیریں تھیں۔

چلو باہر "!سخت آواز میں کہتے ہوئے اس نے باہر کی قدم بڑھائے۔"

--------------------*----------*

فاطمہ ماما ابھی تک نہیں آئیں مجھے گھبراہٹ ہورہی ہے "وہ پریشانی" سے بولی۔

شانزہ وہ ابھی آجائیں گی تم لیٹے رہو "!فاطمہ نے پریشانی ظاہر نہیں" کی۔

نہیں فاطمہ آؤ ماما کو دیکھ کر آتے ہیں !انہیں تو علم بھی نہیں کہ" دکان ہے کہاں !آؤ چلو "!وہ جلدی سے اٹھ کر چادر پہنے لگی۔

میں ماما کو بتا آؤں "!فاطمہ نے چپل میں پیر اڑسے۔"

اس میں وقت لگے گا !میں پہلے ہی پریشانی میں فاطمہ "!وہ رودینے کو" تھی۔ فاطمہ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور اثبات میں سر ہلایا۔

آؤ چلو "!فاطمہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور صحن عبور کرکے گیٹ سے" باہر نکلی۔

اس طرف ہے ساری دکانیں تو "!فاطمہ نے ماتھے پر بل ڈالے کہا۔" ہاں یہیں ہے میڈیکل اسٹور "وہ دونوں اس راستے پر چلنے لگیں۔"

--------------------*----------*

دونوں ہی خاموش تھے۔ مگر وہ زمان ہی کیا جو ڈانٹ کھر کر نہ بولے۔ مجھے بھوک لگی ہے "!اس نے اسے دیکھے بغیر کہا تھا۔"

امان نے کو حیرت ہوئی مگر اس نے ظاہر نہیں ہونے دی۔ وہ خاموش رہا!

میں نے کچھ کہا ہے "!اس کا جواب نہ پاکر اس نے بات دہرائی۔" آفس میں کچھ منگوالے نا "!مختصر سا جواب۔"

"!آفس دور ہے مجھے ابھی کھانا ہے"

امان نے بےاختیار گاڑی روکی۔

تم چاہتے ہو میں اس وقت تمھارے لئے کسی ریسٹورینٹ کے سامنے"
"!گاڑی روکوں؟ جبکہ تم ناشتہ کرکے ہی گھر سے آئے

زمان نے بنھویں اچکائیں

انسان ہوں !بھوک لگ رہی ہے!کسی ریسٹورینٹ کی ضرورت نہیں"
"!بس کہیں کسی دکان کے سامنے اتاردو !کچھ چیزیں خرید لوں گا

امان نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔

ہاں لولی پاپ اور پانچ روپے کی ٹافیاں "وہ طنز کرنا نہیں بھولا تھا۔"
میں بڑا ہو چکا ہوں !اب نہیں کھاتا میں "!وہ اکڑ سے سن گلاسز"
آنکھوں پر لگاتا ہوا بولا۔

قد سے ہی بڑے ہوئے ہو !دماغ وہیں ہے !اور یہ مت بھولو کے"
لولی پاپ اور ٹافیاں بیس سال کی عمر تک کھاتے رہے ہو !کچھ ہی سال
ہوئے ہیں تمھیں چھوڑے ہوئے "!اس نے گاڑی پھر چلانا شروع کی۔
تم مجبور کررہے ہو مجھے لولی پاپ لینے کے لئے "!!!زمان نے گلاسز"
کو ہلکا سا نیچے کرکے دیکھا۔

کہاں روکنی ہے دکان "!اس کی بات کا جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔"

یہیں دیکھ لو آگے !جو دکان نظر آئے اسی سے خریدلوں گا "!امان"
نے گاڑی کی رفتار آہستہ کی۔
جاؤ !لیلو !سامنے والی دکان "!امان نے گاڑی روکی۔"
زمان گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ہاتھ امان کے آگے پھیلائے۔
امان نے بنھویں اچکائیں جبکہ زمان نے کندھے۔
"کیا؟"
"!پیسے دو؟؟ تمھاری اکڑ یہاں نہیں چلے گی کہ دکاندار فری میں دیدیگا"
امان نے ناگواری سے والٹ نکالا۔
تمھارا والٹ کہاں ہے؟ "امان نے پیسے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے پوچھا۔"
جیب میں "!اس نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے پیسے لئے اور زور"
سے قہقہہ لگا کر چلاگیا اور اماں کو لگا وہ ایک بار پھر لوٹ لیا گیا ہے۔
امان اس کا انتظار کرنے لگا۔ زمان نے چیزیں خریدیں اور لولی پاپ
کھول کر منہ میں ڈال دی۔ وہ اس لولی پاپ کی خاطر کچھ بھی کر سکتا
تھا۔ صرف ایک لالی پاپ کے خاطر۔ وہ مزے سے آرہا تھا کہ اسکی

نظر روتی ہوئی لڑکی پر پڑی۔ جس پر دوسری لڑکی اسے چپ کروارہی تھی۔ اس کے قدم بےاختیار ان کی جانب اٹھے۔۔

آپ رو کیوں رہی ہیں سسٹر؟ "اس نے لالی پاپ منہ نکال کر بات" کی۔ شانزہ سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

وہ میری چچی یعنی اس کی ماما نہیں مل رہیں اسے "!وہ فاطمہ کی بات" پر بےاختیار ہنسا۔

"!اس کی ماما کھو گئیں؟ چلو تمھیں بھی دکان سے لالی پاپ دلاتا ہوں" وہ ہنسا۔ اسی وقت امان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسکا کندھا دبایا۔ اسکی دبی دبی سی چیخ نکلی۔

آؤچ "!اس نے کندھا سہلایا۔"

ان کی ماما کہاں تھیں!؟ جو مل نہیں رہیں؟ "امان نے مصلحت سے" کام لیتے ہوئے پوچھا۔ فاطمہ جو غصے سے زمان کو گھور رہی تھی ان حیرت سے امان کو دیکھنے لگی۔

آپ دونوں جڑواں ہیں؟ "وہ آنکھیں پھاڑ کر دونوں کو دیکھ رہی تھی۔"

جی !غلطی سے .!آپ بتائیں پلیز "!امان نے روتی ہوئی شانزہ کی طرف دیکھا جو اسے ایک دم اچھی لگی۔

میری طبیعت کی خرابی کی وجہ سے میڈیکل اسٹور گئی تھیں !کافی دیر" ہوگئی تو ہم ڈھونڈنے نکلے ہیں "!شانزہ نے روتے ہوئے بتایا۔

زمان نے دانتوں میں زبان دبائی۔

آپ ایک دفعہ گھر جا کر دیکھ لیں کیا پتا کسی اور روٹ سے گھر چلی" گئی ہوں "!امان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ زمان اُس کے اس نرم لہجے ہر حیرت سے منہ کھولا۔ امان نے اس کے ہاتھ سے لالی پاپ کے کر اس کی کھلے منہ ڈال دی۔

کیا آپ کا گھر قریب میں ہے؟ "امان نے نرمی سے پوچھا۔"

جی بھائی "!شانزہ نے بولا اور امان کا حلق تک کڑوا ہوگیا۔"

جاؤ زمان تمھیں بول رہی ہے !جا کر اسے گھر چھوڑ آؤ !میں پیچھے" آرہا ہوں "!اس نے زمان کو ہلکا سا دھکا دیا۔

اے لڑکی سنو !کوئی کسی کا بھائی نہیں ہے یہاں پر !ہر ہمدردی کرنے" والے کو بھائی بنادیتے ہو تم لوگ "!زمان کے ماتھے پر بل آئے۔

ماما "اس نے پھر رونا شروع کردیا تھا۔"

آپ ایسا کیوں کررہے کے مسٹر؟؟ آپ نے اسے رلادیا "فاطمہ نے"

غصے سے زمان کو دیکھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا یہ اتنی جلدی رو جائے گی۔"

اس گدھے کو چھوڑیں میں آپ لوگوں کو چھوڑ آتا ہوں "!امان نے"

.اسے سر پر چپت ماری اور آگے بڑھا

"!سالا "!زمان بڑبڑایا "خود پاکیزگی کی مثالیں دیتا ہے"

امان نے پلٹ کر اسے گھورا اور ان کے ساتھ آگے چل دیا۔

کہاں ہے آپ کا گھر!؟ "امان نے پوچھا۔"

"!بس یہ رہا۔ یہ کالا گیٹ"

وہاں پہنچ کر اس نے دروازہ بجایا تھا جو نفیسہ نے کھولا تھا۔

کہاں تھیں تم؟؟ "وہ حیرت سے بولیں"

"آپ آگئیں؟ میں آپ کو ڈھونڈنے نکلی تھی"

امان نے پورے گھر کو اچھی طرح دیکھا تھا۔ گھر پتا بھی وہ دیکھ چکا تھا۔

آنکھوں میں گلاسز لگاتے وہ مڑ گیا تھا۔

شانزہ نے شکریہ کرنے کے لئے پلٹ کر دیکھا مگر وہ نہیں تھا۔

تم نے اُس لڑکی کو دیکھا تھا زمان "!امان نے راکنگ چیئر پر جھولتے" ہوئے کہا۔ زمان جو کیبورڈ ہر تیزی سے انگلیاں چلا رہا تھا چونک اٹھا۔ ایک شکوہ کن نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس نے پھر سے لیپ ٹاپ پر نظریں مرکوز کیں۔

ہاں جس کی خاطر تم نے مجھے غلطی کہا "!ہ خفا خفا سے انداز میں بولا۔"

ہاں وہی؟ "وہ گویا یہاں تھا ہی نہیں۔ زمان نے ایک گہری نظر اس" پر ڈالی۔

"تو؟"

امان چونکا۔

".ہاں !وہ لڑکی !وہ۔"

.وہ کیا ؟؟؟؟ "زمان بلند آواز میں بولا"

"نہیں وہ بس۔۔۔"

پہلے یہ بتاؤ کون سی والی لڑکی؟ جس نے تمھیں بھائی بولا تھا؟؟ "زمان"
نے فلک شگاف قہقہہ لگایا۔
اس نے مجھے نہیں تمھیں بولا تھا "اس نے تیور چڑھائے۔"

ہاہا دو اپنے آپ کو تسلیاں! کام کرو بھائی کام۔ اس طرف دماغ نہیں"
لگاؤ۔ "وہ ہنس کر پھر سے لیپ ٹاپ دیکھنے لگا تھا۔
مگر وہ "!اس نے بات ادھوری چھوڑی۔"
زمان نے اسے دیکھا۔
"کیا؟"
وہ مسکرایا۔
وہ اچھی لگی "وہ کھل کر مسکرایا۔"
زمان نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔
"تم مسکرائے !دل سے؟ سیریسلی؟"
ہاں میں انسان ہوں مسکرا نہیں سکتا کیا؟ "امان نے بنھویں اچکائیں۔"

او !یہ نئے نئے انکشاف ہورہے ہیں مجھ پر۔ خیر تم کم ہی مسکراتے ہو"
جبھی کہا "!زمان کے کہنے پر امان نے اسے گھورا۔ اس دم امان اٹھ کھڑا
ہوا۔

میں گھر جاہا ہوں "گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے اس نے ایک نیا"
انکشاف کر ڈالا

تم کام چھوڑ کر گھر جارہے ہو "!زمان نے آنکھیں پھاڑیں۔"

"ہاں !تم نے جانا ہے؟"

"!ہاں"

جیسے تمھیں صحیح لگے۔ کام کرتے رہو "وہ کہہ کر پلٹا"

بھائی میں نے کہا ہے کہ مجھے جانا ہے "!وہ لیپ ٹاپ بند کرتا اٹھ"
کھڑا ہوا۔

"!ہاں کام چور !آجاؤ"

اور جو تم دکھارہے ہو؟ "اس نے گھورا۔"

"!بس آج کام کرنے کا دل نہیں چاہ رہا شاید تھک گیا ہوں"

ہمیں ایک گھنٹہ ہی ہوا ہے آفس آئے ہوئے "اس نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

تو بیٹھو تم میں جارہا ہوں "!وہ دروازہ کھول کر بہر چلاگیا۔"

زمان کاغزات وغیرہ سمیٹنے لگا۔

--------------------*------*

----------*

اب ٹھیک ہوں ماما میں !بخار میں کمی آگئی ہے "!وہ مسکرا کر بولی اور" پانی کا گلاس لبوں پر لگالیا۔

چلو شکر خدا کا "!انہیں اطمینان ہوا۔"

بابا آئے؟ "وہ پھر سے باپ کی رٹ لگا رہی تھی۔"

"!آنے والے ہیں"

میں کپڑے چینج کررہی ہوں "!وہ اٹھی اور الماری میں کپڑے تلاش" کرنے لگی۔

ٹھیک ہی تو ہو "!انہوں نے اسے سر تا پیر دیکھا۔"

نہیں اماں !ابا آنے والے ہیں !ذرا تیار ہی ہوجاؤں !غلطی سے اگر" نظر پڑ گئی مجھ پر تو شاید پیار ہی آجائے "وہ الماری میں منہ دئے پتا نہیں کونسا جوڑا نکالنے والی تھی۔

نفیسہ کے دل بوجھل ہوا۔ کمرے میں رکنا محال تھا۔ وہ باہر آگئیں۔ کچن کی طرف دوڑ لگائی ورنہ وہ آتے ہی چیخنے چلانے کا بہانہ ڈھونڈتے۔ بیٹی کی پیدائش پر جتنا وہ خوش تھے،رمشا کے بعد اب بیٹی ہی بھولے بیٹھے تھے۔

--------------------*-----*

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اس وقت گارڈن میں بیٹھا موبائل پر مصروف تھا جس دم زمان اس کے سامنے والی چیئر پر آبیٹھا۔ امان نے موبائل پر سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو خود بھی اب موبائل پر مصروف تھا۔ وہ اٹھا اور اندر لاؤنج میں آبیٹھا۔ وہ تھوڑی دیر سکون سے بیٹھنا چاہتا تھا جو زمان کے ہوتے ہوئے اسے میسر نہ تھا۔ مگر ہائے رے اس کی قسمت !پانچ منٹ بھی گزرے کے زمان موبائل نگاہیں مرکوز کئے اس کے سامنے پھر صوفے

پر آبیٹھا۔ کوئی تاثر دیئے بنا وہ موبائل پر ہی مصروف تھا۔ امان نے ایک گہری سانس لی۔ وہ اس کے ساتھ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ سوائے پنکھے پر الٹا لٹکانے کے !مگر یہ سزا بھی کسی غلطی پر ہی دیا کرتا۔ وہ اس موقع پر صرف ایک گہری سانس لے سکتا تھا۔

"!کیا کررہے ہو تمھاری سانسوں کی آوازیں مجھے ڈسٹرب کررہی ہیں" زمان نے گھور کر کہا۔

اور مجھے تم !اگر ڈسٹرب ہورہے ہو تو وہاں سے اٹھ کر کیوں" آئے!؟ "امان نے دانت پیسے۔

میری مرضی "!زمان نے بنھویں اچکائیں۔"

امان نے نفی میں سر ہلایا جیسے وہ اس کا کچھ نہیں کرسکتا۔

"!زمان"

"ہنہہ"

آخری بار کب نہائے تھے؟ "پتا نہیں کیوں امان کا دل چاہا وہ زمان کو" چھیڑے۔

ہیں کیوں؟ "زمان بوکھلایا اور اپنی شرٹ سونگھنے لگا۔ "نہیں اسمیل تو"
"!نہیں آرہی
"نہائے کب تھے؟"
"!ارے کچھ وقت پہلے تو نہایا ہوں"
"کب؟"
کل ہی تو نہایا ہوں "!وہ مطمئن تھا اور امان نے آنکھیں پھاڑ کر اسے"
دیکھا۔
"کل؟ اور تم اسے کچھ وقت پہلے کا نام دے رہے تھے؟"
"!ہاں زیادہ نہانا صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا !کم نہائیں پانی بچائیں"
امان نے اسے ناگواری سے دیکھا۔
زمان ہنوز موبائل پر مصروف تھا۔
"!افف"
"تمھیں کیا مسئلہ ہے؟"
کمرے میں جاؤ اور مجھے ڈسٹرب مت کرو "!امان نے سختی سے کہا۔"

میں کیوں جاؤں کمرے میں؟ اور میں تمھیں ڈسٹرب نہیں کررہا تم"
"!مجھے کررہے ہو
تمھاری موجودگی میری لئے ڈسٹربنس ہی ہے زمان شاہ "!وہ دانت"
پیس کر بولا۔
ہاں ٹھیک ہے جارہا ہوں !مگر اب میں تمھیں وہ بات بھی نہیں"
بتاؤں گا جو میں نے معلوم کروائی ہے "!وہ اٹھا اور پیر پٹخا دھیرے
دھیرے مڑنے لگا کہ اب امان اسے روکے گا۔
"نہیں سننا مجھے تمھاری بیکار معلومات"
مت سنو اس لڑکی کا نام جس نے تمھیں بھائی سے مخاطب کیا تھا "وہ"
ہنسا اور مڑ کر جانے لگا۔
امان کے کان کھڑے ہوئے۔
"!سنو"
زمان مڑا۔
مجھے نہیں سننا تمھاری بیکار بات "!وہ کہہ کر پھر سے پلٹنا لگا۔"

اگر اب نہیں بیٹھے نا !تو مجھ سے برا اور کوئی نہیں ہوگا "!وہ اطمینان" سے زمان کو دیکھنے۔

"یعنی میری بلی مجھ کو میاؤں؟"

محاورہ غلط فٹ کردیا آپ نے "!امان نے لبوں کے پیچھے مسکراہٹ" چھپائی۔

"یعنی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے؟"

امان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"!ہاں اب تھوڑا تھوڑا ٹھیک ہے"

زمان صوفے پر دھنسا۔

"بولو!؟"

پہلی بات یہ اپنی دماغ میں بٹھا لو کہ اس نے تمھیں بھائی بولا تھا مجھے" نہیں !اور ویسے اس کا نام بتا رہے تھے تم شاید "!امان کے لہجے سے ویسے مجھے پرواہ نہیں اگر تم بتادو تو بھی ٹھیک "والی کیفیت ٹپک رہی تھی۔

زمان تو پہلے ہنسا اور ضبط کرکے بولا۔

نہیں میں کسی کا نام نہیں بتا رہا تھا !تم نے بولا ہے کہ بتاؤ"!زمان"
بھی دوسرے درجہ کا "کمینہ "تھا۔
میری طرف سے کوئی زبردستی نہیں۔ اگر تم بتانا چاہو تو بتاسکتے ہو"
میں سن رہا ہوں "!وہ بظاہر موبائل پر مصروف رہا جیسے ظاہر کررہا ہو
اسے واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا۔
"!نہیں نہیں !یہ کوئی خاص بات نہیں !زبردستی نہیں ہے !چھوڑو"
امان نے اسے دانت پیس کر دیکھا۔
ہاہاہا اب آیا نہ اونٹ پہاڑ کے نیچے !اس لڑکی کا نام شانزہ ہے !شانزہ"
"ناصر
شانزہ"امان نے زیر لب نام دہرایا۔ ایک مسکراہٹ تھی جو اسکے لبوں"
پر بےساختہ ظاہر ہوئی تھی۔ جسے زمان نے کافی لمحوں تک دیکھا تھا۔
ویسے زمان تم نے کیوں معلوم کروایا "امان نے حیرت سے پوچھا۔"
وہ دوسری والی لڑکی کے لئے معلوم کروایا تھا تو اس کا بھی پتا چل"
گیا !کاؤ بوائے ٹائپ لڑکی جو ہے "!زمان نے دانت دکھائے۔
تو کیا ہے اس کا نام؟ "امان ٹانگ ٹانگ پر جمائے پوچھنے لگا۔"

"!فاطمہ جاوید"

"دوست ہیں؟"

"!نہیں !کزنز"

"بس یہی پتا چلا؟"

ہاں فالحال یہی !باقی معلومات بھی نکلواؤں گا !اور مجھے کوئی عشق وشق" نہیں ہوا اس "فاطمہ "نام کی لڑکی کے ساتھ !بس پہلی ملاقات اچھی رہی !میں دوسری ملاقات چاہتا ہوں "!وہ گارڈن کی طرف نگاہ دوڑاتے ہوئے بولا

ہمم !خیر میں کمرے میں جارہا ہوں !آفس سے گھر اور گھر سے" آفس !ڈروائنگ آسان نہیں !میری کمر میں درد ہے تھوڑا آرام کرنا چاہتا ہوں"!

چلو اچھا ٹھیک ہے "!زمان نے اثبات میں سر ہلایا۔"

اور جب میں نے یہ کہہ دیا کہ "میں آرام کرنا چاہتا ہوں "!اس کا مطلب ہے نہ مجھے اپنے کمرے سے کھٹ چاہیے نہ تمھارے کمرے سے پٹ "!امان نے بنھویں اچکائیں۔

میرے کمرے کی تو چلو سمجھ آتا ہے !تمھارے کمرے میں اگر آواز"
"آئی تو اس کا زمہ دار میں کیوں ہونے لگا؟
کیونکہ آپ اکثر میرے کمرے میں ہی پائے جاتے ہیں !قارون کا"
خزانہ جیسے میرے ہی کمرے میں ہے "!ایک تیز نگاہ اس پر ڈال کر وہ
سیڑھیاں چڑھ گیا۔

--------------------*--------
*----------

بابا میری طبیعت بگڑی تھی لیکن اب میں ٹھیک ہوگئی ہوں !اور یہ"
دیکھیں یہ کپڑے میں نے آپ کے لئے پہنے ہیں "!وہ چہک کر ان کو
بتارہی۔

ہمم اچھا ٹھیک ہے !اچھی لگ رہی ہو !مگر رمشا کہاں ہے؟ "وہ"
!مسلسل ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ جیسے تلاش کررہے ہوں
یونی سے آئی تھی سر میں درد تھا تو اب تک سورہی ہے "!نفیسہ بول"
کر چپ ہوئیں۔ ناصر صاحب کی تیوریاں چڑھیں۔
سر میں درد تھا؟؟؟ دوائی دی اسے؟ "وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔"

کہاں ہے بچی؟ "وہ پریشانی سے بولے۔"

کمرے میں ہے اپنے "!نفیسہ کے یہ کہتے انہوں نے فوراً اس کے"

کمرے کی جانب دوڑ لگائی۔ ان کے جاتے نفیسہ نے ایک ترچھی نگاہ

وہاں کھڑی شانزہ پر دوڑائی۔ آنکھیں میں ٹمٹماتے چمکتے آنسو تھے۔

آپ کے بابا تھکے ہوئے ہے نا !جبھی توجہ نہیں دی "وہ صرف ایک"

تسلی ہی دے سکتی تھیں !ہاں وہ تسلی جو ہمیشہ دے آئی تھیں۔ شانزہ کا

دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر رودے۔ یہ تکلیف تو زخم لگنے کے تکلیف سے

بھی بھاری تھی۔ ایک اپنا جو سب سے بڑھ کر تھا اپنا !اپنے کا درد

چھوڑ کر دوسروں کا درد کم کرنے چلا تھے۔ تکلیف،دکھ درد کو اکھٹا کرو

!تو یہ اذیت بنے گی ایک باپ جو ہر جگہ آپ کو تحفظ دیتا ہے

معاشرے کی تلخیوں سے بچاتا ہے !روز جس کی بانہوں میں بیٹھ کر بچپن

سے اب تک وہ ایک ایک بات بتانا چاہتی تھی !وہ شاید اس کی طرف

دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔وہ ہنستی تو آنسو چھلک پڑتے۔ وہ روتی تو روتے

روتے گھگھی بندھ جاتی۔

پاس تو تُو بہت ہے۔

!مگر دل دونوں کے دور دور

--------------------*----

----------*

سورج کی کرنیں اس کے چہرے پر پڑیں تو وہ اٹھ بیٹھی۔ آنکھیں مسلی تو پتا چلا کہ رات کو رونے کی وجہ سے سوجی ہوئی ہیں۔ ٹھنڈا پانی منہ پر مارتے ہوئے وہ فریش ہوکر باہر نکلی۔

تم تیار ہوکر باہر آجاؤ "!نفیسہ کمرے میں داخل ہوئی تو شانزہ واشروم" سے باہر نکلی تھی۔

جی ماما "وہ فرمانبردار بچی کی طرح تیار ہونے لگی۔ دل تھا کہ بے حد" بوجھل۔

دس پندرہ منٹ بعد نفیسہ پھر کمرے میں داخل ہوئیں۔

ہوگئی تیار تو آجاؤ !باہر بابا بیٹھے ہیں تمھارے !ناشتہ کرلو بابا کے" "!ساتھ

رمشا کہاں ہے؟ "اس نے نظریں اٹھا کر ماں کو دیکھا۔"

"!وہ وہیں تمھارے بابا کے ساتھ ٹیبل پر ناشتہ کررہی ہے"

ماما !میں بغیر ناشتے کے جاؤں گے بھوک نہیں ہے مجھے "!وہ کہہ کر" بستہ اٹھانے لگی۔

مگر۔۔۔۔ "اس نے نفیسہ کی بات کاٹی۔"

ماما مجھ سے جھوٹی شکایتیں برداشت نہیں ہوتیں !وہ جھوٹ بولتی ہے" منہ پر !اور پھر بابا مجھے بہت ڈانٹتے ہیں !اور ویسے بھی بابا کے لئے میرا دل مرگیا ہے !اب دل نہیں ان کے لئے تیار ہونے کا، باتیں کرنے کا "وہ بستہ اٹھا کر باہر نکلی۔

فاطمہ "اوپر کی جانب آوازیں دینے لگی۔"

ہاں؟ تم تیار ہوگئی !میں آئی نیچے "!فاطمی نے اس کی تیاری دیکھی تو" سمجھ گئی۔ اور کچھ ہی منٹوں میں نیچے آگئی۔

واہ بھئی اتنی جلدی آپ تیار ہوگئیں !مبارک ہو مجھے بھی اور آپ کو" بھی "وہ اسے چیرتے ہوئے بولی۔ شانزہ محض مسکرا ہی سکی تھی۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ باہر نکلی۔

پیدل جائیں گے !انکل نے کہا تھا وین نہیں آئے گی آج "!شانزہ" نے یاد دلایا۔

او ہاں "!!!فاطمہ نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔"

فائدا نہیں سر پیٹنے کا چلو "!اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے دکھیلا۔"

"!کسی بڑے سے بول دیتے ہیں گھر میں !کوئی چھوڑ دے گا ہمیں"

فاطمہ نے مشورہ دیا۔

جاوید تایا تو ہیں نہیں گھر میں !عدیل بھائی کے پاس بائک ہے اور بابا"

رمشا کو یونی چھوڑنے جائے گے اپنی گاڑی میں "!شانزہ نے اسے

صورتحال سمجھائی۔

"!تو گاڑی ہے !بائیک نہیں !تین چار لوگ آرام سے آجائیں گے"

فاطمہ نے بھنویں اچکائیں۔

تو کیا تم رمشا کو نہیں جانتیں؟ یا میرے بابا کو؟ وہ کہتے ہیں انہیں"

آفس کے لئے لیٹ ہوتا ہے !اور تمھارا کالج تو قریب میں ہے !پیدل

!چلا جایا کرو !اگر میں چھوڑنے جاؤں گا تو میرا روٹ آؤٹ ہوجائے گا

رمشا کی یونیورسٹی دور ہے !اور آفس کے راستے میں پڑتی ہے !اس لئے

اسے چھوڑ سکتا ہوں !ساری دنیا کو اپنی گاڑی میں بٹھا سکتے ہیں چاہے

روٹ خود کا لاہور کا ہو اور دوسرے کا اسلام آباد کا !اور میری لئے

صرف بہانوں کی لمبی سے نا ختم ہونے والی فہرست " !اس نے ایک سانس میں سب بتایا تھا۔

چھوڑو !خود ہی چلیں گے !اور راستہ میں اگر گولا گنڈا۔والا ملا تو وہ" بھی کھائیں گے "!فاطمہ نے اسکی توجہ اس موضوع سے ہٹانا چاہی۔

صبح سویرے کونسا گولا گنڈا والا موجود ہوتا ہے؟ "اس نے بجھے دل" سے کہا۔

چلو اب منہ مت پھلاؤ !واپسی میں لیں گے"!وہ اس کے گال کھینچتی" آگے بڑھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

--------------------*

---*

صبح سے دوپہر کیسے ہوئی امان کو پتا بھی نہ چلا !لیکن زمان کو لگ پتا گیا تھا۔

میں تھک گیا ہوں !مجھے گھر جانا ہے "!وہ کمر سیدھا کرکے بولا۔" کام ختم کرلو !پھر ساتھ ہی چلتے ہیں "!امان کاغزات پر نظریں مرکوز" کیا دھیمی آواز میں بولا۔۔۔

کرلیا ہے میں نے !اونر بھلا کیا کام کرے گا !اور گھر چلتے ہیں !قسم"
سے ایک کپ کافی خود بناکر دونگا "!وہ اٹھ کر پھیلے کاغزات سمیٹنے لگا۔
امان بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

--------------------*----------*

سنو !جلدی آجاؤ !چھٹی ہوئے دس منٹ ہوگئے ہیں !ادھر آؤ "!فاطمہ"
نے اس کا ہاتھ پکڑا اور روڈ کے بیچ میں کھڑے گولا گنڈا والے کے
پاس لے آئی۔ اس سے گولا گنڈا خرید کر وہ وہیں کھڑے ہوکر کھانے
لگی۔ اتنے میں سامنے سے گاڑی اسپیڈ سے رکی۔ اگر ڈرائیور بریک نہ
مارتا تو یقیناً دونوں کا ایکسیڈنٹ ہوجاتا۔ اندر گاڑی میں موجود نفوس غصے
میں باہر آیا تھا۔
"!!میڈم دیکھ کر چلا کریں"
فاطمہ کے تیور چڑھے۔

"!او مسٹر جڑواں !میری بات سنیں ہم یہاں پہلے سے کھڑے تھے
گاڑی بھگاتے ہوئے آپ کے جڑواں بھائی آرہے تھے "!اس نے زمان
کو گھورا۔ امان شانزہ کو دیکھنے میں مصروف تھا۔
"!ہاں یہ تو آپ لوگوں کی تفریح کی جگہ ہے نا!؟ سڑک کے بیچ میں
ابھی اڑا دیتے ہم تم دونوں کو "!شانزہ زمان کی بات پر بے اختیار
ہنسی۔ امان نے اس پر سے بہت مشکل سے نظریں ہٹائی تھیں۔

"او مسٹر نھنے !کم از کم اپنے بھائی سے ہی سیکھ لو !تمیز سے خاموشی
!سے کھڑے ہیں !ہاں وہ بات الگ ہے میری کزن کو دیکھ رہے ہیں
مگر ایک دفع بھی انہوں نے ٹانگ نہیں اڑائی تمھاری طرح !اور لگتا
زبان بھی تمھاری طرح لمبی نہیں ان کی "!فاطمہ ماتھے پر بل ڈال کر
بولی۔ اس بات پر جہاں امان گڑبڑایا وہاں شانزہ نے لب بھینچے۔ زمان
نے مسکرا کر امان کو دیکھا اور پھر فاطمہ کو۔۔

وہ زور سے ہنسا۔ قریب تھا کہ ہنس ہنس کر زمین پر لوٹ پوٹ ہوجاتا۔

"ہاہاہا یہ بس بولتا ہی تو نہیں !یہ کہتا نہیں مگر کر بہت کچھ دیتا ہے!
اگر زندگی میں اگلی ملاقات ہوئی تو پتا چل ہی جائے گا "!زمان کے
یوں کہنے پر فاطمہ اور شانزہ نے حیرت سے امان کی جانب دیکھا جبکہ
امان نے اس کے بازو پر چٹکی دی جس سے وہ بلبلا اٹھا۔
"نہیں ایسی بات نہیں ہے !میں بس ایسی ہی انہیں دیکھ رہا تھا اور یہ
بس بولتا رہتا ہے !بچپن میں نرس کے ہاتھ گرگیا تھا بیچارہ۔ سائیڈ
افیکسٹ تو ہونے ہی تھے۔ خیر اس کی باتوں پر مت جائیں !یہ دل کا
اچھا ہے "!عجب عالم تھا کہ امان بات فاطمہ سے کررہا تھا اور دیکھ شانزہ
کو رہا تھا۔ زمان کو اٹیک آگیا۔ اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر بے یقینی
سے امان کو دیکھا۔
ڈرامہ "امان نے اسے دیکھ کر زیر لب بڑبڑایا"
فاطمہ زور سے ہنسی۔ زمان نے ایک نظر فاطمہ پر ڈالی۔ ایسا لگ رہا تھا
جیسے ابھی وہ اسے چبا جائے گا۔ شانزہ بے اختیار مسکرائی۔
"اچھی رہی دوسری ملاقات بھی "شانزہ نے کہہ کر آگ بگولا ہوتے ان
دونوں کو دیکھا۔ جس میں ایک اس کی کزن تھی جو اب آگ بگولا ہو

کر اب شانزہ کو گھور رہی تھی اور وہ ایک ڈرامہ سا لڑکا جو اب فاطمہ کر گھور رہا تھا۔ امان نے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ شانزہ کو دیکھ رہی تھی جو فاطمہ کو دیکھ کر ہنس رہی تھی۔ دل میں گھنٹی بجی۔ یہ وہی لڑکی تھی جو دو دن سے اس کی حواسوں پر چھائی ہوئی تھی

لگتا ہے شانزہ اب یہ محترمہ آپ کو کھا جائے گی "!وہ ہنس کر شانزہ" سے بولا۔ شانزہ نے حیرت سے امان کو

آپ کو کیسے پتا میرا نام؟ "امان گڑبڑایا۔۔ زمان نے اسے بڑے پیار" سے گھورا۔

"!دو جواب اب"

امان نے زمان کو دیکھا۔

و۔وہ آپ نے بتایا تھا پہلی ملاقات پر !یاد نہیں؟ "وہ زبردستی مسکرایا۔" آج نہ جانے کیوں؟ شاید زندگی میں پہلی دفع امان شاہ ایک لڑکی کے سامنے گھبرایا۔ وہ جو خود سے سب کو ڈراتا آیا ایک لمحے کو وہ خود بھی سہما تھا۔ زمان اس کی اس حرکت پر جی جان سے مسکرایا تھا

میں نے کب بتایا تھا؟ "وہ چونکی۔"

بھول گئیں؟ آپ نے کہا تھا میں شانزہ ہوں میری ماما کھو گئیں؟ "اس"
بار بھائی کے دفاع میں زمان بولا
شانزہ نے اثبات میں سرہلایا۔
ہاں وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن کیا میں نے واقعی ایسا ہی بولا تھا کہ"
میں شانزہ ہوں اور۔۔ "اس نے خود بات ادھوری چھوڑی۔
جی جی آپ بھول گئیں ہیں شاید "!زمان نے یہ جواب بھی خود دیا۔"
امان نے زمان کو دیکھا۔ وہ اس کا دفاع کررہا تھا۔
چلو چھوڑیں اس موضوع کو !ہم ویسے ہی اتنا لیٹ ہوگئے ہیں !شانزہ"
جلدی چلو ورنہ تمھارا منگیتر غصہ کرے گا کہ واپسی میں اکیلے کیوں
آئے "!فاطمہ نے ماتھے پر بل ڈال کر شانزہ سے کہا۔ امان جو مسکراتے
ہوئے شانزہ کو دیکھ کر رہا اس کے ماتھے پر بل پڑے!
منگیتر؟ "امان کو جھٹکا لگا۔وہ آس پاس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بول"
اٹھا۔ زمان نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ فاطمہ نے امان کو دیکھا۔

جی اس کا منگیتر !جسے یہ جان بوجھ کر کبھی کبھی بھائی بھی بول دیتی"
ہے !مگر ان کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں ہوتی ہاہا "!اور امان کا چہرہ
سخت ہوا۔ قریب تھا کہ وہ کچھ کہتا کہ زمان بول اٹھا۔
چلیں پھر اپنی اپنی راہ لیتے ہیں "!وہ جانتا تھا کچھ لمحے تکنے سے کیا"
قیامت برپا ہوسکتی ہے !اس نے امان کو لے کر پلٹنا چاہا۔ اور یہ وہ
وقت تھا جب امان کے دماغ میں سب گڈ مڈ ہورہا تھا۔۔ سمجھ نہیں آرہا
تھا کہ کیا کہے کیا بولے۔ قریب تھا کہ وہ شانزہ کی طرف قدم اٹھاتا
زمان نے اس کا کندھا گاڑی کی طرف موڑ کر اس کے ساتھ گاڑی کی
جانب آیا۔۔ اسے دوسری سیٹ پر بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر
بیٹھا۔۔۔ وہ دونوں اس کے اس رویہ پر حیران تھیں۔ وہ چلتیں ہوئی
سڑک کے کونے میں آکھڑی ہوئی۔ امان نے آنکھیں میچیں !کوئی تو چیز
تھی جس کو اس نے بمشکل قابو کیا ہوا تھا۔ سانسیں تھیں کہ بےاختیار
پھولی ہوئی تھی۔ گاڑی ان دونوں کے برابر سے ہوتے ہوئے نکلی تھی۔
زمان نے بےاختیار امان کو دیکھا تھا۔ وہ سخت لہجے لئے آگے دیکھ رہا
تھا۔

کیا ہوا؟ "زمان کے پوچھنے پر امان نے کوئی جواب نہ دیا۔"

ایزی رہو !اور کیا ہوا تھا اچانک سے!؟ بھلا ایسا بھی کوئی کرتا ہے؟"

اس کا منگیتر تھا !اچھا ہوا پہلے پتا چل گیا !شکر ہے تم سیریس نہیں

ہوئے اس کے لئے "!زمان اس کی دل کی حالت سمجھتا تھا مگر کہیں نہ

کہیں اسے ٹھنڈا بھی تو کرنا تھا۔

میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے "!امان کا سختی سے کہا ہوا یہ جملا"

زمان کی جان لے گیا۔ اس نے گاڑی کو بریک لگائے۔

کیا چل رہا ہے امان شاہ تمھارے دماغ میں؟ ایسا ویسا کچھ نہیں کروگے"

تم امان !ایک بات یاد رکھنا !یہ کم از کم تم میری ہوتے ہوئے نہیں

کرسکتے "!امان شاہ کو اس کے بھائی سے بڑھ کر اور کوئی نہیں جان سکتا

تھا۔ اس نے ایک تیز نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

!گاڑی چلاؤ زمان !فوراً !اور تم جانتے ہو میں باتیں نہیں دہرایا کرتا"

موت کو دعوت مت دو !خدارا !مجھے خود پر کنڑول نہیں ہے اس

وقت !مجھے ڈر ہے میں تمھارے ساتھ کچھ ایسا نہ کردوں جس کا پچھتاوا

مجھے عمر بھر رہے "!وہ مٹھی بھینچ کر گویا خود کو قابو کررہا تھا۔

زمان نے آنکھیں بڑی کرکے اس کو دیکھا۔

تم اس کے علاوہ کچھ اور کر بھی نہیں سکتے !سوائے دوسروں کو اذیت" دینے کے !اپنے سکوں کے لئے دوسروں کا سکون برباد کرتے ہو اور چاہتے ہو عمر بھر بغیر کسی پچھتاوے کے گزارو؟ "زمان نے گاڑی چلائی۔

لیکن تم ایسا نہیں سوچنا ! کبھی زندگی میں نہیں !میں کم از کم تاریخ " نہیں دہراؤں گا اور نہ تمھیں دہرانے دوں گا !یہ اذیت صرف مجھ تک اور تمھارے لوگوں تک رہے امان شاہ "!وہ تلخ لہجے میں کہتا ہوا گاڑی تیزی سے چلا رہا تھا۔

گاڑی روکو؛ "وہ چیخا !زمان نے جھٹکے سے اسے دیکھا۔ "میں گاڑی" نہیں روکوں گا "!زمان نے دھیمی مگر ڈھیٹ بنتے ہوئے کہا۔

نہیں روکو گے؟ "اماں نے بنھویں اچکائیں۔"

نہیں ""!!وہ اٹل لہجے میں بولا۔"

امان نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اب جو وہ کرنے والا تھا زمان نے !بےاختیار گاڑی روکی

!پاگل ہو تم؟؟؟؟؟ "وہ چیخا"

امان گاڑی سے اترا اور دوسری جانب گھوم کر آیا۔ ایک ہاتھ سے گریبان پکڑ کر اسے گاڑی سے نکال باہر کیا اور اس کے قریب آیا۔

مجھ پر آئیندہ مت چلانا "!گاڑی سنسان جگہ تھی۔"

!میں تمھیں کچھ نہیں کرنے دوں گا امان "!وہ پھر چیخا"

میرے کام کے بیچ میں جو آیا میں اسے ماردوں گا "!امان نے دھیمے" مگر سخت لہجے میں بولا۔

بھلے اس کے لئے مجھے مرنا ہی کیوں نہ پڑجائے !مجھے یقین نہیں تھا" تم اس کے لئے اتنے سنجیدہ ہو !اگر پتا ہوتا تو میں خود اسے تمھاری نظروں کے سامنے سے گم کردیتا امان "!امان غضبناک ہوا۔ ایک تھپڑ تھا جو زمان کے چہرے پر پڑا تھا۔ زمان نے ساکت ہوتی نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھا۔ امان نے کبھی اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔ ہاں وہ اسے اذیت دیتا تھا مگر بھائی کے لئے ایک محدود حد تک تھی۔ وہ اسے الٹا لٹکادیا کرتا مگر کبھی اس نے اسے مارا نہیں تھا۔ امان ابھی بھی اسے سخت نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

تم نے ایک لڑکی کے لئے اپنے بھائی کو مارا؟ "اس کی آنکھیں نہ" چاہتے ہوئے بھی نم ہوئیں اور اس وقت امان شاہ کو احساس ہوا کہ وہ کچھ بہت غلط کر بیٹھا ہے !وہ ششدر ہوا !دھیرے دھیرے اپنے اس ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جو ابھی زمان پر اٹھا تھا۔

!میں نے تم سے کہا تھا !کہا تھا میں غصے میں بہت کچھ کرجاتا ہوں" میں نے کہا تھا میرے معاملے میں کچھ مت کہنا "!امان نے لب بھینچے۔ نہیں !میں اپنی نہیں اس کی بات کرنا چاہتا ہوں !اور کیا تمھارا کیا" میرا معاملہ امان شاہ؟؟ میں کہوں گا !ہزار دفعہ !لاکھ دفع !تم ایسا کچھ نہیں کروگے امان "!زمان نے نفی میں سر ہلایا۔

میں پھر کہتا ہوں !میرے کام میں کوئی دخل اندازہ کرے یہ مجھے" پسند نہیں !چاہے وہ میرا بھائی ہی کیوں نہ ہو "!اس کا چہرہ غصے سے لال ہوا تھا۔

تاریخ پھر نہیں دہرائی جائے گی "!وہ پوری قوت سے چیخا" !اب " "!ایک اور ماہ نور اس ظلم کا شکار نہیں ہوگی !وہ نہیں ماری جائے گی

وہ دیوانہ وار چیخا۔

ماہ نور وہاں مرے گی جہاں منہاج شاہ ہوگا زمان !وہاں نہیں جہاں"
امان شاہ ہوگا "!اس اطمینان نے کہا۔
تم منہاج شاہ سے کم ہو کیا؟ "وہ کاٹ دار لہجے میں بولا۔۔"
!اور امان شاہ کو لگا اسے بھٹی میں جھونک دیا گیا ہے
میں منہاج شاہ جیسا نہیں ہوں "!وہ اتنی زور سے چیخا کہ آس پاس"
درخت پر موجود پرندے سہم کر اڑ گئے۔
تم منہاج شاہ کا عکس تھے !عکس ہو !عکس رہو گے "!اس نے "
دانت پیسے۔ امان نے اس پر گھونسوں اور مکوں کی برسات کردی۔ زمان نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ بھی تھا کسی کی طرح !کوئی تو تھا جو اس کی طرح تھا !یا شاید یہ اس شخص کی طرح تھا۔ اس نے زمان کو مرنے نہیں دیا !چھوڑدیا !یہی اس کی محبت تھی۔
!وہ موت کے در تک لے آتا ہے !مگر اس سے آگے نہیں لے جاتا
جب تک زمان لہو لہان نہیں ہوا امان نے اپنے ہاتھ نہیں روکے !جب
!اسے لگا کہ اب وہ مرجائے گا تب اس نے چھوڑدیا۔ ہر بار !ہر دفع

موت کے منہ تک لے جاتا اور موت کے منہ سے واپس بھی خود ہی لے آتا۔ یہی تھی اس کی محبت !اگر محبت یہی تھی تو نفرت کیا ہوگی؟ زمان نے خود کو بچانے کی بھی کوشش نہیں کی تھی !وہ یونہی مار کھاتا رہا !اگر اس کے بدلے کسی لڑکی کی زندگی بچ سکتی ہے تو وہ یہ امان شاہ کے ہاتھوں روز مار کھانے کو بھی تیار تھا۔ اگر اس سب کے درمیان اس نے یہ تو سوچ لیا تھا کہ اب کوئی لڑکی ماہ نور بن کر اس گھر میں منہاج شاہ کے لئے نہیں آئے گی !جب امان شاہ تھک گیا تو وہ پیچھے ہٹا۔ زمان نے درد سے نڈھال ہوکر ایک طرف گردن رکھی۔ امان اپنے بالوں کو نوچ رہا تھا۔ زمان جانتا تھا اب امان کو پچھتاوا گھیرنے والا ہے !دس منٹ بعد جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اس نے بے اختیار زمان کو دیکھا۔ اس کے منہ سے خون نکل رہا تھا اور بے سدھ زمین پر گرا ایک جگہ نظر ٹکائے ہوا تھا۔ اس کے کپڑے خون سے لدے ہوئے تھے۔ امان کی سانسیں جیسے سینے میں اٹک کر رہ گئیں۔

اب گھر سے گارڈز بلوا کر ڈاکٹر کو مجھے دیکھاؤ گے بھی یا ایسے ہی"
مرنے کے لئے چھوڑدوگے!؟ "وہ کوئی تاثر دیئے بنا کسی زندہ لاش کی
طرح بولا۔ امان نے اثبات میں سر ہلایا جسے زمان دیکھ نہ سکا
ہیلو !شاہنواز اس پتے پر پہنچو !جلدی !!سب گاڑز کے ساتھ "!وہ"
گارڈز کو کہتا ہوا اس کی جانب آیا۔
"کیا وہ آرہے ہیں؟"
"!ہاں وہ آرہے ہیں !تم فکر مت کرو"
امان کی بات پر وہ طنزیہ مسکرایا۔
"!مجھے کہاں لے کر جاؤ گے؟ کو گھر لے کر جاؤ گے یا قبرستان "
امان کا سانس رکا اس نے بے اختیار زمان کے لبوں پر ہاتھ رکھا۔
ہششش م۔میں نے کال کردی ہے !وہ آرہے ہیں "!وہ ہکلایا۔"
میری کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہونا امان؟ میں کمزور صرف تمھارے لئے"
ہوں امان !میرے لئے میرے بھائی سے بڑھ کر کچھ نہیں !میں
تمھاری عزت کرتا ہوں امان !جبکہ ہم دونوں میں کوئی عمر میں بڑا نہیں
ہے لیکن میں تمھیں پھر بھی بھائی پکارتا ہوں۔ تم اگر مجھے گولی سے اڑا

بھی دوگے نا لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں میرا یہ ہاتھ تمھارے اوپر کبھی نہیں اٹھے گا !اگر اٹھے تو میں قسم کھاتا ہوں میں اسے کاٹ دوں گا "!وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ مگر امان کی نگاہیں زمان ہر تھیں۔ وہ لب بھینچے اپنے جڑواں بھائی کو دیکھ رہا تھا۔

--------------------*----------*

انہیں ہوا کیا تھا فاطمہ؟ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اسے غصہ آیا" ہو"!شانزہ اس کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتی گھر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

ہاں جبکہ میں نے بھی کوئی ایسی بات نہیں کی تھی !میں تو عدیل کا" بھائی کا ذکر کررہی تھی !اس کا کیوں موڈ خراب ہوا !پتا نہیں کیا چکر ہے !شاید کوئی اور معملہ ہو جس سے ہم بے خبر ہوں "!فاطمہ نے !کندھے اچکائے

ہاں !خیر چھوڑو جلدی چلو یار گرمی افف "!شانزہ نے ایک ہاتھ اپنے" چہرے پر پھیر کر بیزاری سے بولی۔

--------------------*----------*

میں نے ان کی پٹی کردی ہے !گھبرانے کی کوئی بات نہیں !!ان کے" زخم گہرے ہیں مگر جو ادوایات لکھی ہیں انہیں وقت پر دی جائیں تو ان کی صحت کے لئے بہتر ہے "!ڈاکٹر امان کے ساتھ زمان کے کمرے سے نکلا۔ امان نے ایک نظر بے سدھ زمان پر ڈالی جس کے سر پر پٹی اور جگہ جگہ مرہم لگے تھے اور دروازہ آہستہ سے بند کیا۔

ڈاکٹر کی بات پر دھیرے سے سر اثبات میں ہلایا۔ ہاتھوں کو کمر پر باندھ کر وہ ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا۔

سر کا زخم بے حد گہرا ہے اور بدن زخموں سے چور ہے۔ میں ایک" !ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں یہ ہلکی پھلکی مار کٹائی سے نہیں ہوسکتا یہ سب کیسے ہوا مسٹر امان؟ "ڈاکٹر نے بات ختم کرکے امان کی طرف دیکھا۔ امان نے ایک ڈاکٹر کو دیکھا۔

کیا آپ کو نہیں لگتا آپ ہمارے معملہ میں بہت زیادہ دخل دے" رہے ہیں؟ مجھے نہیں پسند کوئی ہمارے معملہ میں دخل دے !آئیندہ

خیال رکھئے گا ورنہ نتیجے کے ذمہ دار آپ ہونگے ڈاکٹر "!سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے اس نے بنھویں اچکائیں۔ ڈاکٹر کے ماتھے پر بل آئے۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ ج۔۔۔"

گارڈز" امان نے بات کاٹتے ہوئے گارڈز کو آواز دی۔ "انہیں"

دروازے تک زندہ چھوڑ آؤ "!ایک سپاٹ نظر ڈاکٹر پر ڈال کر وہ زمان کے کمرے کی جانب مڑگیا۔

آجاؤ ڈاکٹر "!گارڈ نے ڈاکٹر کا بازو پکڑا اور باہر کی جانب لے کر" جانے لگا۔ امان زمان کے کمرے میں چلاگیا تھا۔

زندہ بچ گئے تم !شکر کرو ڈاکٹر "!سلیم نے آہستہ آواز میں کہا۔ ڈاکٹر" سہما۔

"کیوں بھئی؟"

یہاں سے زندہ کوئی بچ کر جاتا نہیں !!!مجھے تو اب زمان دادا کی" ٹینشن ہے "!سلیم نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔

"کیوں بھئی؟ پیشنٹ تو ان کا بھائی ہے نا؟"

"!تو بیچارا زخمی بھی بھائی کے ہاتھوں ہوا ہے"

واٹ؟؟؟؟؟ "ڈاکٹر نے حیرت سے پوچھا۔"

لے بھئی !تم کو یہ ہی نہ پتا ڈاکٹر !امان دادا نے مارا ہے انہیں !یہ"
بات کسی کو بتانا مت ورنہ قبر میں اتار دئے جاؤ گے "!!ڈاکٹر نے
تھوک نگلا۔

مجھے جلدی سے گیٹ کی جانب لے چلو "!وہ اب تیز تیز چلنے لگا۔"
گود میں تو لے کر جانے سے لگا ڈاکٹر " !سلیم نے منہ بنایا۔"

--------------------*----------*

شانزہ !کیوں گئی تھی کالج جب طبیعت ٹھیک نہیں تھی "!عدیل اب"
اسے خفا خفا سی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ شانزہ بے اختیار مسکرائی۔
عدیل میں ٹھیک ہوں !آپ پریشان مت ہوں !ٹھیک تھی طبیعت"
جبھی تو گئی تھی "وہ اب آٹا گوند رہی تھی۔ اس کی زلفیں بار بار اس
کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔ عدیل کی نظریں بھٹک بھٹک کر اس کے
چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ ایک دم دل چاہا کہ ہاتھ آگے بڑھا کر اس کی
!زلفیں دھیرے سے پیچھے کرے۔ مگر قابو کیا دل پر کہ ابھی حق نہیں

اگر مجھے حق ہوتا تو میں ابھی تمھاری ان کالی زلفوں کو تمھارے"
چہرے سے پیچھے کردیتا شانزہ"! وہ اس کے سحر میں کھو بیٹھا تھا۔ اسے
تک رہا تھا۔ شانزہ کے چہرے پر تبسم پھیلا۔ وہ جو آٹا گوندھنے میں
مصروف تھی ہاتھ روک جھکی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔
اور جب تک حق نہیں مل جاتا تب تک ان زلفوں کو میں پیچھے"
کردیتی ہوں "!وہ مسکرائی اور اپنے انگلیوں سے جن پر آٹا لگا تھا پیچھے
کرنے لگی۔
آٹا تمھارے بالوں پر لگ جائے گا شانزہ "!وہ ایک دم یوں پریشان"
ہوا۔ شانزہ نے اسے یوں حیرت سے دیکھا۔
تو کیا ہوا !اس میں آپ ایسے کیوں پریشان ہوگئے؟ "وہ دھیمی سی"
مسکرائی۔
نہیں بس یونہی "!وہ ٹھہر کر مسکرایا تو وہ بھی مسکرادی۔"

--------------------*----------*

وہ دوسری طرف چہرہ موڑے دوائی کے زیرِ اثر بے سدھ سورہا تھا۔ وہ
اس کے سرہانے آکر آرام سے بیٹھا۔ اس کے بیٹھنے سے بستر کے پائے

ہلکے چرچرائے اور زمان نے دھیرے سے آنکھ کھولی۔ ایک نظر دیوار کو تکنے کے بعد امان کو دیکھی جو اسے دیکھ رہا تھا اور پھر سے نگاہیں دیوار پر مرکوز کردیں۔

کیسی طبیعت ہے اب "!وہ نرم لہجے میں بولا۔"

"!عجب دستور ہے تمھاری محبت کا !لگا کر زخم خود ہی مرہم کرتے ہو"

وہ بڑبڑایا۔ اس کی آواز اتنی ہلکی نہ تھی کہ امان نہ سن پاتا۔

"!پتا نہیں "!امان نے مٹھیوں میں اپنے بال پکڑے۔ "تم آرام کرو"

وہ کہہ کر اٹھا اور دروازہ آہستہ سے بند کرتے ہوئے وہ باہر بڑھا۔

--------------------*----------

*----------

شاہنواز !اس لڑکی کا پتا لگاؤ "!وہ ہاتھ میں پہنی رسٹ واچ پر ایک" نگاہ ڈال کر بولا تھا۔

"!کون سی لڑکی دادا"

ایک تیز نگاہ امان نے اس پر ڈالی تھی۔

یہ پوچھنے کی ضرورت کم از کم تمھیں نہیں !زمان نے تم سے"
معلومات نکلوائی تھی نا؟ "اس نے بنھویں اچکائیں۔
ج۔جی دادا۔ "وہ گڑبڑایا۔"
"!اور تم نے میرے علم میں لائے بغیر کیا"
معاف کیجیے گا دادا مگر زمان دادا نے کہا تھا کہ آپ کو کچھ نہیں بتایا"
جائے !شاید وہ آپ کو خود بتانا چاہتے تھے "!اس کی حالت غیر ہوئی۔
میں ابھی کوئی غیر ضروری گفتگو نہیں کرنا چاہتا !اس لئے جو کہا ہے"
وہ کرو !مجھے اس لڑکی تمام معلومات کل تک چاہئے !ورنہ کل وہ
تمھاری موت کی بریانی کھارہی ہوگی !جاؤ اب !!!!فوراً "وہ کہہ کر پلٹا
اور اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ پتا نہیں وہ لڑکی کب سے اسکی حواسوں
پر چڑھی تھی۔ وہ دروازہ بند کرتے سنگل صوفے پر بیٹھا۔ ایک ہاتھ
اس نے پھیلا کر صوفے کے بیک پر رکھا۔ وہ کانچ کی جیسی نازک لڑکی
اسے بھا گئی تھی۔ وہ بے اختیار مسکرایا۔
اور اب سے وہ "میری "ہے "!آنکھوں ہلکی بند کرکے اس نے"
بنھویں آپس میں ملائی تھیں۔ "صرف میری "!وہ کہہ کر ہلکا سا

ہنسا۔ یہ محبت وقت گزرنے کے ساتھ شدت پسندی میں بدل رہی تھی۔

اور کتنا انتظار کرنا ہوگا تمھارا "!اس نے پاؤں پر پاؤں جمائے۔"

شانزہ ناصر سے شانزہ امان تک کا سفر بے حد خوبصورت ہونے والا"

ہے "!اپنی سوچوں میں غرق ہوئے وہ صرف مسکرایا جارہا تھا۔ وہ مسکراہٹ جو صرف کسی کی وجہ سے اس کے لبوں پر آتی تھی۔ اک اس کا اپنا بھائی !اور دوسری شانزہ !جو کچھ دنوں پہلے ہی اس کی چھوٹی سی فہرست میں شامل ہوئی تھی اور اب اس کی زندگی میں بھی شامل ہونے والی تھی۔ وہ اسی سوچوں میں مصروف تھا کہ اسے زمان کا خیال آیا۔ وہ چونک کر اٹھا اور اس کے کمرے کی جانب بڑھا۔ اب یہ کہانی کون سا رخ موڑنے والی تھی اس کا علم شانزہ ناصر کو نہ تھا۔

زمان کو ڈاکٹر نے آرام کا کہا تھا تو وہ بستر توڑ رہا تھا۔۔ اب اسے زیادہ مزہ آرہا تھا کیونکہ اب امان اس کی ساری چھوٹی خواہشات پوری کررہا تھا۔

مجھے بھوک لگ رہی ہے "!اب وہ ہر آدھے گھنٹے بعد یہی جملہ دہرا رہا تھا۔

کیا کھانا ہے؟ "!امان اس کی دوائیوں کی تھیلی بند کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔ زمان نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

میں نے فرائز کھانے ہیں "!زمان نے یہ کہتے اپنا سر پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا دبایا !وہ اسے دکھانا چاہتا تھا کہ اس کا درد کم نہیں ہوا ہے ابھی۔امان نے اسے یوں کرتے دیکھا تو پریشان ہوا۔

درد ہو رہا ہے؟"امان کے ماتھے پر بل پڑے۔ زمان پھر کراہا۔"

بہت درد ہورہا ہے مجھے !تمھارا ہاتھی جیسا بھاری ہاتھ !افف میرا سر چکرا رہا ہے۔ کوئی پکڑو ورنہ بے ہوش ہو جاؤں گا !یا خدا اٹھا لے مجھے "!وہ فرائز اور لالی پاپ کے لئے کچھ بھی کرسکتا تھا۔ وہ واقعی ڈرامہ تھا مگر امان نہ سمجھ پایا۔

کیا ہوا !کچھ نہیں ہوگا میں تمھیں دوا دیتا ہوں !نیند کی دوا دے رہا ہوں کچھ دیر آرام کرلو "!امان نے پریشانی میں دوائیوں کی تھیلی کھولی۔ زمان گڑبڑایا۔

ن۔نہیں مجھے لگ رہا ہے میں ٹھیک ہورہا ہوں !ہاں اب نہیں آرہے"
چکر !بس ٹھیک ہوگیا۔ ب۔بھوک لگ رہی ہے !فرائز لادو "!وہ اب
!سر پر نہیں بلکہ پیٹ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ امان نے بنھویں اچکائیں
"تم ٹھیک ہو؟؟"
ہاں !اب بھوکا ہی ماروگے !میرے لئے فرائز منگواؤ "!وہ بچوں کی"
طرح ضد کررہا تھا۔
"!تم نے آدھے گھنٹے پہلے ہی دو عدد بن کباب کھائے ہیں"
زخموں میں کھانا جلدی ہضم ہوجاتا ہے امان !تمھیں اندازہ نہیں ہے"
کیونکہ مار کب کھائی تم نے؟ "وہ خفا سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔
لا رہا ہوں !اینو شنل بلیک میلر"وہ اسے گھورتا ہوا باہر چلاگیا۔ اس"
کے جانے کے بعد زمان تھکا تھکا سا بستر سے ٹیک لگائے کچھ سوچنے
لگا۔ وہ اپنی بات کس طرح سے منوائے۔ کچھ تو کرنا تھا !پیار سے
منوانی ہوگی بات !اس کا دماغ تیزی سے کام کررہا تھا۔
امان شاہ !میں تمھیں کوئی غلط قدم نہیں اٹھانے دوں گا "!وہ زیر"
لب بڑابڑایا تھا۔ کیا کرے وہ؟ کس طرح روکے!؟ کچھ سمجھ نہیں آرہا

تھا !ابھی وہ صرف ایک شخص کو کال کرنے والا تھا۔ اس نے موبائل اٹھایا اور کال ملائی۔ دو تین بیل کے بعد اٹھالی گئی۔

"ہیلو شہنواز؟ کہاں ہو؟ میرے کمرے میں آؤ فوراً !!بھائی کو خبر نہ ہو "اس کی بات سنے بغیر ابھی صرف وہ اپنی بات کررہا تھا۔

"میں نہیں آسکتا !پلیز !امان دادا کو خبر ہے کہ ساری معلومات میں نے نکلوائی تھی !انہوں نے مجھے اس لڑکی کی معلومات کرنے کے لئے صرف ایک دن کا وقت دیا ہے !میں نہیں آسکتا دادا !ورنہ میں ماردیا جاؤنگا"!وہ درد ناک آواز میں بولا۔ زمان ششدر رہ گیا۔نہیں وہ اپنے کام کے لئے شہنواز کو مروا نہیں سکتا!

"ٹھیک ہے !میں اپنے کام کے لئے تمھاری زندگی برباد نہیں کرسکتا !بھائی جو کہہ رہے ہیں وہی کرو"!

ایک دن میں امان اتنا کچھ کر گیا تھا۔ اس نے غصے سے موبائل دور پھینکا۔ وہ جھٹکے سے اٹھا اور دروازہ کھول کر امان کو دیکھنے لگا۔ وہ کہیں بھی نہیں تھا۔ اس نے دروازہ لاک کیا اور الماری کھول کر جلدی سے کپڑے نکالنے لگا۔ بلیک جینز کے ساتھ بلیک ٹی شرٹ نکال کر وہ باتھ

روم میں چلاگیا۔۔ پانچ منٹ کے بعد آیا تو وہ کپڑے چینج کرچکا تھا!۔۔ رموٹ اٹھا کر اے سی چلایا اور اس کی اسپیڈ تیز کردی۔ وہ جلدی جلدی کام کررہا تھا۔ اس نے جوتے اٹھائے اور پہننے لگا۔۔ بار بار دروازے کو بھی دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اسے دروازے کے باہر قدم محسوس ہوئے وو جھٹکے سے بیڈ پر لیٹ گیا اور برابر پڑی چادر کو اچھی طرح اس طرح لپیٹا کہ اس کے چینج کئے ہوئے کپڑے نہ دیکھ سکے۔ ایک ہاتھ بستر پر رکھا اور دوسرا ہاتھ سر پر بندھی پٹی پر !امان اندر داخل ہوا اور اس کے سامنے فرائز کی پلیٹ رکھی۔

"!کھالو !مجھے کام ہے !ہوسکتا شام تک گھر میں نہ آؤں !خیال رکھنا" وہی کہہ کر پلٹنے لگا۔ زمان کو خدشہ پیدا ہوا۔

کون سا کام؟؟ "امان رکا۔"

تم آرام کرو "!اس کا جواب دیئے بغیر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلاگیا۔ زمان اس کے جانے کے پانچ تیزی سے بیڈ سے اٹھا۔ دھیرے دھیرے چلتا ہوا دروازے تک آیا۔ ہلکا سا دروازہ کھول کر اس نے باہر جھانکا راستہ صاف تھا !مگر وہ مصیبت کو دعوت نہیں دینا چاہتا

تھا !دراز سے گاڑی کی چابی نکالی اور کھڑکی کی جانب آیا۔ جب تک آنکھوں دیکھی نہ دیکھے !تب تک وہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا!امان گاڑی اسٹارٹ کررہا تھا۔ وہ اسے چھپ کر دیکھنے لگا۔ جس دم اس نے گاڑی باہر نکالی زمان تیزی سے نیچے کی جانب بڑھا۔

دادا آپ کی طبیعت؟؟ "گارڈ نے حیرت سے آ۔کھیں پھاڑیں۔"

بھائی کے آتے مجھے فون کرنا !میں آجاؤگا "!وہ اب گاڑی ریورس" کررہا تھا۔

"مگر۔۔۔"

مجھے کچھ نہیں سننا !بس جتنا کہا ہے اتنا کردینا"!اس نے گاڑی باہر" نکال کر بھگادی۔ گارڈز نے دروازہ بند کیا۔

ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے اپنے برابر سے گزرتے زمان کو دیکھا تھا۔

حیرت ہے زمان تم مجھے سمجھ ہی نہیں پائے !اور جیسے میں تمھیں جانتا" نہیں"!امان نے گاڑی ریورس کرکے گھر کے باہر کونے پر ہی لگادی تھی۔ اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ اب وہ زمان کا پیچھا کررہا تھا۔ وہ

جانتا تھا یہ اس کی راہ میں رکاوٹ بنے گا۔ مگر وہ اس رکاوٹ کو اپنے رستے سے تو ہٹا سکتا تھا مگر اپنی زندگی سے نہیں!

--------------------*----------*

سنیں مجھیں آپ سے بات کرنی ہے "زمان نے اسے روکا۔"

جی؟ آپ پھر آگئے؟ آپ کو چین نہیں " !فاطمہ اور شانزہ کالج سے" گھر کی جانب آرہی تھیں۔ زمان نے اسے وہی روک لیا۔

دیکھئے فاطمہ محترمہ مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے "!وہ" حکمت سے کام لیتے ہوئے بولا۔

مگر مجھے آپ سے بات نہیں کرنی "!فاطمہ نے بنھویں اچکائیں۔ شانزہ" تو صورتحال ہی سمجھ نہیں پارہی تھی۔ ایسا کون سا ضروری کام تھا جس کے لئے یہ بندہ گاڑی بھگاتا ہوا لایا تھا۔

میری بات سنیں !مجھے آپ زبردستی پر مجبور نہ کریں !خدارا "!اب" اس کا انکار اسے بھی برداشت نہیں ہوا۔ وہ امان شاہ نہیں تھا مگر بھائی

تو اسی کا تھا !کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی عادت اس میں بھی تھی !اور بس وہ اسی بات سے ڈرتا تھا۔

زبردستی ؟؟ کیا کہہ رہے ہیں مسٹر آپ؟ "وہ آگ بگولا ہوئی۔"

میں تحمل سے بات کرنا چاہتا ہوں لیکن آپ نہیں چاہتی شاید "!وہ" ایک نظر شانزہ پر ڈال کر بولا۔ امان اس کی حرکت کچھ دور گاڑی میں بیٹھا دیکھ رہا تھا۔

مجھے نہیں سننی آپ کی کوئی بات !!چلو شانزہ "!فاطمہ نے شانزہ کا" ہاتھ پکڑا اور قدم تیز کئے۔ زمان نے آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی۔ اس کے صبر کا امتحان لینے کے لئے اس کے بھائی کے بعد یہ لڑکی کافی تھی۔ اس نے فاطمہ کا بازو سختی سے پکڑا اور کھینچتا ہوا اسے گاڑی تک لایا۔ وہ چیختی رہ گئی۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے اندر پھینکا اور ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔

"!تم پریشان مت ہونا !یہ پندرہ منٹ میں تمھیں گھر میں ہی ملے گی" زمان نے فاطمہ کی چیخوں کو خاطر میں لائے بغیر کھڑکی سے باہر

کھڑی شانزہ سے کہا اور تیزی سے گاڑی آگے بھگائی۔ شانزہ پیچھے ششدر رہ گئی۔

امان جو سپاٹ تاثر سے یہ سب دیکھ رہا تھا اس نے زمان کا پیچھا کرنا چاہا مگر رک گیا۔ وہ شانزہ کو یوں تنہا سڑک پر چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ کچھ دور گاڑی آہستہ آہستہ چلا رہا تھا۔ شانزہ نے تیز چلنا شروع کردیا تھا۔ زمان کی اس حرکت سے وہ ڈر گئی تھی،لیکن پھر بھی یقین تھا کہ وہ اسے چھوڑ جائے گا !یقیناً اسے کوئی ضروری گفتگو ہی کرنی ہوگی،مگر پھر بھی دل میں انجانا سا خوف لئے وہ آگے بڑھ رہی تھی اس بات سے بے خبر کے کوئی کچھ دور آہستہ گاڑی چلاتا ہوا اسے تک رہا ہے جس کی آنکھوں میں شدت پسندی اور جنون ٹپک رہا تھا۔ جس کے لئے محبت ایک اذیت تھی !مگر وہ خود عشق کر بیٹھا !اسے پانے کا جنون شدت اختیار کررہا تھا۔ کیا وہ واقعی عشق تھا؟ یا وہ محض وقتی جذبات تھے؟ اسے خود اندازہ نہیں تھا !دل و دماغ میں صرف اسے پانے کا جنون تھا۔ بعد کا حال تو وہ بھی نہیں جانتا تھا۔ وہ حقیقت میں عشق کی ڈوروں میں بری طرح الجھ چکا تھا! عشق سے اسکا روم روم

مہک رہا تھا۔ ایک دم اسے دنیا کی ہر چیز ہر احساس ہر بات اچھی لگنے لگی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے گاڑی آگے بڑھا رہا تھا۔ وہ سہمی ہوئی تھی کیونکہ وہ یوں کبھی تنہا باہر نہیں گھومی، اس بات سے بے خبر کے ایک شخص تھا جو اس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ مسلسل اسکے ارد گرد بھی دیکھ رہا تھا کہ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا۔ نگاہیں تھیں کہ شانزہ پر سے ہٹنا نہیں چاہتی تھیں۔ اتنے میں ایک لڑکا بائیک پر اس کی جانب رکا تھا۔ امان کے تیور چڑھے۔ وہ دانت پر دانت جمائے اسے دیکھنے لگا۔ سنو اکیلی ہو کیا"!وہ کمینگی مسکراہٹ لئے اسے سر تا پیر دیکھ رہا تھا۔" شانزہ کا جیسے سانس رکا۔ وہ سہمی تھی۔ دل گویا پھٹ جانے کے قریب تھا۔ کہنے کے لئے کچھ منہ کھولا تو الفاظوں نے ساتھ نہ دیا۔

میرے ساتھ چلو گی!؟؟ ایک رات کے۔۔۔۔ "اس کے الفاظ منہ"

میں رہ گئے کیونکہ امان نے اسے زمین بوس کردیا تھا۔ اب وہ اسے بے دردی سے ماررہا تھا۔ غصے سے اس کی آنکھیں لال تھیں۔وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا۔۔ شانزہ سہمی کھڑی تھی۔ وہ شخص جیسے تیسے بھاگا تھا۔ مگر بدلہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ اس نے بائیک کا نمبر یاد کرلیا۔

دماغ کی رگیں تن گئیں اور سانسیں غصے سے پھولنے لگیں۔ شانزہ ڈر گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پلٹا ہے تو وہ ڈری سہمی رودینے کو تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟ "وہ لہجہ نرم کرتے ہوئے بولا مگر غصہ ابھی بھی اس کے لہجے میں تھا۔

"ج۔جی"! وہ اور سہم گئی۔"

"آپ اکیلی ہیں؟"

"ج۔جی آپ کا بھائی فاطمہ کو زبردستی لے گیا ہے !مجھے ڈر لگ رہا ہے "!اس کا لہجہ گیلا ہوا۔

"ڈرنے کی ضرورت نہیں !میں زمان کو دیکھتا ہوں !آپ ٹینشن نہ لیں " !وہ سخت لہجے میں بولا۔

"آئیں میں آپ کو گھر چھوڑدوں "!اس نے اپنی گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔ شانزہ نے ایک نظر اسکی کچھ دور کھڑی گاڑی کو دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں آپ ایسا نہ کریں !آپ کے پاس موبائل ہے؟ میں گھر میں کال کردوں گی !وہ آجائیں گے لینے "!وہ لب کاٹتے ہوئے بولی۔ امان نے

ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی اور جیب سے موبائل نکال کر اس کی جانب بڑھایا۔ اس نے جھجھک کر موبائل اسکے ہاتھوں سے لیا اور کال ملانے لگی۔ نم ہوتی آنکھوں سے اس نے کان پر فون رکھا۔

"کس کو کال کر کررہی ہیں؟ "جب اسے لگا کہ اس کا صبر کا پیمانہ لبریز ہورہا ہے تو وہ پوچھ بیٹھا.

"عدیل کو "!وہ سرسرے انداز میں کہتے ہوئے نگاہ ہٹا گئی۔ امان شاہ رگیں تن گئیں۔ اس کا یہ انداز بےساختہ تھا۔

"لائیں دیں فون "!اس نے ہاتھ بڑھایا۔ شانزہ ٹھٹھکی،ایک دم تو اسے شرمندگی محسوس ہوئی۔ اس نے فون بند کرکے اسے لوٹایا اور آگے جانے کے لئے مڑنے لگی۔ یہ سب ایک دم ہورہا تھا !امان نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف موڑا۔ اس کی ہلکی سی چیخ نکلی۔

"کسی اور کو فون کرنا ہے تو کرسکتی ہیں آپ !اپنے عدیل "بھائی "کے علاؤہ "اس نے "بھائی "کے لفظ پر زور دیا۔ وہ سمجھ نہیں پائی۔ اس کا بازو ابھی بھی امان نے سختی سے پکڑ رکھا تھا۔ اس نے امان کی آنکھوں

میں دیکھا اور ہاتھ چھڑانے لگی۔ اس کی چند کوششوں کے بعد امان نے اس کا ہاتھ چھوڑدیا اور سینے پر ہاتھ باندھے اسے تکنے لگا۔

ن۔نہیں میں چلی جاؤں گی "اسے اب امان سے بھی خوف محسوس" ہونے لگا۔ وہ پلٹ کر جانے لگی۔

گاڑی میں بیٹھو جاکر !آپ کو چھوڑ آؤ "!وہ بلند آواز میں بولا۔ شانزہ" کا دل گویا کسی نے مٹھی میں لیا۔ وہ آواز نہیں جیسے آگ کا شعلہ تھی۔ ہڈیوں میں سنسی سے پھیل گئی۔ اتنی سکت نہ تھی کہ پلٹ کر اسے دیکھے۔

آواز گویا آپ کے کانوں تک ابھی پہنچی نہیں شاید "!وہی پھتر لہجہ !کانوں سے ٹکرایا

بمشکل تھوک نگلا اور پلٹ کر شانزہ نے اسے دیکھا۔

نہیں میں چلی جاؤنگی !امان بھائی گھر والوں نے دیکھ لیا تو وہ برا مانیں" گے "!امان نے سن ہوتے دماغ سے آنکھیں میچیں۔

میں آپ کا بھائی ہوں؟ "وہ جارحانہ انداز میں بولا۔"

میں سب کو بھائی کہتی ہوں "!وہ سر جھکا کر بولی۔"

بھائی صرف تمھارا عدیل ہے !اور یہ بات تم جتنی جلدی مان لو"
تمھارے لئے بھی اچھا ہے اور عدیل کے لئے بھی "!وہ ماتھے پر بل
ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ صاف لگ رہا تھا کہ وہ
بہت کچھ ضبط کیا ہوا ہے !وہ ناسمجھے والے انداز میں اسے دیکھنے لگی۔
گاڑی میں بیٹھو !فوراً "!وہ حکم صادر کرتا ہوا گاڑی کی جانب مڑا۔مگر"
شانزہ کا دل و دماغ اس کی ایک بات پر اٹک گیا تھا۔
آپ نے یہ کیا کہا ہے کہ عدیل میرا بھائی ہے اور مجھے یہ بات اچھی"
طرح سمجھ لینی چاہئے!؟؟ "وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہی تھی کیونکہ اس
سے زیادہ آواز وہ اس بدمزاج بندے کے سامنے نہیں نکال سکتی تھی !جو
اسے بڑا کھڑوس لگتا تھا !بلکہ ابھی نیا نیا لگنا شروع ہوا تھا۔اس کی اس
بات پر امان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔
وہ مسکرایا تھا۔ یعنی خطرے نے جنم لیا تھا۔
وہ ہنسا تھا۔ اب مصیبت جیسے گھر کے دہلیز پر کھڑی تھی مگر شانزہ بے
!خبر تھی !کیونکہ وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ امان شاہ خود ایک خطرہ تھا
!خطرہ؟ یعنی امان شاہ

!امان شاہ؟ یعنی مصیبت

بلکل !تمھارے ننھے ذہن میں شاید یہ بات کبھی نہ بیٹھے لیکن امان جو"
!فیصلہ کرلے !پھر اس فیصلے سے ہٹنا گناہ سمجھتا ہے !باور کرلیں یہ بات
"!آئندہ کے لئے آسانی رہے گی آپ کو

شانزہ ششدر ہوئی۔

!وہ میرے منگیتر ہیں"!وہ کیا سمجھ رہا تھا اسے اب بھی نہیں سمجھ آیا"
وہ فوراً بولی کہ اب بھی نہ بولی تو پھر کہیں دیر نہ ہوجائے !امان کو لگا
اب وہ ضبط کھو بیٹھے گا۔ وہ تیزی سے پلٹ کر اس کے قریب آیا۔
سڑک سنسان تھی !اس نے اس کا منہ دبوچا۔ وہ درد کی شدت اور
حواس ہوکر چیخ پڑی۔

میں بات نہیں دہراؤں گا !میں یہ سب اتنی جلدی نہیں چاہتا تھا مگر"
لگتا ہے آپ نے مجبور کردیا ہے !میرے سامنے زبان مت چلانا شانزہ
ناصر !تم پر ہر طرح کا حق صرف مجھے ہی حاصل ہوگا "!اسنے اسکے
چہرے کو مزید سختی سے پکڑا۔ وہ رونے لگی !اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ
کیا کرے" !مجھے چھوڑیں "!گھٹی گھٹی سی آواز میں احتجاج کرنے لگی۔

ابھی تو پکڑ میں بھی نہیں آئی تم !میں برداشت نہیں کر سکتا کہ شانزہ"
ناصر امان شاہ کے علاوہ کسی مرد کی جانب نگاہ اٹھا کر بھی دیکھے !منہ
"!توڑ دونگا ان کا بھی جو امان شاہ کی شانزہ کی طرف دیکھے گا

آنسو تھے کہ بس بہے جارہے تھے۔ وہ سانس روکے تکلیف سے اس کی بات سن رہی تھی۔ وہ دانت پیس کر اپنے ایک ایک لفظ کو سختی چبا کر بول رہا تھا۔

م۔مجھے سمجھ نہیں آرہی آپ ک۔کیا کہہ رہے ہیں "!وہ ہچکیوں کے" درمیاں ٹوٹے پھوٹے الفاظوں سے بولی۔

میں کہوں کچھ بھی لیکن تمھارے کانوں میں "محبت "کا لفظ گونجنا"
چاہیئے شانزہ ناصر !امان شاہ کی محبت !امان شاہ کا جنون !امان شاہ کا عشق اور بس عشق !اور شانزہ ناصر کو اسکی تعبرداری کرنی ہے ورنہ وہ اپنی محبت کو بھی اذیت دینے کا قائل ہے "!اپنے ہاتھ کی گرفت اور مضبوط کرکے اس نے جھٹکے سے چھوڑا۔

مجھے گھر جانا ہے "!وہ شدت سے رونے لگی اور اسے دور ہٹنے لگی۔"
اسے اس سے خوف محسوس ہورہا تھا۔

مجھے تم عدیل سے بات کرتی نظر نہیں آؤ !گھر میں بھی نہیں !اور "
اگر تمھیں یہ لگتا ہے کہ مجھے اس بات کی خبر نہیں ہوگی تو ایک بات
یاد رکھنا !میرے گارڈز میرے حکم کی تعبرداری کرتے ہیں !معلوم تو
لگ ہی جائے گا کہ تم کیا کررہی ہو سارا دن !کیونکہ اگر مجھے معلوم
"!ہوگیا تو عدیل کی قبر پر پھول چڑھانے کی اجازت بھی نہیں دونگا
شانزہ اٹکی سانسوں سے اسے دیکھ رہی تھی !اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا
کہ یہ ہوکیا رہا ہے۔امان نے اس کا ہاتھ پکڑا تو کچھتی چلی گئی۔اس نے
گاڑی کا دروازہ کھول کر بٹھایا اور دروازہ بند کردیا۔
مجھے گھر جانا ہے !مجھے کہاں لے کر جارہے ہیں !پلیز پلیز آپ میری"
بات سن رہے ہیں نا "!وہ زور سے چینخی !امان دوسری جانب آکر
بیٹھا۔ گاڑی اسٹارٹ کی اور روڈ پر لے آیا۔
آپ ایسا کیوں کررہے ہیں !ایسا مت کریں "!وہ ہاتھ جوڑ کر بولی"
! تھی۔ "م۔مجھے ڈر لگ رہا ہے !پلیز !آپ کہاں لے کر جارہے ہیں
میں مر جاؤں گی "!وہ زور سے چینخ رہی تھی مگر شاید برابر بیٹھے شخص

کے کان میں جوں نہ رینگی تھی۔ دس منٹ سے بھی کم ڈرائیونگ کے بعد اس نے شانزہ کے گھر کے سامنے گاڑی روکی!

" اگلی بار !فکر نہ کریں ابھی صرف گھر ہی چھوڑا ہے !جا سکتی ہیں اب آپ اپنے ہونے والے سسرال جائیں گی "!!شانزہ کپکپاتی ٹانگوں سے زمین پر قدم رکھا اور دروازہ بند کیا۔ اس کی سانسیں پھول رہی تھی۔

"ایک بات پھر کہہ رہا ہوں !آپ مجھے عدیل کے ساتھ باتیں کرتی نظر نہ آئیں شانزہ ناصر !ورنہ انجام کی زمہ دار آپ خود ہونگی "!!اس نے گردن موڑ کر اس کی سمت کی اور بات مکمل کر کے سامنے دیکھنے لگا۔

"م۔میں اسے نہیں چھوڑ سکتی !م۔مجھے آپ سے ڈر نہیں لگتا !!!آپ کو لگتا ہے آپ کی باتیں مجھے متاثر اور ڈرا رہی ہیں !مگر ایسا نہیں ہے آپ آئندہ نہیں آئے گا !ورنہ میں عدیل کو بتادوں گی !اب میں عدیل کے ساتھ ہی آنا جانا کروں گی "!وہ اپنی تمام ہمت جمع کرتی ہوئی بولی اور بھاگتی ہوئی گھر کی جانب بڑھ گئی۔ امان کو لگا جیسے کسی نے اس پر

گہرا وار کیا ہوا !اس نے غصے کی شدت سے آنکھیں میچیں !وہ یوں تب کرتا تھا جب وہ غصے میں ہوتا۔

تمھیں جلد ہی ٹریلر دکھاؤ گا میں شانزہ "!وہ ہنسا !زور سے !!شانزہ" نے اسکی بڑبڑاہٹ نہیں سنی تھی لیکن اس کی زور دار ہنسی کی آواز سے پلٹ کر ضرور دیکھا تھا۔ امان نے ایک گہری نگاہ ڈال کر گاڑی آگے بڑھالی۔

یہ کیا بدتمیزی ہے "!وہ اسے یوں مطمئن دیکھ کر چیخی تھی۔ مگر"" وہ مطمئن بیغیرت تھا۔ اسے اس کے چیخنے پر بھی ذرہ برابر اثر نہ ہوا تھا۔

مجھے بس دس منٹ چاہئے !کچھ ضروری بات ہے !وہ سن لو تو پھر خود" چھوڑ آؤں گا گھر "!وہ سامنے کی سمت دیکھ رہا تھا۔ فاطمہ کے تن بدن پر آگ لگی۔

مجھے نہیں سننی تمھاری کوئی فضول بکواس "!وہ پھر سے چیخی۔"

ہر کوئی میری بات کو بکواس کہتا ہے !کسی کو میری بکواس نہیں سننی"
ہوتی حتیٰ کے وہ بکواس بہت اہم ہوتی ہے میرے لئے "!وہ دل میں
سوچ کر خود ہی اسٹیرنگ پر غصہ نکالنے لگا۔
گاڑی موڑو اور مجھے گھر چھوڑو ابھی "!اس نے اسٹیرنگ کو ہاتھ بڑھا"
کر موڑنے کی کوشش کی۔
تم پاگل ہو؟؟؟؟ "وہ فاطمہ کی اس حرکت پر جھنجھلا اٹھا۔"
مجھے تمھاری کوئی بکواس نہیں سننی ہے مسٹر زمان !گاڑی موڑو اور"
گھر ڈراپ کرو مجھے !ورنہ میں چینخ چینخ کر دنیا والوں کو بتادوں گی کہ
تم مجھے زبردستی لے کر آئے ہو "!وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتے
ہوئے بولی۔ زمان نے گاڑی کر بریک لگائے
شانزہ خطرے میں ہے فاطمہ جاوید !میری دس منٹ کی گفتگو شاید"
اس کو مصیبت سے بچالے "!وہ بالآخر بول پڑا۔ فاطمہ ٹھٹھکی۔ وہ یہ کیا
بول رہا تھا؟ شانزہ؟ شانزہ کیوں خطرے میں ہے !کیا یہ پاگل ہے؟ یا
یہ جھوٹ بول رہا ہے؟

کیا بکواس کررہے ہو مسٹر !میں تمھاری کسی بات پر یقین نہیں"
رکھتی "!وہ بنھویں اچکاتی نہیں میں سر ہلاتی بولی۔ زمان کو لگا تھا کہ وہ
اس کا یقیں کریگی اس کی اس بات سے پر نکال اسٹیرنگ پر مارا۔
تو تمھیں لگتا ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں "!اس نے دانت پیس کر"
اسے گھورا۔
سو فیصد !گاڑی میرے گھر کے سمت موڑو فوراً "!وہ بنھویں اچکاتی"
کہتی ریلکس انداز میں سامنے کی سمت دیکھنے لگی۔زمان نے گہری سانس
لی اور گاڑی ریورس کی۔وہ اب اور بحث نہیں کرسکتا تھا۔ وہ جانتا تھا
کہ اب وہ اس کی کوئی بات نہیں سننے والی۔ راستہ میں اس نے فاطمہ
!سے موبائل مانگا تھا
کیوں؟"فاطمہ نے جواباً اسے گھورا۔"
دکھاؤ بھئی "!زمان نے ایک ہاتھ سے اسکا موبائل پکڑا اور گاڑی کی"
رفتار آہستہ کرکے اس میں اپنا نمبر محفوظ کرنے لگا۔
یہ لو !میں نے اس میں اپنا نمبر سیو کیا ہے !میں جانتا ہوں کہ مجھے"
تو نہیں لیکن تمھیں میری ضرورت جلد پڑنے والی ہے !اس لئے جب

ضرورت پڑے کال کرلے نا !اور ہاں" !زمان "نام سے نمبر سیو کیا ہے !اگر آگے بھائی لگایا نا تو ایک اور ملاقات کرنی پڑے گی تم سے"! وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔ منزل آنے پر اتری اور دھڑ سے دروازہ بند کیا کہ زمان کے کان بج اٹھے۔

تمھارے باپ کا دروازہ ہے؟ "وہ چیخا۔ فاطمہ نے غضبناک انداز میں" اسے دیکھا۔

زبان تمیز سے چلاؤ !ہاں میرے باپ کا ہے !تمھیں ڈرائیور کے طور" پر رکھا تھا !اور کچھ؟؟؟ "اسے گھورتی وہ پلٹنے لگی۔ "جاہل "زیر لب زمان نے اسے بڑبڑاتے سنا لیکن نظرانداز کردیا۔ جاتے جاتے اس نے پلٹ کر دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ فاطمہ نے بنھویں اچکائیں۔

شانزہ خطرے میں ہے !وہ شخص اس کی تلاش میں ہے !میں تمھاری" مدد کرنے آیا تھا مگر شاید تم نہیں بات کرنا چاہتی "!دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے حیران ہوتی لڑکی پر دیکھا۔

"کون شخص؟"

میں نہیں بتا سکتا !وہ شخص میرے بے حد قریب ہے۔ اس کی خوشی" مجھے عزیز ہے لیکن اس سب میں کم از کم میں کسی لڑکی کی زندگی تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا ہوں !مجھے اتنا یقین ہے تم میری جانب لوٹو گی اور شاید تب دیر ہوجائے !پھر تم اس وقت کو کوسو گی کہ تم نے میری دس منٹ کی گفتگو نہیں سنی !بہت بڑا نقصان ہونے والا ہے!میں تمھاری مدد بعد میں بھی کروں گا مگر تاخیر مت کرنا زیادہ !میں اس شخص سے بہت محبت کرتا ہوں !ایسا نہ ہو اس شخص کی محبت غالب آجائے اور میرا ارادہ بدل جائے !پھر تمھیں یقین ہوگا کہ میں جھوٹ نہیں بول رہا !پھر ملیں گے !اگر تم چاہو گی تو !مگر زیادہ تاخیر مت کرنا ورنہ تمھارا ساتھ نہیں دے پاؤں گا !بس سمجھنا میں اس شخص کی محبت میں ہارگیا "!وہ رکا نہیں زن سے گاڑی بھگا گیا۔ وہ ہکا بکا اس جگہ دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ گیا تھا۔ کیا اسے اعتبار کرنا چاہئے؟ وہ کیا کرے؟ کیا پتا وہ جھوٹ بول رہا ہو؟ مگر کوئی اتنے یقین سے جھوٹ نہیں بول سکتا !اوپر کھڑی رمشا نے سب دیکھا اور سنا تھا !حقیقت تو یہ تھی کہ وہ وہاں پچھلے پندرہ منٹ سے کھڑی تھی !نہ صرف زمان کو

گفتگو کرتے دیکھی تھی !بلکہ دس منٹ پہلے شانزہ کو امان کی گاڑی سے اترتے بھی دیکھا تھا۔ وہ حیران ہوئی تھی !مگر جب اسے شانزہ کے ساتھ فاطمہ نظر نہ آئی تو اس نے وہی کھڑے رہنے کا فیصلہ کیا، اور اسے زیادہ انتظار کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ پانچ سے دس منٹ کے درمیان اس نے فاطمہ کو بھی گاڑی سے اترتے دیکھا تھا۔ چونکہ فرسٹ فلور کی کھڑکی سے جھانک رہی تھی۔ اس لئے باتیں نہ سن پائی !پہلے تو !وہ دونوں کی حرکت پر چونکی تھی !مگر پھر مسکرائی

اب اس کا اگلا وار بھی ہمیشہ کی طرح "شانزہ "تھی۔ مگر یہ وار مضبوط تھا۔

ہنہہ میں نہ کہتی تھی یہ کوئی اسی طرح کی لڑکی ہے !شرافت کا" صرف لبادہ اوڑھ رکھا ہے "!اس نے برا تاثر دیا۔ اور پھر چالاکی سے مسکرائی۔

.اب اس کا پتّا صاف کرنے میں آسانی ہوگی "!وہ ہنس کر مڑ گئی"

----

*

چوکیدار نے دروازہ کھولا۔ اس نے گاڑی بڑھائی اور پارک کردی۔ دماغ کی نسیں درد کررہی تھیں۔ چابی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر ڈالتے ہوئے اس نے دھڑ سے دروازہ بند کیا۔ سلیم نے خوف سے شہنواز کو دیکھا۔ اب یقیناً کوئی نہ کوئی بے وجہ ہی سہی مگر مار کھانے والا تھا۔ شہنواز اور باقی گارڈز ہنوز بندوقیں پکڑے سر جھکائے کھڑے رہے۔ خوف اتنا کہ ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ ایک نظر ان پر ڈال کر وہ تیوریاں چڑھاتے ہوئے لاؤنج کی جانب بڑھا۔ وہاں موجود گارڈز نے سکوں کی لمبی سانس لی۔ ابھی کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ ایک زوردار آواز سے انکی سانسیں پھر چھڑھ گئیں۔ شہنواز بھاگتا ہوا اندر آیا۔ امان نے غصے سے کانچ کی ٹیبل دکھیل کر پھینکی تھی۔ کانچ کے کچھ ٹکڑے اس کی ہاتھ میں چھبے تھے جس کی اسے ذرہ برابر فکر نہ تھی۔ وہ سب چیزیں پھینک رہا تھا۔ شہنواز بھاگتے ہوئے آیا اور اس کی بگڑتی حالت دیکھنے لگا۔ جب اسے لگا کہ حالت بہت بگڑ رہی ہے تو وہ اسے قابو میں کرنے لگا۔

دادا آپ کو گہری چوٹ لگ جائے گی !آپ کے ہاتھ سے خون بھی"
نکل رہا ہے "!مگر وہ اس کے قابو میں نہیں آرہا تھا۔ وہ اپنے آپ کو
اس سے چھڑا کر چیزیں الٹ رہا تھا۔ یہ جانتے ہوئے بھی زیادہ زبردستی
کرنا شہنواز کے لئے اچھا نہیں لیکن پھر وہ امان کو قابو میں کرکے اسے
"یہ سب کرنے سے روک رہا تھا۔ اس گھر کا ایک ایک فرد "وفادار
تھا !مالک سے لے کر نوکر تک !وفاداری جیسے خون میں تھی۔
چھوڑو مجھے "وہ دھاڑا۔ اس کی آواز بخوبی گھر کے ہر فرد نے سنی تھی"
لیکن شہنواز اسے یوں تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ تنہائی میں اپنے اوپر
.بھی تشدد کرے گا یہ بات وہ جانتا تھا
میں تمھیں جان سے ماردوں گا چھوڑو مجھے "!وہ پوری قوت سے چلا"
رہا تھا۔
دادا آپ کا ہاتھ شدید زخمی ہے !کلثوم "!اس نے کلثوم کو آواز لگائی۔"
کلثوم کچن سے نکلی۔
جی شہنواز لالا "مگر امان کے ہاتھ سے بہتے خون کو دیکھ کر منہ پر"
ہاتھ رکھ گئی۔

مرہم لاؤ !فوراً "وہ اسکے دونوں ہاتھ کو قابو کئے ہوا تھا۔"

دادا یہ کیا کرلیا آپ نے !میں ابھی لائی "وہ کچن میں بھاگی۔"

سلیم !میری مدد کرو "!جب اسے لگا امان کو قابو کرنا نا ممکن ہورہا"

ہے تو اس نے باہر سے ایک اور بندے کو بلایا۔

ان کو پکڑو !یہ کچھ کرلیں گے اپنے ساتھ "!امان نے ایک ہاتھ سے"

پانی بھرا جگ زمین بوس کیا۔ سلیم نے اس کا وہ ہاتھ اپنے قابو میں کیا۔

انہیں صوفے پر بٹھانا ہوگا"! وہ اسے اب آہستہ سے صوفے کے"

قریب لارہے تھے۔ امان کا چہرہ ضبط سے لال ہورہا تھا۔ آنکھیں

خطرناک حد تک خون آلود ہوچکی تھیں۔ یہ پہلی بار نہیں تھا !وہ جب

بھی غصہ ہوتا اس کے ساتھ یونہی ہوتا !مگر اس بار کچھ الگ تھا جو کم

ہی نہیں ہورہا تھا۔

میں نے کہا شہنواز مجھے چھوڑو !ورنہ یہی گولیاں تمھارے جسم میں"

پیوست کردوں گا "!وہ اتنی زور سے چیخا تھا کہ شہنواز اور سلیم کو لگا

کہ ان کے کان سن ہوگئے۔ امان سے اب بولا نہیں جارہا تھا۔ وہ اٹک

اٹک کر بول رہا تھا۔ اس کہ لبوں سے لفظ ادا نہیں ہورہے تھے۔ وہ

دونوں اور پریشان ہوگئے۔ زمان ابھی نہیں آیا تھا۔ کلثوم بھاگتی ہوئی آئی۔

"یہ لیں !"فرسٹ ایڈ باکس کھول کر اس نے مرہم نکال کر شہنواز کو پکڑایا۔ شہنواز نے اسے دھیرے سے صوفے پر بٹھایا۔ سلیم نے دو تین بندوں کو بھی بلوا لیا۔ وہ دو بندوں کے بس کی بھی بات نہیں تھا۔ اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور شہنواز کے آگے کیا۔

"وہ پاگل ہوگیا !"مجھے نہیں کرنا مرہم !چھوڑو مجھے !دور ہٹو مجھ سے تھا۔۔ اس کی آواز بیٹھ چکی تھی۔ سانسیں تھیں کہ بس پھولی جارہی تھیں۔ پورا لاؤنج وہ بکھیر چکا تھا۔

"مجھے کچھ !مجھے نہیں کرنا مرہم !تم لوگوں کو سمجھ کیوں نہیں آرہی زخم اپنے آپ کو اور دینے ہیں !خدارا چھوڑو "!وہ اب چیخ نہیں رہا تھا۔ شہنواز نے بے ساختہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"دادا دونوں ہاتھوں کا زخم پہلے ہی بہت گہرا ہے !"شہنواز کے کہنے پر امان نے دکھ سے نفی میں سرہلایا۔

یہ زخم اتنا گہرا نہیں ہے شہنواز !میرا ہاتھ چھوڑدو !مجھ سے دور ہٹ"
!جاؤ سب کے سب !میں بتاتا ہوں وہ درد کتنا گہرا ہے !مجھے چھوڑو
میں خود پر کرکے بتاؤنگا !یہ کچھ بھی نہیں ہے "!شہنواز اب اسے دیکھ
رہا تھا اس ے ہاتھ کی گرفت امان کے ہاتھو پر ڈھیلی ہوئی۔ کوہنی سے
اس کا ہاتھ سلیم نے پکڑا ہوا تھا۔ شہنواز کو ڈھیلا چھوڑتے ہوئے اس
نے اپنا ہاتھ بھی چھوڑدیا۔ کمر سے پکڑے دو تین بندے ہنوز ایسے ہی
کھڑے تھے !مگر وہ بس اسی انتظار میں تھا۔ وہ جھٹکے سے اٹھا اور سامنے
جا کھڑا ہوا۔ شہنواز نے پکڑنا چاہا مگر وہ ایک بندے کی بس کی بات
نہیں تھی۔

میرے قریب مت آنا !ورنہ سب کو شوٹ کردوں گا میں "!وہ دیوانہ"
وار چیخ کر لاؤنج کی دیوار پر لگی ایل ای ڈی کو زمین پر پٹخ گیا۔ گارڈز
ششدر رہ گئے۔

اگر میرے قریب آئے نا اب !م۔میں وارن کررہا ہوں !میں"
گ۔گولی سے ایک ایک کو اڑادوں گا !اور تم یہ سب جانتے ہو میں یہ
کرسکتا ہوں اور کرتا آیا ہوں !نہیں۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ اس بات میں تم

لوگوں کو نہیں اپنے آپ کو ماردونگا !ہاں !ہاں میرے ق۔قریب مت آنا !میں ماردونگا خود کو "!اس نے نیچے گری جانب کو مٹھی میں رکھ کر مٹھی کو پوری قوت سے بند کیا۔ اسے درد نہیں ہوا تھا۔ بس ہاتھ زرا کپکپائے تھے خون کی گرتی تیز بوندوں سے زمین لہو سے سراب ہونے لگی۔ شہنواز بے اختیار چیخا تھا۔

!دادا آپ کا خون بہت تیزی سے بہہ رہا ہے !ہم ہر رحم کریں"
خدارا "!اس نے آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر امان نے وہ کانچ اپنی کلائی پر رکھ کر اسے دکھائی۔

میں ماردونگا خود کو !باہر جاؤ سب "!شہنواز نے تھوک نگلا۔ سلیم نے" لب بھینچے۔ پتا نہیں کیوں ہمیشہ جس سے ڈرتے آئے تھے اچانک اس پر ترس آیا تھا۔ اس کی حالت پر۔۔۔

مجھے پتا ہے آپ کس لڑکی کی بات کررہے ہیں !میں جانتا ہوں !آپ" جو کہیں گے ہم کردیں گے !آپ اسے چاہتے ہیں میں جانتا ہوں !آپ ایسا مت کریں !خود کو اذیت مت دیں !آپ جو کرتے آئے تھے بس

وہی کریں !اپنی خوشی حاصل کریں مگر یوں نہ کریں !خدارا دادا "!امان نے پھولی ہوئی سانسوں سے اسکی بات سنی۔

اس کا منگیتر !اس کا !ہاں اس کا منگیتر !اسے میں مروادوں گا !پھر وہ" اسکا دل بھی اسکے وجود کی طرح میرا ہوجائے گا !اور میں ایسا ہی کروں گا !مجھے میری محبت کے لئے اگر جان بھی لینی ہوئی تو میں وہ بھی کروں گا !میں جان لیتا آیا ہوں اور اب بھی وہی کروں گا !میں ماردوں گا !وہ صرف میری ہے !!یہ بات میں اسے سمجھاؤں گا "!وہ چیخ چیخ کر بے حال ہورہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر صوفہ الٹا تھا۔ اب وہ پردے کھینچ رہا تھا۔ کلثوم سہم کر کچن میں ہی چلی گئی تھی۔ شہنواز اور دوسرے گارڈز کی ٹانگیں کانپنے لگیں مگر وہ ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہوئے۔ اس نے لاؤنج کا حشر نشر کردیا مگر اس کا غصہ کم نہ ہوا تو اس نے زمین سے کانچ اٹھائی اور دونوں ہاتھوں کو مٹھی بنا کر گرفت مضبوط کی۔ درد سے ہاتھ کانپنے لگی مگر زبان سے ایک آہ بھی نکلی۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اب اسے چکر آرہے تھے !وہ آہستہ آہستہ اپنا ہوش کھورہا تھس۔ عشق بھی انسان کا ذہنی سکون چین لیتا ہے !جس

کی خواہش ہوتی ہے اسے پانا اور کٹھن ہوجاتا ہے !شہنواز آگے بڑھا اور اسے قابو میں کیا۔ وہ ابھی بھی اسے خود سے دور کررہا تھا مگر خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اب وہ کمزور پڑرہا تھا۔

کیوں آتے ہو میرے قریب "!وہ اب مدہوشی میں بمشکل لفظ ادا" کررہا تھا۔ گارڈز ۔ے اسے صوفے پر لٹادیا۔

ڈاکٹر کو کال کرو " !سلیم نے اسلم سے کہا۔"

جی لالا "اسلم نے اثبات میں سر ہلایا۔"

جاؤ !جلدی !ہمیں فوراً ضرورت ہے "!شہنواز نے اس کا ہاتھ" مضبوطی سے تھاما۔ اس کے دونوں بازو بری طرح زخمی تھی۔ کانچ کے ننھے ٹکڑے اس کے ہاتھوں پر پھنس چکے تھے۔ اب اسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔ اس کی آنکھیں بند ہورہی تھیں۔ پندرہ بیس منٹ بعد ہنگامی طور پر ڈاکٹر آیا۔ اسے کمرے میں لے جاکر بیڈ پر لٹا دیا تھا۔ ڈاکٹر نے اس کے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی سے کانچ نکال کر پورے بازوؤں پر پٹی باندھ دی تھی۔ اب وہ دوائیوں اور انجیکشن کے زیرِ اثر وہ سورہا تھا۔ شہنواز نے کمرے کا دروازہ آہستگی سے بند کیا اور باہر

آگیا۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے اسلم اور باقی گارڈز کو دیکھا تھا۔

"ہلکا سا بھی شور نہ ہو !دادا سورہے ہیں !جان اس لئے بخش دی انہوں نے کیونکہ وہ ہوش میں نہیں تھے !مگر اب کچھ ہوا تو ملاقات ہم سب کی قبرستان میں ہی ہوگی !میں ہاتھ دھونے جارہا ہوں !دادا کے ہاتھوں کا خون سے میرے ہاتھ بھی لال ہوگئے ہیں "!وہ کہتا وہاں سے چلاگیا۔ لاؤنج میں جو توڑ پھوڑ مچی تھی وہ اسے ذرا بھی نہیں چھو سکتے تھے !ڈر تھا کہ امان شاید اس بات پر بھی ماردے گا !شہنواز نے ہاتھ دھو کر بندوق کندھے پر لٹکائی اور امان کے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑا ہوگیا کہ کوئی اس کو ڈسٹرب نہ کرے یا اگر امان نیند میں سے اٹھا تو اور اسے کچھ ضرورت ہوتو وہ یہاں موجود ہو کیونکہ زمان کا ابھی تک کچھ اتا پتا نہیں تھا۔

"کس چکر میں پڑگئے دادا آپ !یہ عشق محبت ہر انسان کی اچھی بھلی زندگی برباد کردیتا ہے !کام کے شخص تھے آپ مگر اب عشق کر بیٹھے!

دیکھتے ہیں کہ یہ روگ کب پیچھا چھوڑتا ہے !کھا جائے گا یہ کمبخت عشق اچھے بھلے انسان کو "!وہ دانت پیستا خود سے کہہ رہا تھا

--------------------*

زمان کا دماغ عجیب چڑچڑا ہورہا تھا۔ وہ سڑکوں پر بے مقصد گاڑیاں دوڑانے کے بعد رات کے ساڑھے گیارہ بجے وہ گھر میں داخل ہوا۔ کچھ گارڈز نائٹ ڈیوٹی پر تھے۔ شہنواز جاچکا تھا۔ لاؤنج میں جانے کا رستہ گارڈن سے ہوتا تھا۔ اکا دکا گارڈز کھڑے تھے۔ وہ خوفزدہ تھے۔ زمان نے حیرت سے انہیں دیکھا اور لاؤنج کی جانب بڑھ گیا۔ لاؤنج کی حالت نا قابلِ یقین تھی۔ ٹیبل ٹوٹی ہوئی تھی۔ پردے زمین پر پڑے تھے۔۔ ٹی وی توڑ دیا گیا تھا گویا ہوتے کمرے میں کانچ پڑی تھی۔ کونے کی سمت نگاہ پڑی تو کچھ کانچ کے ٹکروں ہر خون لگا تھا۔ وہ جھٹکے سے پلٹا اور قدرے بلند آواز میں حیرت سے ہوچھا۔

ی۔یہ کیا ہے!؟ "ساکت نظروں سے کہتا ہوا وہ ان کا جواب کا انتظار" کرنے لگا۔

رشید نے تھوک نگلا۔

زمان دادا وہ اما۔۔ "اس نے جملہ ادھورا چھوڑا۔ زمان کے حواس جنجھنا اٹھے!

وہ ک۔کہاں ہے؟ کیا ہوا ہے اسے؟یہ خ۔خون یہاں کیسا؟؟؟ میں" کچھ پوچھ رہا ہوں !!!ک۔کہاں؟ "وہ ہکلایا۔ لفظ جیسے حلق میں پھنس گئے تھے

وہ اپنے کمرے میں ہیں دادا "!زمان کی پلکیں لرزیں۔"

کیا اس نے کمرہ لاک کیا ہوا ہے؟ وہ اندر تنہا ہے؟ تم لوگوں سے کہا" تھا میں نے اسے تنہا مت چھوڑنا کبھی !اس کو کمرہ مت لاک کرنے دینا !وہ تنہا ہے اور یہی سب سے بڑا مسئلہ ہے !وہ ہمیشہ کی طرح کچھ نہ کچھ کرلے گا اپنے ساتھ "!وہ چیخا!

وہ کمرے میں ہیں مگر کمرہ لاک نہیں ہے !کیونکہ دوائی کے زیرِ اثر" "!ابھی بھی وہ بے ہوش ہیں

ک۔کیا ہوا ہے اسے "!اس نے تھوک نگلا اور پلٹ کر اوپر منزل کی" طرف دیکھا جہاں امان کا کمرہ تھا۔

وہ زخمی تھے اور۔۔۔ "آگے لفظ زمان سن نہ سکا وہ تیزی سے"
سیڑھیوں کی جانب بھاگا ۔اب وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ دل
پھٹ جانے کے قریب تھا۔ اسے کیا ہوا تھا۔ قدم بھاری ہورہے تھے۔
سیڑھیوں میں جگہ جگہ خون کے قطرے تھے جو اب جم گئے تھے۔ اس
کی آنکھیں نم ہوئیں۔ دل پر ہاتھ رکھے وہ اب تیزی سے سیڑھیاں
چڑھنے لگا۔ اس کا بھائی اذیت میں تھا۔ اس نے دروازہ کھولا۔ وہ اندر
بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ اس سے قدم نہیں اٹھائے گئے۔ دونوں بازو پٹی میں
جکڑے تھے۔ آنکھیں بند تھیں۔ وہ اپنے آپ کو گھسیٹتا اسکے قریب آیا۔
وہ نیم بے ہوش تھا۔ بے اختیار زمان کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔ اسکے
لب کانپنے لگے اور حالت غیر ہونے لگی۔ امان کا چہرا کچھ کچھ جگہ سے
چھلا ہوا تھا۔ چھوٹے چھوٹے نشانات تھے۔ وہ اسکے برابر بیٹھ گیا اور
ہچکیوں سے روتے روتے اپنا سر اسکے سینے پر رکھ دیا۔
کیوں کرتے ہو ایسا !مجھ کو اذیت دیتے دیتے خود کو بھی دینے لگتے"
!ہو !کیوں؟ میری ہی غلطی ہے میں تمھیں گھر میں اکیلا چھوڑ دیتا ہوں

مجھے تمھیں تنہا یوں نہیں چھوڑنا چاہیئے "!وہ اذیت میں تھا کیونکہ اس کا بھائی اذیت میں تھا۔ وہ اس کا بھائی تھا۔ جڑواں بھائی۔۔!

مجھے ڈر لگتا ہے زمان "!زمان کو اس کے ہر پرانے لفظ یاد آرہے تھے۔ وہ کرب سے آنکھیں میچ گیا۔

"!زمان مجھے خواب بہت تنگ کرتے ہیں"

"!مجھے نیند نہیں آتی"

"وہ ہمیں ماردیں گے"

وہ ہم سے ہمارے سب کچھ چھین چکے ہیں زمان "!اس کے لہجے کا وہ کرب یاد کرتے اس کا لہجہ کرب ناک ہوا تھا۔ زمان کی آنکھ سے نکلتا ہر آنسو امان کا سینہ بگھ رہا تھا۔ وہ اب ہچکیاں لینے لگا۔ دس منٹ تک یونہی بےسدھ لیٹے وہ ہچکیاں لے رہا تھا۔

تمھیں پتا ہے تمھارے آنسو میرا سینہ بگھو گئے زمان شاہ !اب میں ان زخموں کے ساتھ کیسے نہاؤں گا؟ "امان نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

زمان نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور اسکے گلے لگا

"تم اٹھ گئے؟؟۔ مگر تمھاری آواز کیوں بیٹھی ہوئی ہے؟"

امان مسکرایا۔

پتا نہیں !مگر تم روتے روتے میرے سینہ بھی بگھو گئے "!وہ ہنسا مگر"

درد کی وجہ سے بلبلا اٹھا۔

زمان نے اس کی شرٹ پر نظر ناری جو گیلی ہوچکی تھی۔

میں چینج کروادوں گا "!وہ بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلاتے ہوئے"

بولا۔

مگر میں نہانا چاہتا ہوں کیونکہ میں زمان شاہ نہیں ہوں "!وہ اسے پیار"

سے دیکھتے ہوئے بولا۔ زمان اس سب میں بھول گیا تھا کہ وہ جاننا چاہتا

!ہے کہ امان نے یہ سب کیوں کیا

مجھ سے اتنی پیار سے باتیں نہ کیا کرو !ہضم نہیں ہوتا امان " !وہ"

خفگی سے رخ موڑ گیا۔

اگر تم میری بہن ہوتے تو میں تم سے ایسے ہی بات کرتا "!امان ہنسا۔"

مگر میں تمھارا بھائی ہوں !بہن نہیں ہوں !شکر ہے بہن نہیں ہوں"

ورنہ تم نے مجھ سے چائے بنوا بنوا کر ہی ماردینا تھا "!زمان نے شکر ادا

کیا۔

اگر تم میری بہن ہوتے نہ تو کسی میں اتنی جرأت نہ ہوتی کہ وہ تم" آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے !امان شاہ بھی پھر اپنی بہن کے سامنے ہوں پگھل جاتا !مگر تم ہو لڑکے !اس لئے میں تم سے تمیز سے بات کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں "!وہ پھر سے ہنسا۔

استغفر اللہ !ویسے سامنے والے کو گھما دیتے ہو تم !مجھے تم سے یہ" بات نہیں کرنی !یہ بتاؤ امان شاہ کہ یہ سب کیا تھا؟ "زمان نے بنھویں اچکائیں۔

چھوڑدو !کچھ بھی نہیں تھا !بس غصہ تھا مجھے اور کچھ نہیں"!امان نے" اسے بہلایا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس کی وجہ شانزہ ہی تھی !وہ بظاہر چپ رہا۔

میں نہیں تھا گھر میں تو تم اتنا کچھ کرگئے؟ "وہ خفگی سے اس سے" پوچھ رہا تھا۔

میں تمھاری موجودگی میں اس سے بھی زیادہ کرسکتا ہوں زمان "!اس" کے لہجے سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔

او یعنی میرا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے؟ "وہ شکوہ جنسی نظروں سے اسے" دیکھا رہا تھا۔

نہیں تم بہت اچھے ہو !بس دنیا پر ایک بھاری بوجھ ہو"!وہ کھلکھلایا۔" زمان نے ناراضگی سے منہ موڑا۔ امان ایک بار پھر بات کو گھما گیا تھا۔ مگر زمان شاہ بھولا نہیں تھا !وہ لفظوں کی ہیر پھیر سمجھ رہا تھا۔

"زخم گہرے ہیں؟ "

پتا نہیں "!گہری سانس لی گئی تھی۔"

"درد ہوا تھا؟"

نہیں مزہ آیا تھا !آئیندہ بھی کوشش کروں گا "!امان چڑ کر بولا۔"

"!تمھارا کیا بھروسہ"

" ! بلکل"

"!آئیندہ نہیں کروگے تم ایسا امان"

"!میں وعدہ نہیں کروں گا"

یعنی کرو گے یہی سب دوبارا بھی؟ "وہ حیرت اور تکلیف سے بولا۔"

"!ہاں شاید"

نہیں !واسطہ ہے تمھیں۔۔۔ "!اس نے ہاتھ جوڑے۔"

مت دو واسطے"!وہ بات کاٹ کر بولا۔"

میں ایسا آئیندہ کروں گا زمان !اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں ہر حد "

پار کر جاؤں گا "!وہی شدت پسندی۔

مگر خود کو اذیت نہیں دوگے "!وہ دکھ سے کہہ رہا تھا۔"

خود کو بھی دوں گا اور جس کو دل چاہے گا اس کو بھی دوں گا "!وہ"

اٹل لہجے میں بولا۔ زمان ہکا بکا اس کی شکل کر دیکھتا رہ گیا۔

آرام کرو؛ "وہ سن ہوتے دماغ سے اسکو کہتا تپھک کر اٹھ کھڑا ہوا۔"

امان نے اسے گہرہ نگاہوں سے دیکھا۔

ویسے تم آج کہاں گئے تھے!؟ "امان جانتا تھا وہ یوں سب آسانی سے"

نہیں بتائے گا اس لئے وہ سرسری انداز میں پوچھنے لگا۔ زمان پلٹا۔

ہمم؟ میں؟ وہ دوست سے ملنے گیا تھا !سوچا بہت ٹائم ہوگیا ہے مل"

آؤں "!وہ بھی بات کو گھما گیا۔ امان نے اسے سر تا پیر دیکھا۔

تم ٹھیک نہیں تھے !ڈاکٹر نے آرام کا کہا تھا تمھیں۔ سر پر پٹی بندھی"

"!ہے !جاؤ چینج کرو پٹی

"تمھیں اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں !میں بچہ نہیں ہوں امان! میں کرلوں گا !فالحال تمھیں آرام کی ضرورت ہے "وہ مسکرا بھی نہ پایا تھا۔

کچھ تو ایسا ہوا تھا جو امان نے اتنا بڑا قدم اٹھایا تھا۔ آج کا دن واقعی اچھا نہیں تھا۔ کیا کچھ ہوگیا آج !آج امان مسکرایا تھا !ہاں وہ مسکرایا تھا۔ زمان گہری سوچ میں پڑگیا۔ کیا کوئی مصیبت آنے والی ہے؟ یہ سوال ایسا تھا جس کا جواب وہ خود بھی نہیں دے پارہا تھا۔ امان مسکرائے یہ عام حالات کی علامت نہیں تھی۔ کچھ بہت بڑا ہونے والا تھا۔ وہ زبردستی مسکرایا۔ امان جو اسے گہری نگاہ سے دیکھ رہا تھا وہ بھی دھیمے سے مسکرادیا۔

زمان کی لب سکڑے۔ یہ بندہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا یعنی اب واقعی کچھ برا ہونے والا تھا۔ وہ اس پر آخری نظر مار کر دروازے کی جانب مڑا۔

کیا چل رہا تمھارے دماغ میں امان "!وہ خود سے کہتا سوچنے لگا۔ امان" نے ایک نظر اسکی پشت کو دیکھا اور کروٹ لیلی۔ زمان کا دماغ اب جلدی جلدی کام کررہا تھا۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا لاؤنج میں آیا۔

کلثوم کہاں ہے؟ کلثوم "!اس کو آواز دیتے ہوئے وہ اس نے جیب" سے موبائل نکالا۔ کلثوم ڈوپٹہ سر پر سرکاتے لاؤنج میں آئی۔

امان کو کھانا دیا تھا؟ "اس نے جیب میں موبائل رکھ کر اس سے" پوچھا۔

"نہیں !ان کے لئے پرہیزی کھانا بنایا ہے"

ٹھیک !کھانا ٹرے میں نکالو !اور میری بات غور سے سنو !مجھے اس" کے کمرے سے اس کا موبائل چاہئے !ابھی !میں جاؤں گا تو شاید وہ نہ دے !جیسے ہی اس کی توجہ ہٹے !موبائل چھپا لینا "!وہ اسے سب سمجھا رہا تھا۔ کلثوم سے پوری بات بھی نہ سنی گئی۔

نہیں زمان دادا ایسا مت کریں خدارا !وہ مجھے ماردیں گے اگر انہیں پتا" چلا "!وہ سر تا پیر کانپ گئی۔

تمھیں کرنا ہوگا !ہاں اگر موقع نہ لگے تو کوئی بات نہیں !ایسے ہی"
!لوٹ آنا !لیکن وہ سب جو تم کو سمجھایا ہے وہ تم نے ہی کرنا ہے
اب جاؤ !جلدی !میں کوئی بات نہیں سننا چاہتا "!اس نے اپنا لہجہ سخت
کیا۔ وہ تڑپ کر رہ گئی۔

تھوڑی دیر بعد ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لئے وہ کمرے کی جانب
بڑھی۔ ہلکا سا دروازہ کٹھکٹھایا اور اجازت ملنے پر اندر بڑھی۔ وہ کروٹ
لئے ہوا تھا۔

کھانا لائی ہوں "!حلق سے گویا آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔۔"
ہمم رکھ جاؤ "!امان کی اس کی طرف پشت تھی۔ وہ اثبات میں سر"
ہلاتی سائڈ ٹیبل پر رکھنے لگی۔ نظریں پورے کمرے کا طواف کرنے
لگیں۔ کہیں موبائل نہیں تھا۔ سائڈ ٹیبل پر بھی دیکھا۔ وہاں بھی نہیں
تھا۔ اب وہ آہستگی سے دراز کھولنے لگی کہ امان کھانسا۔ کلثوم اندر تک
ہل گئی۔ دراز میں موبائل پڑا تھا۔ دھیرے سے موبائل نکال کر اس نے
اپنے ڈوپٹہ کے پیچھے چھپایا۔

دادا آپ کھانا کھالے گا !رات بہت ہوگئی ہے اب میں گھر جا رہی"
ہوں "!تھوک نگلتے ہوئے وہ اٹک اٹک کر کہتی جلدی سے پلٹنے لگی۔
امان نے محض "ہمم "کہا اور کلثوم کو لگا کہ وہ اپنے پلین میں کامیاب
ہوگئی۔ وہ خوشی سے جلدی جلدی چلنے لگی۔ مگر اسی دم موبائل پر رنگ
ہوئی !ڈر کے مارے اسکے ہاتھ سے فون اچھل کر زمین پر گرا۔ امان
جھٹکے سے پلٹا۔ کلثوم نے امان کو دیکھا جو اب اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کا
دل پھٹنے کے قریب تھا۔ اس کو خوف سے چکر آنے لگے۔ امان اسے
خون خوار نظروں سے دیکھ بیڈ سے اٹھا اور دھیرے دھیرے چلتا اس
کے قریب آیا۔ اس نے ڈر کے مارے پلٹنا چاہا۔
زندگی چاہتی تو باہر جانے کی کوشش مت کرنا "!وہ غضبناک ہوا۔"
کلثوم کا دل حلق میں آگیا۔
امان دادا م۔میں ایسا نہیں ک۔کرنا چاہتی تھی۔ م۔میں نے منع کیا تھا"
ک۔کہ مجھے نہیں کرنا یہ کام !مگر وہ نہیں مانے دادا "!وہ ڈر کے
مارے رونے لگی۔
امان نے کارپٹ سے فون اٹھایا۔

کس نے کہا تھا کرنے کو؟ "امان لہجے میں حیرت چھپائے بولا۔"

زمان دادا نے کہا تھا "!وہ پلو آنکھوں میں رکھ روتے ہوئے بولی۔"

اس سے جا کر۔کیا کہو گی اب؟ "امان نے بنھویں اچکائیں۔"

آپ بتائیں دادا "!وہ سہمی۔ وہ مسکرایا۔"

تم اس سے جا کر کہو گی تمھیں میرا موبائل نہیں ملا اور اگر تم نے"

!یہ نہیں کہا تو تمھاری لاش کو دفنانے کرنے کا موقع بھی نہیں ملے گا

جلا کر راکھ کردوں گا "!وہ کھا جانے والی نظروں سے گھورتا ہوا کہہ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ن۔نہیں دادا میں یہی کہوں گی جو آپ کہہ رہے ہیں !م۔میں وعدہ"

کرتی ہوں "!وہ روتے ہوئے اب ہاتھ جوڑ رہی تھی۔

جاؤ اب کمرے سے ورنہ تین دن بعد سوئم نہ ہورہا ہو تمھارا "!وہ"

حقارت سے کہتا بیڈ کی جانب پلٹا۔ کلثوم لکھتے قدموں سے باہر کی جانب بھاگی۔ امان نے پلٹ کر بند دروازے کو دیکھا اور موبائل آن کیا۔

سب سے اوپر چیٹ کھولی۔

مجھے وہ صبح فارم ہاؤس میں بروقت ملنا چاہیئے "!!اس نے خود کا" لاسٹ میسج پڑھا جو مقابل بندے نے پڑھ لیا تھا اور جواب میں "ٹھیک ہے "لکھا تھا۔ ایک شاطر مسکراہٹ کے ساتھ اس نے بیڈ پر موبائل پھینکا۔

--------------------*

آج کا دن اس کے لئے واقعی برا تھا۔ پتا نہیں کیوں ایک انجانا سا خوف کہ وہ جو کچھ اس کے منہ پر کہہ کر گیا ہے کہیں وہ واقعی نہ کردے !بیڈ پر لیٹے وہ دوپہر والے واقعہ کو سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر رہ رہ کر دماغ ان سوچوں سے بھرا ہوا تھا۔ اب اسے خوف آرہا تھا۔ وہ کیا کہہ رہا تھا؟ عشق؟ محبت؟ مجھ سے؟ مگر !مگر کیسے؟ ہماری ملاقات ہی کتنی ہوئیں؟ محض دو دفعہ !مگر پھر کیسے؟ اور کیوں؟ یہ جانتے ہوئے کہ میں منگنی شدہ ہوں؟ کیا وہ واقعی مجھ سے۔۔۔۔؟ میں کیا فضول سوچ رہی ہوں !میری زندگی میں کوئی بھی نہیں کے سوائے عدیل کے !اور نہ ہو گا ! کبھی بھی نہیں !انشاء اللہ !وہ عدیل کو سوچ کر مسکرا دی۔ لبوں پر تبسم پھیلا مگر لب جلدی سکڑ گئے۔ اگر اس نے

عدیل کو کچھ کردیا تو؟ وہ دھمکی دے رہا تھا !اگر اس نے سچ میں کچھ کردیا تو؟؟ وہ سہم کر اٹھ بیٹھی۔ دروازے کے باہر آہٹ ہوئی۔ اس نے وہ نظر اٹھا کر دیکھنے لگی۔ دل میں انجانا سا خوف تھا۔ اس نے تھوک نگلا۔ اچانک دروازہ کھلا !قریب تھا کہ اس کی چیخ نکلتی لیکن اس نے خود ہی منہ پر رکھا۔

ہاہاہاہا "مقابل کھڑا شخص اب زور زور ہنس رہا تھا۔"

عدیل "!!!!!!!وہ رودینے کو تھی۔ "میں واقعی ڈر گئی تھی !آپ"

!میری ایک دن یونہی جان لیلیں گے "!!!وہ بلند آواز میں بولی

اچھا اچھا بس بس !مرنے مرانے کی باتیں نہ کیا کرو !میرا دل بہت" کمزور ہے !آؤ کہیں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں"!عدیل کو اس کی جان لینے والی بات بے اختیار خوف دلا گئی تھی۔ شانزہ نے گھڑی کی جانب دیکھا۔

!گھڑی بارہ بجا رہی ہے عدیل "!شانزہ نے آنکھیں پھاڑ کر اطلاع دی" ہاں تو؟ شادی کے بعد بھی یونہی کرو گی؟ آؤ چھت کی سیڑھیوں پر" بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں "!وہ مسرت بھرے لہجے میں بولا۔ وہ مسکرائی

اور جلدی سے ڈوپٹہ اپنے ارد گرد پر پھیلائے وہ اس کے ساتھ ہولی۔
روڈ پر کھڑا کوئی بھی بندہ آسانی سے چھت سیڑھیاں دیکھ سکتا تھا۔ وہ دونوں کافی رات تک یونہی بیٹھے باتیں کرتے رہے !بادلوں کو کبھی تکتے !کبھی چاند کو دیکھتے !پھر ان پر یوں تبصرے کرتے جیسے ان کی زندگی میں ان باتوں کی بہت اہمیت ہوں!

"سنیں !آہستہ بات کریں !اگر رمشا نے دیکھ لیا تو ایک کی چار لگا کر بتائے گی صبح سب کو "!!وہ آنکھیں دکھاتے ہوئی بولی۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا تم اتنا ڈرتی کیوں ہو؟؟؟ تمھارے پیچھے وہ مجھ سے چپکتی ہے !بڑی مشکل سے جان چھڑاکے آتا ہوں میں !ایسے انداز میں باتیں کرے گی جیسے تم نہیں وہ میری منگیتر ہو "!!وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔ شانزہ کا دل بیٹھا۔

"مگر آپ میرے منگیتر ہیں "!!وہ دھیرے سے بولی۔

"جی !آپ کا ہی ہوں !اور کچھ عرصے بعد شوہر کے مرتبے پر فائز بھی !صرف میں ہی ہوں گا !ابھی تو جتنی باتیں کرتی ہے کرتے رہنے دو جب بعد میں تمھیں حق ملے گا تو کھری سنا دینا !بلکہ میں تو کہتا ہوں

تم اب بھی بول دیا کرو کہ میرے منگیتر کو آئیندہ پکارا نا !تو پھر بتاؤ گی !تمھیں "!شانزہ اس کی بات پر زور سے ہنسی

تو آپ خود کہہ دیا کریں نا "!عدیل کو یک دم اس پر پیار آیا۔"

تمھیں پتا ہے آج کہہ رہی تھی مجھے یونیورسٹی چھوڑ آئیں پلیز !میں"

نے کہا تم تو چاچا کے ساتھ جاتی ہونا !تو کہتی ہے کہ ہاں مگر آج

تمھارے ساتھ ہے دل جانے کو !میں نے کہا اگر میرے دل کا پوچھو

تو میں ابھی بھی شانزہ کو اپنے ساتھ بائیک پر بٹھانا چاہوں گا !اور پھر

اس کا چہرہ دیکھنے والا ہوگیا !پاؤں پٹخ کر وہ اندر چلی گئی تھی "!دونوں

نے ساتھ قہقہہ لگایا۔ سڑک کے کونے پر گاڑی سے ٹیک لگائے وہ

دونوں کو مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اس شخص نے فون نکالا اور کسی کو

کال ملائی۔

جی دادا وہ اس کے ساتھ ہی ہے "!اس نے کان سے فون لگا کر"

دھیمی آواز میں کہا تھا۔

مقابل شخص جواب میں کچھ کہہ رہا تھا۔

جی بلکل!لیکن آپ وقت بتائیں! کل صبح کا وقت آپکا پہلے سے ہی"
بک ہے "!وہ کہہ کر دوسری جانب کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔
جیسا آپ کہیں "!اس نے فرمانبرداری سے کہا تو مقابل شخصیت نے"
کھٹ سے فون رکھ دیا۔ آج بھی ایک قیامت تھی !کل بھی ایک
قیامت ہونے والی تھی !ابھی جو وہ یوں کھلکھلا کر دنیا سے بےخبر ہنس
رہے تھے وہ کل ایک دوسرے کو مخاطب کرنے سے پہلے بھی سوچنے
!والے تھے

--------------------*

کیا ہوا؟"وہ اس کے قریب چلتا ہوا آیا۔ وہ اب تک سہمی ہوئی تھی۔"
الفاظ ادا نہیں ہو پارہے تھے۔
وہ میں گئی تھی کمرے میں مگر وہ موبائل ن۔نہیں تھا !میں نے"
کوشش کی ڈھونڈنے کی مگر وہ جاگے ہوئے تھے !اس لئے م۔مناسب
نہیں سمجھا "!وہ اٹک اٹک کر کہتی سائیڈ سے نکل کر واپس کچن میں
چلی گئی۔ زمان کنفیوز ہوا۔ اب وہ کچھ اور سوچ رہا تھا۔

افف !!مگر ہوا کیا تھا دوپہر میں کو امان اپنے ساتھ اتنا کچھ کر"
بیٹھا "!!!وہ اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے خود سے ہی سوال کررہا تھا کہ اچانک اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا، وہ ٹھٹھکا۔ یونہی اس کے لبوں سے مسکراہٹ ٹکرائی۔

میں اتنا پریشان ہو کیوں رہا ہوں !اتنا بڑا اوپر کی جانب کیمرہ نظر"
نہیں آیا مجھے "!وہ ہنسا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اب وہ اسکرین کے سامنے بیٹھا دوپہر کی ریکارڈنگ دیکھ رہا تھا۔ اسکرین میں سب ظاہر ہورہا تھا کہ امان کب اور کس وقت آیا تھا اور جب اس نے کانچ اپنے ہاتھوں میں چبھوئی تھی۔ زمان کی آنکھیں لرزیں۔

یہ سب کیا ہورہا ہے"!۔ یہ سب دیکھنے کے بعد اب اس کا دماغ بھی"
کام نہیں کررہا تھا۔ وہ دھیرے سے اٹھ کر باہر گارڈن میں آیا۔ دل بوجھل تھا۔

کیا پتا وہ شانزہ کے پاس گیا ہو!؟ "وہ خود سے کہہ رہا تھا۔"

نہیں !ایسا نہیں ہوسکتا !مگر آج جب میں گیا تو وہ نہیں تھا !وہ تو" کہیں اور گیا تھا !پھر کیا بات ہے جس کے لئے امان نے خود کو اتنا پاگل کردیا۔

"!افففف !میرا دماغ پھٹ جائے گا !اب سب صبح ہی دیکھا جا سکتا ہے" وہ لاؤنج سے ہوتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔ رات کافی ہوگئی تھی اس لئے جاگ کر کچھ سوچنا بیکار تھا۔ امان کے کمرے کا ہلکا سا دروازہ کھول کر اس نے اندر جھانکا۔ وہ بے سدھ آرہا تھا۔ اس سے سکوں سے سوتے ہوئے اس کی جان میں جان آئی۔ اس نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور اپنے کمرے میں چلاگیا۔ دماغ جیسے کتنی سوچوں سے گھرا ہوا تھا۔

--------------------*----------*--*

صبح 8 بجے وہ فارم ہاؤس کے لئے نکل رہا تھا۔

" !میں نکل رہا ہوں !مجھے اپنے پہنچنے سے پہلے وہ وہاں موجود چاہیئے" سختی سے کہتے ہوئے اس نے سامنے والے کو کچھ بولنے کا موقع نہیں دیا اور کھٹ سے فون رکھ دیا۔ اس نے بال بنائے اور کوٹ پہنا۔ اب

وہ اپنی ڈریسنگ کو آخری ٹچ دے رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں پر بندھی پٹی اتار کر پھینکی۔ اس کے زخم ابھر آئے۔ دونوں ہتھیلیاں چھلی ہوئی تھیں۔ کچھ کچھ جگہوں سے ابھی بھی خون رس رہا تھا۔ مگر اسے درد سہنے میں بھی مزہ آتا تھا۔ پرفیوم خود پر چھڑکتے ہوئے اس نے موبائل پر میسج چیک کیا اور چابی اٹھاتا گیراج میں آگیا۔ وہ زمان کے اٹھنے سے پہلے یہ کام سر انجام دینا چاہتا تھا۔ چوکیدار کو دروازہ کھولنے کا اشارہ دے کر گاڑی میں بیٹھا۔ اس نے پستول بونٹ پر رکھی اور گاڑی ریورس کرکے سڑک پر لے آیا۔ چوکیدار نے دروازہ بند کیا اور امان نے گاڑی زن سے بھگادی

--------------------*

"خدارا مجھے چھوڑدو !مجھے کہاں لارہے ہو "!وہ جو کوئی بھی تھا چیز رہا تھا!

"ایک تو تم لوگوں کا سمجھ نہیں تھا !موت کو خود دعوت دیتے ہو اور پھر واسطے بھی دیتے ہو "!اسلم چڑ کر بولا۔ مقابل شخص کی آنکھوں پر کال پڑی تھی جو وہ کھولنے کی ناکام کوششوں میں تھا۔ اسلم نے اسکے

ہاتھ کرسی کے پیچھے سے اور مضبوطی سے باندھ دیئے۔ گاڑی کے ہارن نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

"اسلم نے اسے آگاہ کیا۔ ایک گہری نگاہ فارم ہاؤس!" دادا وہ اندر ہے پر ڈال کر وہ اندر بڑھا۔ وہ خستہ حال کمرہ تھا۔ دروازے چراچرائے اور ایک حقارت بھری نظر اس پر ڈال کر اس نے اس کی آنکھوں پر بندھی پٹی کھینچی۔ آنکھوں پر روشنی پر سے آنکھیں چندھیا گئیں۔ دھیرے سے آنکھیں کھول کر اس نے مقابل دیکھا۔ امان ایک ٹانگ اٹھا کر کرسی پر رکھی اور دوسری کو تھوڑا فولڈ رکھ کے اس کی جانب ہلکا سا جھکا۔ وہ سہا۔

"ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ امان نے جیب پہچان تو لیا ہی ہوگا؟ سے بلیڈ نکالا۔

"وہ چیخا۔ تم؟؟؟؟ تم نے مجھے کیوں اغوا کروایا؟؟؟

"امان نے اسکا منہ دبوچا۔ میرے سامنے چلانے کی کوشش مت کرنا!"

وہ درد کے مارے کراہا۔

مجھے چھوڑدو خدارا "!وہ رونے لگا۔ امان نے اسے روتے دیکھا تو زور"
سے ہنسا۔
تو نے خود اپنے لئے گڑھا کھودا ہے "!امان اتنی زور سے دھاڑا کہ"
رسی میں جکڑے شخص کو لگا کہ اس کے کان سن ہوگئے ہیں۔
م۔میں نے ک۔کچھ نہیں کیا "وہ اپنی صفائی میں بولا۔"
اور جو میں نے دیکھا وہ کیا تھا؟ "اس نے بھنویں اچکائیں۔"
وہ لڑکی آپ کی کون ہے!؟ "اس نے خوف سے پوچھا۔"
بیوی ہے میری !اور امان شاہ کی عزت کو کوئی ہاتھ بھی کیا مخاطب"
کرے وہ یہ برداشت نہیں کرتا "!امان نے بلیڈ کھولا اور اس کی گردن
کے قریب ہاتھ بڑھایا۔ وہ تڑپ کر دور ہوا۔ اسلم پیچھے ہی ہاتھ باندھے
کھڑا تھا۔ امان نے اس کی گردن پر بلیڈ پھیرا کر کراس (×)کا نشان
بنایا۔ درد کے مارے وہ تڑپ رہا تھا۔ خون اس کی گردن سے بہا جارہا
تھا۔ امان کی پوری نگاہ اس کے بہتے خون پر تھی !وہ درد کے مارے
چیخ رہا تھا۔

میری بیوی سے رات گزارنے کی بات کریگا؟؟؟ "امان نے چیخ کر"
کرسی کو لات ماری تو کرسی سمیت وہ شخص زمین پر گرگیا۔
مجھے معاف کردو "!!!!اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھی۔ امان ٹھٹھکا پھر"
یک دم مسکرایا۔
جاؤ معاف کیا "اور اس کے ساتھ اس نے پستول کی دو گولیاں اس"
کے سر پیوست کردیں !ٹھاہ کی آواز سے فارم ہاؤس گونج اٹھا۔خون کے
چھینٹے امان کے کپڑوں پر پڑے۔ اسلم نے کراہیت سے لاش کو دیکھا۔
امان لمحہ بھر اسے دیکھنے کے بعد پلٹا اور پستول اسلم کو پکڑائی۔
دادا اس لاش کا کیا کروں؟؟؟ "وہ اب پوچھ رہا تھا"
دفنادو یا کہیں پھکوادو !مجھے اس سے کوئی غرض نہیں "!اس نے بنا"
مڑے جواب دیا اور فارم ہاؤس سے باہر نکل آیا۔ موبائل پر آتی کال
نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔
عدیل جاوید !بلکل !وہی شخص !مجھے آج ساڑھے پانچ تک فارم ہاؤس"
میں چاہیے "!اس بار بھی بغیر جواب سنے بغیر اس نے فون کاٹ کے
موبائل جیب میں رکھا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اب وہ گاڑی بھگا رہا تھا

کیونکہ اسے زمان کے اٹھنے سے پہلے گھر پہنچنا تھا۔ پندرہ بیس منٹ کے راستہ طے کرکے وہ گھر پہنچا۔ چوکیدار نے دروازہ کھولا اور شہنواز نے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ۔ امان نے بونٹ سے بلیڈ اٹھایا اور باہر آگیا۔ اس کے کپڑوں پر خون دیکھ کر شہنواز کا دل کانپا۔ "یعنی کوئی اللہ کو پیارا ہوگیا "!وہ سوچ کر لرزا۔ امان تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھا اور اندر سے دروازے کو لاک کیا۔ اگر سیڑھیوں پر اسے زمان پکڑ لیتا تو یقیناً سوالوں کی بوچھاڑ کردیتا۔ بلیڈ کو کورٹ کی جیب کے باہر سے ہی ہاتھ تھپتھپا کر اس کی موجودگی چیک کی۔ وہ اب سنگھار میز کے سامنے کھڑے ہوکر شیشے میں خود کو دیکھنے لگا۔ خون سے لپٹا ہوا کالا کورٹ اور اندر وائٹ فل سلیو شرٹ پر تو خون کے دھبہ واضح تھے۔ دونوں ہتھیلیاں سنگھار میز پر وہ رک کر جھکا اور آنکھیں اٹھا کر اپنا عکس دیکھنے لگا۔ اس کی گردن جھکنے پر اس کے بال اس کی آنکھوں پر پڑ رہے تھے۔ ماتھے پر بل ڈال کر وہ اپنی ہی حالت دیکھنے لگا۔ اس نے اپنے ہاتھ دیکھے جو خون سے رنگے ہوئے تھے۔ وہ الماری سے کپڑے نکال کر شاور لے کر آیا۔ وہ بال بنانے آئینہ کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

اس نے لب بھینچ کر اپنی گردن سے کالر ہٹایا کیا۔ وہ نشان !وہ اب تک موجود تھا۔ اسکی سانسیں اٹکنے لگیں۔ وہ زخم جو دس، بارہ سال پہلے اسے دیا گیا تھا اس کا درد وہ روز محسوس کرتا تھا۔ اس نے کرب سے آنکھیں میچیں۔ اس نے تھوک نگل کر شیشہ میں اپنے آپ کو بےچارگی اب تک اس کی گردن پر موجود تھا۔ اس کی M سے دیکھا۔ منہاج کا آنکھیں نم ہونے لگیں،ہونٹ لرزنے لگے۔ حلق میں الفاظ پھنس گئے۔ اس نے کوٹ کی جیب سے بلیڈ نکالا ۔ یہ وہی بلیڈ تھا۔ آنکھوں میں خوف اترا

میری زندگی سے چلے کیوں نہیں جاتے "!!!!!وہ بالوں کو مٹھیوں" میں جکڑے آئینہ کو دیکھ کر کہہ رہا تھا۔ وہ چینخنے لگا۔ "یہ نشان اپنی نفرت کا کیوں ثبت کرگئے"۔ وہ چینخا۔ ہونٹ کانپنے لگے۔

ی۔یہ نشان !یہ کیوں نہیں چلے جاتا میری وجود سے "!!!وہ چینخ رہا" تھا۔

کیوں کی ہماری زندگی برباد !ہمیں برباد کردیا !ہمارا ذہنی سکون چھین" لیا "!وہ چینخ چینخ کر رونے لگا۔ وہ آئینہ کو خوف سے دیکھنے لگا۔

ت۔تم ہنس رہے ہو؟؟؟ تم مجھ پر ہنس رہے ہو؟ تم مجھے نہیں"
مار سکتے !تم نہیں جانتے میں کیا سے کیا بن چکا ہوں۔ اس شہر کی
پولیس مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی تم کون ہو پھر "!آنکھوں سے آنسو
بہہ رہے تھے۔ ہتھیلیوں سے خون رسنے لگا۔ وہ خون آلود نظروں سے
آئینہ کو دیکھنے لگا۔۔

تم نہ میرے ساتھ کچھ کر سکتے ہو نہ زمان کے ساتھ !تم زمان کو"
ہاتھ مت لگانا !میں تمھیں ماردوں گا !م۔میں زمان کو تم سے بہت دور
!کے جاؤں گا !اس کو مت چھونا !میں جانتا ہوں اسکی حفاظت کرنا
م۔میں وارن کررہا ہوں !وہ میرا بھائی ہے !وہ تمھارا کچھ نہیں لگتا
منہاج شاہ "!شاہ ولا امان کی چینخوں سے گونج رہا تھا۔ "وہ میرا بھائی
ہے !وہ اذیت نہیں سہہ سکتا منہاج !اسے کچھ مت کرنا خدارا "!وہ
مکمل پاگل ہوچکا تھا۔ آئینہ صاف تھا لیکن دہشت اتنی تھی کہ اسے
منہاج شاہ کا عکس آئینہ میں محسوس ہورہا تھا۔ اسے لگا جیسے آئینہ کہہ
رہا ہو "تم نے بھی تو اسے اذیت دی تھی "!وہ چینخا "نہیں! میں نے
!نہیں دی اسے اذیت! میں اس سے محبت کرتا ہوں !وہ میرا بھائی ہے

وہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتا ہے تم اسے مجھ سے متنفر نہیں کرواسکتے !اسے کچھ مت کرنا وہ نہیں سہہ پائے گا !وہ تمھاری اذیت نہیں سہہ پائے گا !تم نے جو درد دیئے وہ اب تک تازے ہیں !اب اور نہیں !میں تمھیں ماردوں گا "!وہ بال نوچتے ہوئے اٹھا اور ہاتھوں کر مکا بنا کر شیشہ ہر مارا !چھناکے کی آواز سے شیشہ ٹوٹ گیا۔

اسی دم دروازہ زور سے بجا۔ اس نے مڑ کر دروازے کی سمت دیکھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا اب دروازے کو پیٹ رہا تھا۔

"!دروازہ کھولو امان !تم نے دروازہ کیوں لاک کیا ہے !کیا کیا تم نے دروازہ کھولو !!خدارا "!وہ اب دروازہ توڑنے کی کوشش کررہا تھا۔ امان بوجھل قدموں سے آگے بڑھا اور لاک کھولا۔ زمان نے تیزی سے دروازہ کھولا۔ امان کے ہاتھ زخمی تھے۔ زمان نے امان کو گلے لگایا۔ گلے لگانے کی دیر تھی کہ امان ہچکیوں سے رو دیا۔ زمان نے اسے بیڈ پر لٹایا اور خود اس کے سرہانے بیٹھا۔ اس کا سر اپنی گود میں رکھ اب

زمان وہ ہمیں ماردیں گے !!!زمان یہ نشان کیوں نہیں چھوڑتا ہمارا"
پیچھا "!وہ چیخنے لگا۔
کوئی نہیں مارے گا ہمیں !!!تم نے کمرہ لاک کیوں کیا؟؟ تنہائی"
محسوس ہورہی تھی تو مجھے جگا دیتے "!وہ انگلیوں کے پوروں سے اس
کے آنسو صاف کرنے لگا۔
یہ دیکھو یہ نشان !میری گردن پر !اور تمھاری گردن پر بھی !یہ روز"
ماضی یاد کرواتا ہے زمان !ان اذیتوں کو دہرا دیتا ہے !ہمارا ماضی ہمیں
اذیت دیتا ہے !ہم ایسے بکھرے ہیں کہ دس،بارہ سالوں بعد بھی اپنے
آپ کو سمیٹ نہیں پائے زمان !وہ ہمیں جیتے جی مار گئے !وہ یادوں کی
کرچیاں اب تک یونہی دامن میں پھیلائے گھوم رہے ہیں !یہ یادیں
مٹ کیوں نہیں جاتیں؟ مجھے اذیت ہورہی ہے !میرے وجود سے اس
نشان کو ختم کردو خدارا "!!!!!وہ بلکنے لگا۔
زمان و۔وہ روز رات میں مجھ سے مخاطب ہوتا ہے ! کبھی خواب میں"
کبھی آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے !مجھے خواب سونے نہیں دیتے اور حقیقت
مجھے روز مارتی ہے !کاش رات ہی نہ آئے کبھی !رات ہوتے ہی وہ

مجھے اپنے اطراف میں ظاہر ہوتا ہے زمان !و۔وہ کہتا ہے وہ تمھیں ماردیگا !م۔میں رونے لگ جاتا ہوں !میں تمھیں نہیں کھوسکتا زمان میں کہتا ہوں ایسا مت کرنا خدارا !میں اسے واسطے دیتا ہوں !میں اسے ماہ نور کا واسطہ دیتا ہوں !پھر وہ خاموش ہوجاتا ہے !پھر وہ کچھ نہیں کہتا زمان !وہ ایک طنزیہ مسکراہٹ دیتا ہے جو مجھے اندر تک چھلنی کردیتی ہے !زمان اس سے کہو مجھے تنگ نہ کرے "!زمان کا دل بھر گیا !امان کو تکلیف میں دیکھ کر اس کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔ ن۔نہیں !بلکہ تم مت جانا !وہ تمھیں اپنے ساتھ لے جائے گا !میری" بات سنو !مت جانا کہیں !بس میرے ساتھ رہنا !میں اسے تمھیں لے جانے نہیں دونگا!میری بات مان لو زمان !میں تمھیں پنکھے سے الٹا بھی نہیں لٹکاؤں گا !بس تم اس کے ساتھ مت جانا !منہاج شاہ نام ہی دھوکے کا ہے "!!زمان سے اسکی ذہنی حالت سمجھی نہیں جارہی تھی۔ امان مجھے اچھا لگتا ہے جب تم مجھے الٹا لٹکاتے ہو سچ میں "!زمان نے" اسکی پیشانی کو چوم کر کہا۔

!م۔میں کیا کروں زمان !وہ دھمکیاں دیتا ہے کہ وہ تمھیں ماردے گا"
وہ اذیت دے گا !مجھ سے برداشت نہیں ہوتا !میں تمھیں خود سے
الگ کیسے کروں گا زمان !!کچھ بولو "!وہ دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔
وہ ایک بات بار بار دہرا رہا تھا۔
تم بس میرے ساتھ رہو !بس میرے ساتھ !تمھیں اور مجھے صرف"
ایک دوسرے کی ہی ضرورت ہے "!زمان نے اس کے بالوں پر ہاتھ
پھیرا۔ وہ پرسکون ہوا۔
آؤ میں تمھارا زخم صاف کردیتا ہوں "!وہ اس کا ہاتھ پکڑے اب"
دھیرے سے اس کا زخم پر مرہم لگا رہا تھا۔ دس پندرہ منٹ کے بعد
امان نے سنبھلا۔
"کتنے بج رہے ہیں زمان؟"
پانچ بجنے والے ہیں !تم آرام کرو"!وہ اسکی کمر تھپکتے ہوئے بولا۔"
"!میں تمھارا ساتھ ہوں"
اتنا وقت گزر گیا پتا بھی نہیں چلا۔ وہ پتا نہیں کتنی دیر یوں رویا تھا۔
امان دور ہٹا۔

ن۔نہیں مجھے کہیں جانا ہے !تم جاؤ سوجاؤ !!میں رات تک آجاؤں"
گا "!!وہ تیزی سے اٹھا۔

کہاں جارہے ہو؟؟؟ "وہ حیرانی سے پوچھنے لگا۔"

مجھے کام ہے زمان !میرا پیچھا مت کرنا !اگر مجھے بیچ راستے میں پتا چلا"
"!کہ تم میرا پیچھا کررہے ہو تو میں گاڑی فٹ پاتھ پر دے ماروں گا

وہ چابی اٹھاتا ایک نظر اس پر ڈالتا کمرہ عبور کرگیا۔ زمان ہکا بکا اس کی پشت تکتے رہ گیا۔ وہ اس کی باتیں مجھے سے قاصر تھا۔

انسان تب تک صرف نارمل رہ سکتا ہے جب تک اسے ذہنی سکون میسر ہو!۔ جب یادیں دل دہلا دینے والے ماضی کے ساتھ جڑی ہوں اور نہ کوئی سہارا میسر ہو نہ ذہنی سکون راس آئے تو وہ بربادی کے در پر پہنچ جاتا ہے۔ اور بربادی تک پہنچ جانے والا انسان ایسے سفر کا مسافر بن جاتا ہے جس کی کوئی منزل نہیں۔ وجود کے ساتھ ساتھ ذہن بھی سکون کا طلب گار ہوتا ہے۔ سیگریٹ کے دھوئے سے پورا کمرہ میں دھند چھائی ہوئی تھی۔ سوچوں میں غرق وہ شخص زندگی کے ہر موڑ پر

گرا تھا۔ موبائل کی بپ نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس نے میسج دیکھنے کے لئے موبائل آن کیا۔ شہنواز نے ویڈیو بھیجی تھی !اس نے ویڈیو چلائی۔

مجھے مت مارو !میں نے کیا کیا ہے۔۔۔ "وہ چیخ رہا تھا۔ شہنواز ویڈیو" بنارہا تھا جبکہ باقی گارڈز اسے ماررہے تھے۔۔۔ لاتیں، تھپڑ گھوسوں کی برسات اس پر اب بھی جاری تھی۔ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی تاکہ وہ ان کا چہرہ نہ دیکھ سکے۔

اس کا چہرہ اس طرف کرو"!ویڈیو میں شہنواز نے کہا تھا۔۔ اکبر نے" اس کا چہرہ گھما کر کیمرے کی طرف کیا تاکہ ظاہر ہو کہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ عدیل جاوید ہی ہے۔

ایک حقارت بھری نظر امان نے موبائل ڈالی تھی۔ اس ویڈیو کو دیکھنے پر کہیں بھی پتا نہیں لگ رہا تھا کہ امان شاہ کے آدمیوں نے اسے اغوا کروایا تھا۔ امان چاہتا تھا کہ عدیل جاوید کو وہ خود مارے۔ وہ گیا تھا فارم ہاؤس مگر طبیعت اتنی بوجھل لگی کہ انہیں سمجھا بجھا کر واپس گھر

آگیا۔ شہنواز کو میسج کردیا کہ جب تک مارتے رہو گے تب تک ویڈیو بناتے رہنا۔ شہنواز نے میسج پڑھ لیا تھا کیونکہ اب وہ کچھ لکھ رہا تھا۔ جی دادا "!امان نے میسج پڑھ کر موبائل رکھا اور بستر کے بیک سے" ٹیک لگایا۔ رات ہوچکی تھی اور اب روز کی طرح وہ گہری سوچ میں جانے والا تھا۔ اس نے ترچھی نگاہوں سے ٹوٹے ہوئے شیشے کو دیکھا تھا۔ نگاہیں بے اختیار بوجھل ہوئی تھیں۔ زندگی میں سکوں نام کی کوئی !چیز ہی نہیں تھی

"!اب وہ آئینہ ٹوٹ چکا تھا !اب اس میں منہاج شاہ ظاہر نہیں ہوگا" وہ خود سے دل میں کہہ رہا تھا۔ رات کے سائے پھیل چکے تھے !اور جیسے جیسے دن رات میں تبدیل ہورہا تھا اس مضبوط شخص کو گھبراہٹ ہورہی تھی۔ امان کو اپنے اطراف سے خوف محسوس ہورہا تھا۔ دل میں طرح طرح کے وسوسے جنم لے رہے تھے اور دماغ سوچوں میں الجھا تھا۔ کیوں ہوتی ہے یہ رات !کاش کسی کی زندگی میں رات نہ آئے۔ دن ڈھل رہا ہے امان شاہ !وہ آئے گا !نہیں !میں نے شیشہ توڑ دیا ہے۔ وہ اب وہاں ظاہر نہیں ہوگا "!وہ فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔

مگر وہ میرے اطراف میں ظاہر ہوگا !ہر جگہ " !اس نے تھوک نگلا۔"
آنکھیں نیند سے بوجھل تھی مگر انہیں بند کرتے ہوئے بھی خوف
محسوس ہورہا تھا۔ اسے خدشہ تھا۔۔۔۔۔ !اسے خدشہ تھا کہ اگر وہ اپنی
آنکھیں بھی جھپکے گا تو کہیں وہ پھر سے نظر نہ آجائے۔ تیز ہوا کے
جھونکوں سے اس کے کمرے کی کھڑکیاں آوازوں کے ساتھ بند کھل
ہونے لگیں۔ گھر کے گارڈن میں لگے لمبے درخت ہوا کے زیرِ اثر ہل
رہے تھے۔ دل میں انجانا سا خوف برپا تھا۔ اس نے سیگریٹ مسل کر
ایش ٹرے میں رکھ دی اور گہری سانس لے کر بستر سے ٹیک لگائے
سامنے ٹیرس کی جانب دیکھنے لگا۔ دل بےاختیار زور زور سے دھڑکنے
!لگا۔ نگاہیں جیسے جم گئی ہوں

زمان "!وہ بلند آواز میں اسے پکارنے لگا۔ اس نے نگاہیں موڑنی چاہی"
لیکن نگاہوں ساتھ نہ دیا۔ پہلو بدلنا چاہا لیکن ٹانگیں گویا کانپنے لگیں۔

ہاں؟ "زمان نے اپنے کمرے سے ہی جواب دیا۔"

میرے کمرے میں آجاؤ "!وہ یونہی بے تاثر بولا"

ہاں میں آرہا ہوں "!زمان حالات کی سنگینی کو سمجھ گیا تھا۔ اس نے" لمحہ نہیں لگایا تھا سوچنے میں !وہ اپنا موبائل اٹھا کر اس کے کمرے میں آگیا۔ امان نے مڑ کر بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس کی موجودگی سے بے خبر تھا۔ زمان نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا تھا۔ وہ ہنوز بے سدھ بیٹھا سامنے کالے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ رنگت سفید پڑ رہی تھی۔ اس کی یہ حالت رات ڈھلتے ہی ہوجاتی تھی۔ زمان نے آگے بڑھ کر پردے لگائے اور ٹیرس کا دروازہ بند کردیا۔ نظروں کا ارتکاز ٹوٹا تو وہ ہوش میں آیا۔ نگاہ زمان پر پڑی۔

ت۔تم کب آئے؟ "وہ سٹپٹایا۔ زمان نے بنھویں اچکا کر حیرت سے" اسے دیکھا۔

"!ابھی تو بلایا تھا تم نے !تمھارے کہنے پر ہی تو آیا ہوں"

امان نے بازو سے تکیہ اٹھا کر سر کے نیچے رکھا۔

میں نے تمھیں کب بلایا؟ "امان کے کہنے پر زمان نے حیرانی سے" اسے دیکھا۔

تم نے ابھی مجھے آواز دے کر کہا تھا کہ زمان میرے کمرے میں"
"آجاؤ !تم یقیناً تنہائی محسوس کررہے تھے جبھی تم نے پکارا تھا!؟
وہ بیڈ کے دوسرے سائڈ پر آبیٹھا تھا۔

نہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے میں نے تمھیں نہیں بلایا "!امان سنجیدگی"
سے بولا۔
زمان اس کی بات پر ششدر رہ گیا۔ تو کیا اسے واقعی یاد نہیں کہ پانچ
منٹ پہلے امان نے اسے خود بلایا تھا؟ اور اگر واقعی بھول گیا تھا تو یہ
!کوئی عام بات نہیں تھی
"!ہاں شاید تم نے نہیں بلایا تھا !لیکن میں آج یہیں سونا چاہتا ہوں"
وہ دھپ سے بیڈ پر لیٹا۔
ہاں تم یہیں لیٹ جاؤ !میرے قریب !بازو میں "!امان کے لہجے میں"
خوف تھا جسے وہ چھپانے کی وہ ناکام کوشش کررہا تھا۔ بھائی کی یہ
حالت زمان کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ وہ اٹھ کر اس کے برابر
بستر پر اوندھے منہ لیٹ گیا اور اس کا تھام لیا۔

کس کی یاد آرہی ہے جو میرا ہاتھ یوں پکڑ لیا تم نے "!وہ مسکرا کر"
اس کی سمت دیکھتا ہوا بولا۔
مجھے نیند آرہی ہے امان !آج تھک گیا ہوں !کل بات کرینگے "!وہ"
زبردستی مسکرا کر کہتا ہوا اسکا ہاتھ پکڑ کر آنکھیں موند گیا۔
اسے کیا ہوا؟ "امان کو کچھ عجیب محسوس ہوا۔"
مگر میری تو جیسے نیند ہی اڑ گئی ہے !آنکھیں نیند سے خالی ہیں "!وہ"
پھر سے ٹیرس کے بند دروازے کو تکنے لگا۔ چہرہ بے تاثر تھا۔۔ زمان
نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔
"کیوں؟"
!پتا نہیں !بس تم میرے پاس رہو !مجھے ایسا لگتا ہے تمھیں خطرہ ہے"
میرے قریب رہو !بس !اور میں ابھی کچھ نہیں چاہتا "!زمان نے اس
کی گود میں سر رکھا۔
میں ڈھیٹ ہوں اماں اور یہ لقب تم نے ہی مجھے دیا تھا !مجھے کچھ"
نہیں ہونا !مجھے اس وقت تک کوئی نہیں چھو سکتا جب تک تم میرے
"!ساتھ ہو

"اور میں کب تک ہوں؟"

زمان جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

دماغ کچھ زیادہ نہیں چل رہا تمھارا آج؟ سوجاؤ تم ! تمھیں آرام کی"

ضرورت ہے "اس نے امان کو لٹانا چاہا۔

میں ٹیرس پر جارہا ہوں۔ چھوڑو مجھے "!وہ ہاتھ چھڑھاتا اٹھ کھڑا ہوا۔"

!کیوں؟ میں تمھیں کسی بھی قیمت پر اکیلا نہیں چھوڑ سکتا امان"

خدارا "!!زمان اٹھ کر اس کی طرف آیا۔

تمھیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں "!وہ ایک نظر اس پر ڈالتا"

دراز سے سیگریٹ اور لائٹر نکالنے لگا۔

پھر سیگریٹ پیو گے؟ ابھی بھی کمرہ دھوؤے سے بھرا ہوا ہے "!زمان"

لاچاری سے بولا۔

طلب محسوس ہورہی ہے !یہاں نہیں پیو گا میں !ٹیرس میں جارہا"

ہوں !کچھ وقت تنہا گزارنا چاہتا ہوں !بس کچھ وقت " !وہ جیب میں

رکھتا ٹیرس میں چلا گیا۔

زمان ہکا بکا رہ گیا۔

--------------------*

عدیل نیچے ہے کیا نفیسہ؟؟ "صبور سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تھیں۔"

نہیں بھابھی "!نفیسہ ان کی طرف آئیں۔"

میں کب سے کال کررہی ہوں مگر اٹھا نہیں رہا !شام کو واپس آتا ہے"

آفس سے مگر اب تو رات کے بارہ بجنے والے ہیں "!وہ ماتھے پر بل

ڈالے پریشانی سے بول رہی تھیں۔

آپ اس کے دوستوں سے پوچھیں "!نفیسہ نے مشورہ دیا۔"

نہیں نفیسہ !میں نے سب کو کل کی ہے !وہ کسی دوست کے پاس"

نہیں ہے !جاوید الگ پریشانی میں ہیں !اسکے آفس کال کی مگر وہ کہہ

رہے ہیں شام میں جا چکا تھا !مجھے گھبراہٹ ہورہی ہے "!وہ سینہ مسلتے

ہوئے بیڈ پر بیٹھی تھیں۔۔۔

وہ آجائے گا !آپ فکر مت کریں بھابھی۔۔ "!وہ ان کی کمر سہلانے"

لگیں۔

شانزہ !شانزہ تائی کے لئے پانی لاؤ جلدی سے"!وہ شانزہ کو آواز دینے"

لگیں۔

"!جی امی"

شانزہ جلدی سے پانی کے کر آئی۔

کیا ہوا تائی جان!؟ "شانزہ نے گھبرا کر پوچھا۔"

عدیل نہیں آیا ابھی تک شانزہ !دعا کرو وہ محفوظ ہو !مجھے ڈر لگ رہا" ہے بہت "!وہ رونے لگی تھیں۔

میں پھر کال کرتا ہوں اسے "!نیچے اترتے جاوید صاحب نے پریشانی" سے کہا۔ انہوں نے کال ملائی مگر اس بار بھی ناکام ہوئے۔ گھر میں گہرا سکوت چھا گیا تھا۔ شانزہ کا دل ڈوبا جارہا تھا۔۔ فاطمہ وضو کرکے نماز پڑھنے لگی۔ ناصر صاحب بھی آکر حالات کا جائزہ لے رہے تھے۔

اچانک فون پر بپ ہوئی۔ جاوید صاحب نے اسکرین آن کی۔ سامنے عدیل کا مسیج تھا۔ وہ بےاختیار خوش ہوئے۔ جلدی جلدی سے اسکرین لاک کھول کر واٹس ایپ کھولا۔ایک ویڈیو تھی جو عدیل کی طرف سے آئی تھی۔ انہوں نے اسے کھولی۔ ایک موٹا ڈنڈہ عدیل کے کمر پر مارا جارہا تھا۔ عدیل کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ وہ تڑپ رہا تھا اور یہاں صبور اور شانزہ سمیت باقی افراد بھی تڑپ گئے۔

صبور چیخنے لگیں۔

کیا ہوا ہے؟ یہ کیا ہے تایا ابا "رمشا بھاگتی ہوئی آئی تھی۔ نظر موبائل" پر پڑی تو وہ بھی چیخ اٹھی۔

عدیل کو کیا ہوا ہے؟ یہ کیا ہے تایا ابا؟ کیا ہے یہ؟ ک۔کہاں ہیں" وہ؟؟؟ "اس نے ایک نظر شانزہ پر ڈالی جو پر ہاتھ رکھے سسکیوں سے رورہی تھی۔

ناصر بھائی مجھے ڈر لگ رہا ہے کچھ کریں !جاوید آپ جائیں نا !کہیں" بھی جائیں اسے ڈھونڈ کر لائیں !دیکھیں وہ کتنا تڑپ رہا ہے "!رمشا کی بات کو نظر انداز کرکے وہ چیخنے لگیں۔ جاوید صاحب سے بیٹے کو یوں تڑپتا دیکھا نہ گیا وہ موبائل بیڈ پر پھینک کر صدمے میں چلے گئے۔ ان کی سانسیں گویا اکھڑنے لگیں تھیں

لب کپکپارہے تھے۔

آپ حوصلہ کریں !کسی کو غلط فہمی ہوئی ہوگی اس لئے انہوں نے غلط" بندے کو اٹھا لیا ہوگا !بھلا عدیل نے کیا کیا ہے !آئیں ہم پولیس اسٹیشن چلتے ہیں " !وہ ان کی کمرے سہلانے لگے !رمشا کے آنکھیں رو

رو کر سوج گئی تھیں۔ اسے ایک دم کچھ یاد آیا۔ وہ جھٹکے سے پلٹی اور شانزہ کی قریب آئی !دونوں بازو پکڑ کر اسے جنجھوڑ ڈالا۔ شانزہ ششدر ہوئی۔ رمشا آواز دبا کر بولنے لگی۔

"تم تو ہو ہی منحوس !کہا تھا نا میں نے !بتادو کہاں رکھا ہوا ہے اس کو !اپنے عاشق سے کہو اسے گھر پہنچائے "!شانزہ کو اس کی انگلیاں اپنی جلد میں گھستی ہوئیں محسوس ہوئیں۔ فاطمہ منہ پر ہاتھ رکھے چیخے دبائے رورہی تھی۔

"ک۔کیا کررہی ہو !ک۔ک۔کون سا عاشق؟ "وہ رونے لگی۔ باقی موجودہ افراد کا ان دونوں پر دھیان نہیں گیا کیونکہ وہ دھیمی آواز میں باتیں کررہے تھے۔

"وہی عاشق جس کے ساتھ اس دن گاڑی سے نکلی تھی "!وہ ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولی۔ دماغ میں ایک جھماکا ہوا اور اسے امان اور اسکی دھمکیاں یاد آئیں۔

"مجھے پتا ہے تم نے ہی اسے کہا ہے !جاؤ اب اپنے عاشق سے جا کر !کہو کہ عدیل کو چھوڑ دے !!!عدیل سے سچی محبت تو میں نے کی ہے

مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اتنی گھٹیا نکلو گی کہ عدیل کو اپنے عاشق سے پٹواؤ گی "!دانت پیس کر کہا۔

شانزہ کا دماغ سنسنایا۔ امان؟ اور اس کی دھمکیاں؟ یعنی۔۔۔۔یعنی انہوں نے۔۔ اسکا دماغ لمحوں میں کام کررہا تھا۔ اس نے رمشا کو دھکا دیا اور بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں گئی اور اپنا موبائل چیک کیا۔ اس کے موبائل پر ایک انجان نمبر سے دو مس کالز آئی ہوئی تھیں۔ وہ ٹھٹھکی۔ اس نے خوف سے تھوک نگلا۔ اس نے اسی نمبر پر کال بیک کی۔ کانپتے ہاتھوں سے فون کانوں سے لگایا۔۔۔

ٹانگیں سن ہونے لگیں۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

دو تین بیل پر فون اٹھالیا گیا تھا۔ لبوں پر گویا تالے پڑگئے۔ ہونٹ کانپنے لگے۔

ہیلو "!مقابل شخص کی بھاری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ چپ" رہی۔ کچھ کہنا چاہا تو لفظوں نے ساتھ نہ دیا۔

"!جی جانِ امان !آپ نے کال کی ہے !لگتا ہے خیریت نہیں ہے"

فون کے اس پار موجود وہ ہنسا تھا۔ شانزہ کا دل پھٹنے کے قریب ہوا۔

!آواز نکالی تو منہ سے نکلا تو صرف ایک لفظ

عد۔دیل "اس کا نام سننے کی دیر تھی کہ امان کا چہرہ سخت ہوا۔ اس"

نے کانوں سے فون ہٹا کر اسکرین پر ڈالی اور کانوں پر لگایا۔

منع کیا تھا نا !اس کا نام لینے کو اور اس سے باتیں بگھارنے کو "!وہ"

سپاٹ میں لہجے میں کہہ رہا تھا۔

وہ کہاں ہے؟ "اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔"

کون؟ "وہ انجان بنا"

عدیل "!ہونٹوں نے جنبش کی۔"

بھائی تمھارا ہے یا میرا؟ مجھے کیا پتا !تمھیں معلوم ہوگا "!وہ واقعی اچھا"

کھلاڑی تھا۔ شانزہ کی آنکھیں بھیگنے لگی۔ آنسو گال سے ہوتے ہوئے

زمین کو سراب کرنے لگے۔

!میں جانتی ہوں آپ نے اسے اغوا کروایا ہے !پلیز اسے چھوڑ دیں"

خدارا "!وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔ امان مسکرایا۔

میں نے تو پہلے ہی وارن کیا تھا !لیکن شانزہ ناصر اسے شاید اسے "
مذاق سمجھ رہی تھیں !کوئی بات نہیں !ٹریلر تو دکھا ہی دیا !اب یہ بتاؤ
فلم کب دیکھنی ہے؟ ."وہ زیر لب مسکرایا۔
شانزہ کی ہڈیوں میں سنسنی سی پھیل گئی۔
آپ کیا چاہتے ہیں؟ "وہ دھیمی مگر بے تاثر انداز میں بولی۔"
تم جانتی تو ہو جانم میں کیا چاہتا ہوں !مگر لگتا میری خواہش کی تم"
نے قدر نہیں کی اور دیکھو میں نے کیا کردیا جواباً "وہ تلخی سے مسکرایا۔
آپ جو کہیں گے میں وہ کروں گی !عدیل کو چھوڑ دیں پلیز "!وہ پھر"
سے رونے لگی۔
ایک بات یاد رکھنا شانزہ !محرم تم صرف میری بنو گی !تمھارے وجود"
کی طرح تمھارا دل بھی صرف اور صرف میرا ہوگا "وہ ایک ایک لفظ
چبا کر اسے اپنی بات باور کروا رہا تھا۔ شانزہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر
اپنی ہچکیوں کو قابو کرنا چاہا۔
میں ملنا چاہتا ہوں تم سے !کل تمھارے کالج کے باہر !کالج تو جاؤ گی"
نا؟ یا اپنے بھائی کی واپسی تک گھر ہی بیٹھی رہو گی !اور اگر تم مجھے کل

نہیں ملی تو یاد رکھنا !عدیل شام کے وقت گھر تو پہنچا دیا جائے گا !مگر زندہ نہیں بلکہ مردہ "!سختی سے کہہ کر اس نے فون رکھا۔

ن۔نہیں م۔میں آؤں گی !میں ض۔ضرور آؤنگی "!وہ تڑپ کر بولی یہ جانتے ہوئے بھی کہ سامنے والا بندہ کال کاٹ چکا ہے۔۔۔

ایک محبت کیا کیا کروادیتی ہے اس بات کا علم شانزہ کو ابھی ہوا تھا۔

!درد سے آنکھیں میچ کر، سر گھٹنوں پر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی

--------------------*----------*

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کال کاٹ کر اس نے موبائل جیب میں ڈالا۔ اس نے مسکرا کر چہرا اوپر کرکے بادل سے خالی آسمان کو دیکھا اور آنکھیں میچیں۔ ٹھنڈی ہوا چہرے کو چھوتے ہوئے نکل رہی تھی۔

تم ہی میری خوشی ہو شانزہ !بس تم !اور تم "!وہ دھیمی آواز میں بولا۔

جب تم میرے نکاح میں آجاوگی تو مجھے یوں لگے گا جیسے میں ایک" تنہا،خوفناک اور خاموش رات سے نکل کر ابھرتے سورج اور صبح کی شفق میں آگیا !ضرورت ہے مجھے تو صرف تمھاری !ضد بھی تم !محبت بھی !عشق بھی تم !جنون بھی تم !بس تم ہی تم "!دل میں ایک خوشی سے پھیلی !اس نے گہری سانس لی !جیسے وہ اطراف کی خوشبو اپنے رگ رگ میں بسانا چاہتا ہو۔

بس کچھ دن اور۔۔۔۔ پھر ہم دونوں یہاں ایک ساتھ کھڑے" ہونگے "!وہ شدت پسندی سے مسکرایا۔ آخر رگوں میں خون بھی تو کس کا تھا۔۔۔۔"منہاج شاہ "کا۔۔۔۔۔

--------------------*

جیسے تیسے کر کے رات گزاری تھی۔ رمشا اور شانزہ کے علاوہ کسی کو بھی علم نہیں تھا کہ عدیل کو اغوا کرنے والا امان ہے اور شانزہ امان شاہ کو جانتی ہے۔ ناصر اور جاوید صاحب پولیس اسٹیشن ہو آئے تھے. جب پولیس کو ویڈیو دیکھائی تو انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے پولیس والے بھی درج نہیں کی بلکہ بات گول FIR کا رنگ بدلا ہو !انہوں نے

مول کرنے لگے تھے۔ ناصر اور جاوید صاحب وہاں سے بھی ناکام لوٹے تھے۔ صبور تو رورو کر بے ہوش ہوچکی تھیں۔ فاطمہ بےسدھ پڑی تھی۔ شانزہ کے گال بھیگے ہوئے تھے اور وہ گہری سوچوں میں غرق تھی۔ رمشا دل ہی دل میں شانزہ کو گالیاں دے رہی تھی۔

کیا وہ اب بھی مار کھا رہا ہوگا؟ وہ میری وجہ سے؟؟؟ شانزہ ایک بار پھر رودی!

یہ کیا ہورہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ ایک بندہ جس کے ساتھ صرف دو ملاقات ٹھہرہی تھیں کیا وہ واقعی اس سے محبت کرنے لگا تھا؟ یا وہ صرف اس کی ضد تھی؟؟؟؟ وہ یہ سب سمجھنے سے قاصر تھی۔ وہ اذیت میں ہوگا !شانزہ کو تکلیف ہوئی تھی۔ وہ اٹھی اور اپنے کمرے میں جا کر پھر سے امان کو کال ملائی۔

اس بار پہلی ہی بیل پر اٹھالیا گئی تھی۔

اسے یوں اذیت نہ دیں امان !پلیز !!!!میں آؤں گی کل ملنے مگر"

اسے یوں نہ دیں اذیت !!!!خدارا "!!!!وہ رونے لگی !گڑگڑانے لگی۔

صحیح ہے!اسے صبح گھر چھڑوا دیا جائے گا !مگر ایسا ہوا کہ تم کل کالج" ہی نہ آئیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا شانزہ !جان تو گئی ہی ہوگی "مجھے؟ ہے نا؟

م۔میں آؤں گی !ضرور آؤں گی !مگر کیا آپ کے آدمی ابھی بھی" اسے مار رہے ہیں؟ "وہ ہچکیوں کے درمیاں بولی۔

بلکل !آخر کو شانزہ بی بی میرے کہے پر نہیں اتری تھیں اور رات" کے بارہ بجے اس سے تنہائی میں باتیں بگھارنے میں مصروف تھیں !یہ تو ہونا تھا !بلکل ہونا تھا "!اس نے دانت پیسے۔

شانزہ کا رنگ فق ہوا !تو کیا وہ واقعی معلوم کروایا تھا؟

نہیں۔۔۔ م۔مجھے معاف کردیں مگر یوں نہ کریں !پلیز امان !اسے" مت ماریں !رکوادیں !وہ سہہ نہیں پائے گا امان "!وہ رونے لگی۔ امان !کو لگا اس کا دل پگھل رہا ہے

نہیں میری جان !ایسا اب نہیں ہوگا !مگر تم فکر نہ کرو !وہ زندہ ہی"
"!گھر پہنچے گا

نہیں !!!!نہیں ایسا مت کریں !آپ اپنے آدمیوں سے کہیں کہ وہ"
اور اذیت نہ دیں اسے !خدارا "!!!اس کے رونے میں تیزی آئی۔ امان
کو لگا وہ پگھل رہا ہے۔

"سوچتا ہوں اس بارے میں "

"!!!!نہیں !!!!پلیز"

امان نے ایک گہری سانس لی۔

اچھا"!۔ آخر کو پگھل ہی گیا تھا وہ۔۔۔۔"

شانزہ نے سکوں کا سانس لے کر کال رکھی تھی۔ اس نے موبائل بستر
پر پھینک کر ہاتھوں سے اپنا سر تھاما۔ اب یہ رات بھی اب کاٹنی تھی۔

--------------------*

صبح کے پانچ بج رہے تھے۔ کوئی دروازہ دھڑ دھڑ سے پیٹ رہا تھا۔ وہ
جو کچھ بے سدھ اور کچھ ابھی بھی پریشانی کے عالم میں تھے ان
آوازوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جاوید صاحب بیرونی دروازے کی

جانب بھاگے۔ باہر موجود جو کوئی بھی تھے اب خاموش ہوچکے تھے۔
جاوید صاحب نے حواس باختہ ہوکر دروازہ کھولا تھا !باہر عدیل کھڑا تھا۔
برابر سے ایک گاڑی دھول اڑاتے ہوئے نکلی تھی !قریب تھا کہ عدیل
زمین پر گر جاتا مگر جاوید صاحب نے اسے تھاما !اس کی حالت دیکھنے
والی !پورا جسم پٹیوں میں جکڑا تھا۔ شانزہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی
تھی۔ عدیل کو اندر لے آئے تھے۔ صبور نے اسے گلے لگایا اور پھوٹ
پھوٹ کر رودیں۔ عدیل کی کیفیت اچھی نہیں تھی !وہ نڈھال ہورہا تھا
جیسے ابھی زمین بوس ہو جائے گا۔ ناصر صاحب نے مصلحت سے کام
لیتے ہوئے اسے بیڈ پر لٹادیا۔ شانزہ بھاگتے ہوئے پانی لائی اور رمشا اس
کے سرہانے بیٹھ گئی۔ ماں باپ سے ملنے کے فوراً بعد اس کے دل میں
شانزہ کو دیکھنے کی خواہش جاگی مگر رمشا کو برابر بیٹھا دیکھتے ہوئے وہ کچھ
نہ بولا۔
"پانی پی لیں عدیل !"وہ اس کے قریب آئی۔ عدیل اس کو دیکھ کر
اٹھ بیٹھا تھا۔ ہاتھ آگے بڑھا کر گلاس لیا اور دھیرے دھیرے پانی پی
کر گلاس آگے بڑھادیا۔

کون لوگ تھے وہ؟ "ناصر صاحب نے شروعات کی۔"

پتا نہیں چاچو !بس میری آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی !اور جب وہ" مجھے چھوڑنے آئے تب بھی میری آنکھوں پر پٹی باندھی تھی !دروازہ وہ ہی پیٹ رہے تھے !اور جب انہیں لگا دروازہ کھولنے آپ لوگ آرہے ہیں تو میری آنکھوں سے پٹی اتار کر وہ رفو چکر ہوگئے "! !وہ درد کے مارے کراہتا ہوا بولا۔۔ شانزہ نے نگاہیں جھکائیں۔

انہوں نے غلط اٹھالیا تھا شاید !اور جب انہیں پتا چلا تو اسے چھوڑ" گئے "!ناصر صاحب اب جاوید صاحب سے مخاطب تھے۔ رمشا نے اسے غصہ سے گھورا تھا۔ شانزہ نے تھوک نگلا اور کمرے میں چلی گئی۔

چلو اسے آرام کرنے دیتے ہیں !باہر آجائیں آپ سب "!ناصر سب" کو باہر کے آئے تھے۔ اب وہ سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے اسی موضوع پر گفتگو کررہے تھے۔ صبور شکرانہ پڑھنے چلی گئی تھیں اور فاطمہ کا خوشی سے برا حال تھا۔ وہ ہر تھوڑی دیر بعد اس کے کمرے میں۔ جھانک کر دیکھ رہی تھی۔ شانزہ اپنے کمرے میں آئی اور آئینہ کے سامنے کھڑی ہوگئی !کاش وہ پہلی ملاقات کبھی ہوئی نہ ہوتی !کاش ہم

اس دن ماما کو ڈھونڈنے ہی نہ جاتے یا وہ وہاں سے نہیں گزرتا۔ وہ گھٹنوں میں سر دیئے ایک بار پھر رونے لگی ۔ جانے کتنا وقت بیت گیا! احساس تو تب ہوا جب سرہانے رکھا موبائل پر بپ ہوئی۔ اس نے فون اٹھایا تو سامنے انجان نمبر سے میسج موصول ہوا۔ وہ اس نمبر کو دس سال بعد بھی آسانی سے پہچان سکتی تھی۔ آپ کو محبت کرنے والے یاد نہیں رہتے !یاد تو وہ لوگ رہتے ہیں جن سے آپ شدید نفرت کرتے ہوں اور وہ ان میں سے ایک تھا!۔

"میں نے اپنا کام کردیا ہے اب تم کو اپنا وعدہ نبھانا ہے !بھولنا مت ورنہ امان شاہ سب کا لحاظ بھول جائے گا "!اس کا سانس اٹکا !اس نے موبائل رکھ کر چھت کی طرف دیکھا۔ آنکھ سے آنسو نکلا اور گریبان بگھو گیا۔ یہ کیسا امتحاں تھا۔ اس نے گھڑی کی جانب دیکھا۔ جیسے جیسے وقت بڑھ رہا تھا ویسے ہی اس کے اندر خوف، خدشہ جنم لے رہا تھا۔ اس کے حواس بے قابو ہورہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ گئی اور مرے مرے انداز میں یونیفارم چینج کرکے بال بنانے لگی۔

تم کہاں جارہی ہو؟ "کمرے میں آتی فاطمہ نے حیرت سے دیکھا۔"

کالج "!وہ بظاہر سرسرے انداز میں بولی۔"

"مگر۔۔۔ ابھی عدیل آیا ہے اور تم؟"

تو؟ وہ آگئے ہیں اب تو !اور تم شاید بھول رہی ہو کہ سیکنڈ ائیر کے"

بورڈ کے امتحان ہونے والے ہیں !میری پڑھائی کا حرج نہ ہو اس لئے

"میں چھٹی نہیں کرسکتی

اس کی بات پر فاطمہ کا حیرت منہ کھلا۔ اس کا انداز اور اس کا ارادہ

دونوں ہی مختلف تھا۔ اسے وہ بہت بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔

شانزہ نے بیگ تھاما اور باہر نکلنے لگی۔

"کیسے جاؤ گی؟"

ظاہر سی بات ہے بس آئے گی لینے گھر "!سپاٹ لہجے میں کہتی وہ وہ"

باہر چلی گئی۔ عدیل کو نیچے ہی کمرے میں لٹادیا گیا تھا کیونکہ اس کی

حالت ایسی نہیں تھی کہ اسے سیڑھیاں چڑھا کر اوپر لے جایا جائے۔ وہ

عدیل کے کمرے سے گزرنے لگی کہ آواز آئی۔

"!شانزہ"

ہمم؟ "بے تاثر لہجہ۔"

کہاں جارہی ہو؟ "وہ حیران ہوا"

کالج کے کپڑوں میں ہوں اس کا مطلب کالج ہی جارہی ہوں نا "!اس" کے یوں کہنے پر عدیل کو تھوڑا عجیب لگا۔

مگر میں ابھی آیا اور میری طبیعت !پھر بھی؟ "شانزہ کا دل ڈوبا۔"

عدیل !اب آپ گھر آ تو چکے ہیں؟ اور یہ زخم بھی ٹھیک ہو جائیں" گے !آپ آرام کریں !میں اپنی پڑھائی کا حرج نہیں چاہتی "!عدیل کی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی

مگر میں تمھارا منگیتر ہوں "اس کے ہونٹوں نے جنبش کی۔"

تو؟ منگیتر ہیں تو اپنا نقصان کروا لوں میں؟ اور تو کیا ہوا اگر آپ" میرے منگیتر ہیں تو !میں اب بھی وہی کہوں گی جو میں نے پہلے کہا تھا "!سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے وہ اسے ساکت کرگئی۔

میں جارہی ہوں !اور یہ زخم بھی ٹھیک ہی ہوجائیں گے "!وہ کہہ کر" پلٹ گئی۔ عدیل کے دل چھناکے سے کچھ ٹوٹا۔

وہ آئینہ کے سامنے کھڑا اپنی تیاری کو آخری ٹچ دے رہا تھا۔ بلاشبہ وہ ایک حسین مرد تھا۔ ہینڈسم اور وجیہہ۔ امان اور زمان دونوں بظاہر دیکھنے ، میں بھی ایک جیسے تھے۔ کشادہ چوڑے سینے !چھ فٹ سے نکلتا قد مضبوط بازو، کھڑے نقوش اور مغرور ناک۔ چلنے کا بھی ایک انداز ہو یا بنھویں اٹھانے کر کسی کو تکنے کا !دونوں ہی بھائی ایک دوسرے سے مختلف نہ تھا۔ کبھی کبھی تو گارڈز بھی پہچاننے میں دیر لگا دیتے !مگر زمان فطرتاً شوخ تھا اس لئے اسے پہچاننے میں گارڈز کو اتنا مشکل کا سامنا نہ ہوتا۔ اس کو پہچاننے میں زیادہ سے زیادہ کچھ سیکنڈز ہی لگتے تھے۔ دونوں کی ہی پروقار شخصیت تھی مگر امان اپنے سپاٹ تاثرات سے رعب دار اور سخت مزاج کا لگتا تھا اور زمان اپنے شوخیوں سے زندگی سے خوش بندہ لگتا تھا جس کے لئے اپنی زندگی بھی ایک کھیل تھی اور وہ اسے مزے سے کھیل رہا تھا۔ امان نے ایک نظر اپنی تیاری پر ڈالی اور پرفیوم چھڑکتا کمرے کو مہکا گیا۔ آئینہ میں خود کو دیکھ کر وہ مسکرایا ۔ دماغ میں خیال تھا تو صرف "شانزہ "کا!۔ ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔ کالج کی چھٹی ایک بجے ہوتی ہے تو یعنی شانزہ بھی ایک بجے ہی ملے گی۔

اپنی محبت کا سحر چلایا ہے تم نے شانزہ !اب تو ہونا ہی پریگا میرا "!وہ"
زیر لب مسکراتا گاڑی کی چابی اٹھاتا نکل گیا۔

کیا ہوا شانزہ؟ طبیعت خراب ہورہی ہے کیا؟؟؟ "سبین نے اس کی"
جانب حیرت سے دیکھا۔

نہیں بس یونہی !چھٹی میں کتنا وقت ہے سبین؟ "ایک بار پھر خوف"
نے اسے آگھیرا تھا۔

اب تو دس، پندرہ منٹ بچے ہیں "!سبین کہہ کر اپنا سامان سمیٹنے لگی"
"سر کا لیکچر تقریباً ختم ہوگیا ہے شانزہ اپنا سامان سمیٹ لو"

شانزہ نے اپنا سامان سمیٹ کر بیگ رکھا۔ تھوڑی دیر بعد چھٹی ہوئی تو وہ کالج کے گیٹ کے باہر۔کھڑی ہو گئی۔ سب لڑکیاں گھر کو جارہی تھیں اور جو بس میں جاتی تھیں وہ دھیرے دھیرے بس میں بیٹھ رہی تھیں۔

میرا بھائی پتا نہیں کب لینے آئے گا یار !تم کیوں کھڑی ہو شانزہ؟ تم" تو بس میں جاتی ہو۔ جاؤ بیٹھ جاؤ نا بس میں "!سبین سرسری انداز میں بولی۔

کسی کا انتظار کررہی ہوں "!اس نے کہہ کر نگاہیں پھر سڑکوں پر" دوڑائی۔ کچھ دور کالی گاڑی سے امان شاہ نکلا تھا۔ شانزہ کا دل دھڑکا۔ امان نے اسے دیکھ لیا تھا !اب وہ گاڑی سے ٹیک لگائے شانزہ کے آنے کے انتظار میں تھا۔ سبین نے شانزہ کی نظروں کا تعاقب کیا۔

وہ لڑکا کتنا ہینڈسم ہے نا شانزہ؟ "سبین اشتیاق سے بولی۔"

ہاں !دوسروں کی خوشیوں کو ختم کردیتا ہے بس "شانزہ نے سوچا۔" اس کے حلق میں گویا آنسوؤں کا گولا پھنس گیا ہو۔۔

کیا ہوا کچھ بولو!؟ میں جاکر بات کرتی ہوں اس سے "!شانزہ نے "" حیرانی سے اسے دیکھا !ابھی وہ کچھ بولنے لگی تھی کہ سبین اس کی بات بغیر سنے امان کی سمت جانے لگی۔ قدرے دور کھڑے امان نے اپنی طرف بڑھتی اس لڑکی پر حیرت ہوئی مگر بظاہر اس نے ظاہر نہ کیا۔

"!ہیلو"

امان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور کچھ کہے بغیر نظریں پھر موبائل پر مرکوز کرلیں۔

"سبین نے بنھویں اچکا کر پوچھا۔ امان کی اتنی اکڑ کیوں ہے تم میں!؟ رگیں تن گئیں لیکن وہ خاموش رہا۔

"اتنی اکڑ؟ افففف !دیکھو !نہ تو میں تمھارے پیچھے مررہی ہوں کیونکہ تم جیسے ہزاروں مجھ سے بات کرنے کے لئے بھی تڑپتے ہیں "!سبین کی بات مکمل ہوتے ہیں امان نے جیب سے پستول نکال کر اس کے پیٹ پر رکھی تھی۔ سبین کی سانسیں رک گئیں۔ دور کھڑی شانزہ ساکت ہوئی۔

"اب جاؤ واپس اور اپنی دوست سے کہو مجھ سے ملے ورنہ میں وہی آجاؤگا "!یہ کہہ کر اس نے پستول ہٹائی۔ سبین کے تو طوطے اڑ گئے تھے۔ وہ مرے مرے قدموں سے شانزہ کے پاس آئی۔

"وہ تمھیں بلا رہا ہے"!

"شانزہ نے فکرمندی سے کہا۔ تم ٹھیک ہو؟

"وہ کہہ کر اٹکی۔ ہاں !اس کے پاس پستول؟

ہاں اور اس سے ہی وہ سب کو موت کی گھاٹ اتارتا ہے "!اس نے" بیگ ٹھیک کیا اور آہستہ قدموں سے جانے لگی۔ سبین کا بھائی اسے لینے آگیا تھا تو وہ چلی گئی تھی۔ امان مسکرایا۔ وہ اسے بغور دیکھنے لگا تو کیسی ہو جانِ امان!؟ "اس نے انگلیوں کے پوروں سے اس کے " گالوں کو چھوا۔ شانزہ کو کرنٹ سا لگا۔

ٹ۔ٹھیک ہوں "!اس نے نظریں جھکائیں۔ وہ جس طرف کھڑے" تھے اس طرف کوئی بھی موجود نہ تھا۔

جب تم میری ہوجاؤ گی نا تو تمھیں پھر کسی اور کی ضرورت محسوس" نہیں ہوگی "!شانزہ کا دل کیا پھوٹ پھوٹ کر رودے۔

م۔میں م۔مگر۔۔ "وہ ہچکچائی۔ آنکھ سے آنسو نکلا اور چہرہ بگھو گیا۔"

امان نے بنھویں اچکائیں۔

کیا مگر؟ "لہجہ سخت"

مگر۔۔۔۔ میں پسند کرتی ہوں کسی کو "!وہ روتے ہوئے سر جھکا گئی"

۔ امان نے اس کا بازو پکڑا اور خود سے قریب کیا۔

عدیل کو؟ ٹھیک ہے ہم اس کو ماردیتے ہیں "!شانزہ چینخی۔"

نہیں نہیں !!پلیز امان !نہیں کرتی میں اسے پسند "!وہ روتے ہوئے" بولی۔

جلا دوں گا زندہ اسے "!وہ تلخی سے کہتا مسکرایا۔"

نن۔نہیں !ایسا کچھ نہیں ہے امان !میں آپ کی ہوں صرف آپ" کی "!!اس کے ایسا کہنے پر امان شدت پسندی سے مسکرایا۔

بلکل !آپ بنی ہی امان شاہ کے لئے ہیں !اور امان اپنی واحد محبت کو" بہت جلد پانے والا ہے !آئیندہ منہ سے عدیل کا نام نکلا یا عدیل کے بارے میں کوئی بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا "!وہ انگلی اٹھا کر اسے باور کروا گیا۔۔

ایسا اب نہیں ہوگا "!اسے امان سے بےحد خوف محسوس ہورہا تھا۔"

کس کی ہو تم؟ "اس نے اسے خود سے قریب کیا۔ شانزہ نے خوف" سے آنکھیں میچیں۔

میں نے کہا شانزہ ناصر کس کی ہے "!اس نے دانت پیسے۔"

صرف امان کی "اس نے خوف سے میچی آنکھوں سے ہی جواب دیا" اور امان کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی ۔

"!بلکل"

مم۔میں جاؤں؟ میری بس چلی جائے گی ورنہ "!وہ روتے ہوئے بولی۔"

جا سکتی ہیں آپ !مگر اگلی بار جب بھی بلاؤں تم کو آنا ہے !ورنہ میں"

"آجاؤگا !ٹھیک ہے ؟

شانزہ نے خوف سے اثبات میں سر ہلایا اور بھاگتی ہوئی چلی گئی

میں نے کہا تھا اتنا بھی مشکل نہیں ہوتا "!امان نے مسرت بھرے"

میں کہا۔

*"----------"

"سب ٹھیک ہے تم کیوں پریشان ہو رہی ہو؟"شانزہ نے اپنے تاثرات نارمل کر کے

پوچھا۔

"پتا نہیں مگر مجھے تمھارا لہجہ اجنبی لگ رہا ہے !کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ کیا ہوا ہے؟؟؟"

فاطہ نماز پڑھ کر اس کے بیڈ پر آ بیٹھی۔

"کچھ نہیں بس یونہی !"انداز سرسری تھا۔

فاطمہ نے اسے ترچھی نگاہوں سے دیکھا۔

"عدیل بھائی سے مل لیتی !وہ انتظار کر رہے تھے تمھارا"۔فاطمہ نے اپنے ہاتھ میں پہنی

چوڑیوں کواانگلیوں سے چھوا۔

"انتظار کیوں؟اورابھی میں تھکی ہوئی کالج سے آئی ہوں! تھوڑی دیر آرام کروں گی!"

فاطمہ نے آنکھیں پھاڑیں۔

"کیامطلب کیوں انتظار کررہے تھے؟؟تم بس مل آؤ!وہ کھانا بھی نہیں کھارہے کیاپتا تمھاری موجودگی میں کھالیں!"

"میں بہت تھکی ہوئی ہوں فاطمہ !اور مجھ میں بلکل ہمت نہیں کہ ان سے مل کرآؤں یا انہیں کھانا کھانے پرراضی کروں!!توخدارامجھے فورس نہ کرو!" لہجے میں سختی تھی۔

فاطمہ ششدررہ گئی۔

"تمھیں اچانک سے ہوا کیاہے؟ایک دم بدل گئی ہو؟؟؟؟مجھے توایسالگ رہاہے میں شانزہ سے نہیں کسی اجنبی سے مخاطب ہوں!"فاطمہ اٹھ کھڑی ہوئی۔خفاخفاسی نظر سے دیکھ کروہ مڑکر چلی گئی۔شانزہ نے ایک لمبی سانس لی اوربیڈپر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی۔لب بھینچ کراس نے تھکے تھکے اندازسے اپنے ہاتھوں پر نظر دوڑائی۔

"کروگے جس سے محبت تم!

زمانہ اسی سے الگ کردے گا"

دل ڈوب رہا ہے، امیدیں ماند پڑ رہی ہیں، محبت مر رہی ہے، اور نفرت ابھر رہی ہے!

جب محسوس ہو جائے کہ سارے دروازے بند ہو گئے ہیں تب ہی ساری امیدیں ماند پڑنے لگتی ہیں! راستے ختم ہو گئے ہیں اور محسوس ہوتا ہے کہ اتنا لاچار آپ کبھی نہ تھے جتنے اب ہو گئے۔ مجبوریاں انسان کو اندر سے ختم کر دیتی ہیں۔

"شانزہ عدیل" اس نے زیر لب اپنا نام عدیل کے ساتھ جوڑا۔ چہرے پر ہلکا تبسم پھیلا۔ ایک احساس سے اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی مگر جلد ہی ماند پڑ گئی۔

"شانزہ امان" وہ زیر لب بڑبڑائی مگر پھر جلد ہی نفی میں سر ہلانے لگی۔

"نہیں! صرف شانزہ عدیل" اس نے سختی سے بستر کی چادر کو پکڑا۔

"م۔ مگر۔۔۔۔۔" یہ کہتے ساتھ اس نے سر گھٹنوں پر رکھ کر ہچکیوں سے رونا شروع کر دیا!

زندگی میں سکوں نام کی کوئی چیز نہیں تھی! دکھ، درد پھر دکھ پھر درد! کیا کبھی بھی اسے محبت نہیں ملے گی؟ باپ سے اب امید ختم تھی مگر۔۔۔۔۔

--------------------*

مغرب کا وقت ہونے لگا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور کپکپاتے ہاتھوں سے میز کی لاک شدہ دراز کھولنے لگا۔ اندر موجود چابیوں کا گچھا نکالا تھا۔ ہاتھ مستقل کانپ رہا تھا۔ سرخ بوتی

آنکھوں کے ساتھ اس نے چابیوں کو غور سے دیکھا۔آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکلے تھے۔آنسوؤں میں تیزی اتنی کہ اسے اپنی آنکھیں میچنی پڑیں۔دل میں درد کی تیز لہر دوڑی۔اس نے دل پر ہاتھ رکھا۔یادیں!اور بس یادیں!ایک ہاتھ سے آنکھیں رگڑتا وہ اوپری منزل چلا آیا۔وہ پورشن خالی تھا۔یہیں سے تو سب کہانی شروع ہوئی تھی۔ محبت کا زور بھی یہیں ٹوٹا تھا۔جگہ جگہ جالے لٹکے تھے۔دو لوگ ایک ہی کمرے میں ختم ہوئے تھے۔وہ چاروں طرف دیکھتا ہوا دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا تھا۔سامنے ایک کمرہ تھا جو لاک تھا۔اس نے چابیوں ہر نظر ڈالی۔تھوڑا آگے بڑھا تو ایک اور کمرہ آیا!اس نے کانپتے ہاتھوں سے چابی سے دروازہ کھولا۔ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔مٹی سے لپٹا وہ کمرہ بھی اس کے ماضی میں شامل تھا۔اس نے اندر نظر دوڑائی۔ایک بڑی سی آفس ٹیبل رکھی تھی جس پر صدیوں کی دھول جمی تھی۔منہاج شاہ نے اس کمرے کو اپنا آفس روم بنایا ہوا تھا۔اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔منہاج کی کچھ ڈائریاں رکھی تھیں۔اس نے تمام ڈائریاں کھول کر دیکھیں۔کچھ آفس کی ڈائریاں تھیں۔ایک موٹی ڈائری کھولی جو شاید وہ اس کی اپنی تھی۔اس نے میز کی درازیں کنگھالیں۔ہاتھ مستقل کانپ رہے تھے،اور آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے.جو بھی تھا!مگر منہاج باپ تھا!وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا!"کیا کر دیا بابا آپ نے!ہم سب کو جدا

کر دیا ایک دوسرے سے !خود سے بھی دور کر دیا!"اس نے باپ کی ڈائری اٹھائی اور وہاں سے باہر نکل کر منہاج اور ماہ نور کا کمرہ کھولنے لگا۔اس کا ضبط بکھرنے لگا۔بستر کی چادر خراب تھی۔آخر لمحات میں منہاج یہاں اکیلے رہتا تھا۔دیوار پر خون کے دھبے تھے۔اس کی موت کے وقت وہ دونوں محض چودہ سال کے تھے !اور آج پورے دس سال بعد بھی وہ خون کے دھبے وہیں تھے !خون ! منہاج شاہ کا خون ! جب اس نے پستول کی گولی اپنی کنپٹی پر ماری تھی۔وہ خون کے چھینٹے آس پاس ہر جگہ تھے۔ دیواروں پر، کھڑکی کے سفید پردوں پر ! کچھ تصویریں تھیں جو زمین بوس تھیں اب تک !اس کے مرنے کے بعد امان نے بغیر کوئی تبدیلی کروائے یہ کمرہ بند کروا دیا تھا! ہمیشہ کے لئے۔بس دھول مٹی نے کمرے کر آلیا تھا۔وہ چلتے ہوئے کھڑکی کی جانب آیا۔پردے کو ہلکا سا ہٹا کر باہر جھانکنے لگا۔کھڑکی سے اسے گھر کا گیراج نظر آرہا تھا۔ دماغ میں جھماکا ہوا۔

"نن۔نہیں مینو ! پلیز ! "ماہ نور کھڑکی سے بلکل اسی طرح پردہ ہٹا کر نیچے دیکھ رہی تھی۔

"مینو ! میں کہیں نہیں گئی ! "

"میں چھپ رہی ہوں ! "

"بابا کو مت بتانا ماما کہاں ہیں!"

"ماما آپ پردے کے پیچھے چھپ جائیں! امان اور میں جب بھی یہ گیم کھیلتے ہیں تو میں بھی یہیں چھپتا ہوں! سچی!" وہ بچہ تھا! سو یہی بول سکتا تھا۔

ماہ نور مسکرائی تھی! زمان کو ماہ نور کی وہ مسکراہٹ یاد آئی! اور آج اسے سمجھ آیا کہ وہ اس لئے نہیں مسکرائی تھی کیونکہ اسے زمان کی تجویز پسند آئی! بلکہ اس لئے مسکرائی تھی جیسے کہہ رہی ہو "یہ کھیل دل سے نہیں کھیلا جاتا! درد سے کھیلا جاتا ہے"

زمان کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔

"ماما!" وہ ہمیشہ اسکول سے یونہی چہکتا ہوا آتا تھا۔

"زمان دادا آگئے" وہ ہنستی! زخم سے چور ہی کیوں نہ ہو مگر بچوں کے ننھے سے دلوں میں وہ باپ کے لئے نفرت نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

"ماما آئم ناٹ دادا!!! آئم اونلی زمان!" وہ منہ بنا کر اسے دیکھتا تھا۔ ماہنور کا قہقہہ کمرے میں گونجتا۔

"اچھا میری پرنسز ادھر آؤ!" وہ اسے یونہی چھیڑتی اور زمان جواباً اسے گھورتا۔

"میں اب جا رہا ہوں بابا کے پاس!" وہ مڑتا ہوا باپ کے آفس روم میں جانے کے لئے مڑنے لگا۔

"اچھا سوری نا! ادھر آؤ!" وہ ہنستے ہوئے کان پکڑ لیتی!

"ماما آپ سیریس نہیں ہیں! آپ مذاق میں معافی مانگ رہی ہیں! بابا اچھے ہیں آپ سے! میں اب ماما سے نہیں ملوں گا! بابا از انف فارمی!" وہ زبان چڑاتا ہوا مڑ جاتا۔۔۔

اسی دم جب امان کمرے میں آتا تو زمان دیکھ رہا اسے رک جاتا اور پھر پلٹ کر ماہ نور کو دیکھتا۔ مگر وہ ہمیشہ کی طرح اسے اب بھی چھیڑنے لگی تھی۔

"آجاؤ امان! ماما کے پرنس! ماما کے پاس آؤ" اور امان بھاگتے ہوئے اس کے گلے لگ جاتا!

"اچھا میں پرنسز اور یہ پرنس؟؟؟؟" وہ غصے میں رونے لگ جاتا!

"میں بابا کو بتاؤں گا!!!" وہ روتے ہوئے باپ کے پاس چلے جاتا۔

"بابا!" وہ ڈرامہ باز تو ہمیشہ سے تھا اس لئے ایک کی چار نہیں بلکہ دس کی پندرہ کر کے بتاتا۔۔

"ماما مجھ سے پیار نہیں کرتیں! وہ امان سے کرتی۔ ہیں! انہوں نے مجھے صبح ٹفن میں فرائز کم دیئے تھے اور امان کو زیادہ!" وہ روتے ہوئے اپنا چہرہ باپ کے سینے میں چھپا لیتا! 8 سال کا بچہ تھا مگر باتیں وہ پوری پوری کیا کرتا تھا۔

"ہائے! ماہی نے یہ کیا کیا! خیر آپ کو کیسے پتا چلا کہ آپ کو فرائز کم ملے اور امان کو

زیادہ!؟؟"منہاج مسکرا کر اسے پیار کرتا تھا اور وہ باپ کو متوجہ پا کر اور زیادہ رونے لگتا۔

"میں نے گنے تھے ہم دونوں کے فرائز! میرا ایک کم تھا اور امان کا ایک زیادہ!" وہ روتے ہوئے دکھڑے سناتا اور ایسی ایکٹنگ کرتا کہ اسے اس بات سے صدمہ پہنچا ہے!

"یہ تو بہت غلط بات ہو گئی!"

"ہے نا بابا؟ اب میرے پیٹ میں بھی چکر آرہے ہیں! اب مجھے آپ کی گود میں سونا ہے! آپ کرتے رہیں لیپ ٹاپ پر کام میں آپ کی گود میں سوتا رہوں گا!"

منہاج قہقہہ لگاتا!

"تمھیں پیٹ میں چکر آرہے ہیں؟؟؟"بظاہر حیرانی سے بولتا۔

"ہاں بابا! گھٹنوں میں سر درد ہو رہا ہے مجھے!!! مجھے اب سونا ہے!" وہ یونہی اس کے سینے پر لیٹ جاتا تھا اور آنکھیں بند کر لیتا۔

"میرا بچہ!" منہاج زمان کے ماتھے کو چومتا۔ زمان کو سترہ سال پرانا لمس محسوس ہوا! وہ دیوار سے لگ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ بے سدھ سا!

"بابا" اس کے ہونٹ کانپے۔ اس کی چیخیں نکلنے لگیں۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ پر ہاتھ رکھا اور زور سے چیخنے لگا تاکہ آواز باہر نہ جا سکے۔ وہ شخص جو اپنے بچوں کی

ایک ایک آواز پر "جی" بولا کرتا تھا آن اتنی سسکیوں کے بعد بھی قریب نہ آیا۔

"میں نے چیز کھانی ہے!" وہ ابھی آفس سے آیا تھا! ابھی گاڑی سے اترا نہ تھا کہ زمان غصہ سے بولا۔

"آپ غصہ میں ہیں؟" وہ حیرانی سے پوچھتا۔

"نہیں! بس مجھے چیز کھانی ہے!"

"ہاں ٹھیک ہے میری جان ابھی ماما سے مل لوں اور امان کہاں ہے؟ پھر چلتے ہیں تینوں!" وہ مسکراتا۔۔

"آپ میری بات نہیں مانیں گے؟ کوئی پیار نہیں کرتا مجھ سے!" وہ روتا ہوا مڑنے لگا۔

"ارے ارے! کیا ہو گیا میری جان کو!" وہ زمان کی طرف لپکا اور اس کے ماتھے اور گالوں پر بوسہ دیا۔

"کچھ نہیں ہوا بس آپ کی یہ چھوٹی چھوٹی داڑھی مونچھیں میرے چہرے پر خارش کر رہے ہیں!" وہ گال کھجھاتے ہوئے منہ بنا کر بولا۔۔۔

"ہاہاہا! آؤ چلیں اور امان کو بھی بلا لو!" اسکے بالوں کو بکھیرتا وہ پھر سے گاڑی کی جانب بڑھنے لگا۔

ماضی کو سوچتے ہوئے دھیرے سے مسکرایا۔ آنکھیں رونے لگیں تھیں۔ درد دل میں

بے اختیار بڑھنے لگا۔اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔

"درد ہی کم ہو جاتا اگر کچھ پل اور ساتھ رہ لیتے"

اس نے باپ کی ڈائری اٹھا کر سینے سے لگالی۔

اسی ڈائری کے ہر ورق پر ان کے ہاتھوں کے لمس محفوظ ہونگے۔وہ ڈائری ابھی نہیں پڑھنا چاہتا تھا۔صرف پرانی یادوں کو سوچنا چاہتا تھا۔

سامنے بیڈ کے نیچے ایک ٹوٹی ہوئی تصویر تھی۔وہ یوں گھسیٹتا ہوا آیا اور زمین پر بیٹھ کر بیڈ سے ٹیک لگالیا۔تصویر کی ٹوٹی ہوئی کانچ بکھری پڑی تھی اس نے کانپتے ہاتھوں سے تصویر اٹھائی۔اس پر خون لگا تھا۔وہ ماہ نور کی تصویر تھی۔لال ڈوپٹہ پہنی سائڈ سے جھانکتی ہوئی وہ تصویر منہاج نے اس کی زندگی میں ہی فریم کروائی تھی۔وہ ہر جگہ صرف ماہ نور کو دیکھنا چاہتا تھا۔اس نے اپنے آفس کی ٹیبل پر اس کی تصویر لگائی تھی کہ نظریں بھٹکیں تو بھٹک اس کی تصویر پر جا اٹکیں۔آفس جاتا تو دن میں دس کالز لازمی کرتا۔

"ماما آپ کس سے بات کر رہی ہیں!"

"بیٹا آپ کے بابا سے بات کر رہی ہوں" وہ کہتی اور پھر کان سے فون لگا لیتی۔وہ ایک، آدھ گھنٹے بعد پھر پوچھتا۔

"ماما اب کس سے بعد کر رہی ہیں؟؟"

"ماما آپ کے بابا سے بعد کر رہی ہیں!"

"ابھی تو کی تھی!" وہ حیرت سے پوچھتا۔دوسری طرف منہاج جب اس کی آواز سنتا تو ہنستا۔

"اچھا ٹھیک ہے اب نہیں کرونگی! بس لاسٹ دفع!" وہ اس سے کہہ کر پھر منہاج کو مخاطب کرتی۔

"بچے بلا رہے ہیں منہاج! بعد میں کر لیں گے بات!!"

"ٹھیک ہے!" وہ کال رکھنے لگتا کہ ماہ نور کے دل خدشہ پھیلتا۔

"آ۔آپ ناراض تو نہیں ہے نا؟" کیونکہ وہ جانتی تھی پھر اس کے بعد کیا ہوتا۔

"نہیں ہوں میں!" وہ مسکراتا اور ایک سکون کی لہر ماہ نور کے دل میں پھیلتی۔

"ماما چیز کھانی ہے!" امان ماں کے گلے لگتے ہوئے بولا تھا۔

"بابا آکر لے جائیں گے! آپ کو پتا ہے نا بابا منع کرتے ہیں ماما کو باہر جانے سے!" وہ امان کا گال چوم کر بول رہی تھی۔۔

"ٹھیک ہے پھر میں اور زمان چلے جاتے ہیں!! آؤ زمان!" وہ ہاتھ پکڑ کر باہر جا رہا تھا۔

"نہیں نہیں! میں آرہی ہوں! ایسے مت جاؤ! تم لوگوں کے نخرے بھی تو کتنے اٹھا کر

رکھے تمھارے باپ نے! وہ چادر اوڑھ کر باہر آئی۔ گارڈز لائین سے کھڑے تھے۔ وہ گیٹ کی جانب آئی۔

"دروازہ کھول دیں!" وہ چوکیدار سے کہہ کر انتظار کرنے لگی۔

"آپ کہاں جارہی ہیں بیگم صاحبہ!" گارڈ نے پوچھا۔

"قریب دکان سے آرہی ہوں!"

"سوری آپ نہیں جاسکتیں!! آپ جانتی ہیں منہاج دادا کا حکم ہے کہ ہم آپ کو کبھی باہر ان کے بغیر اکیلے نہ جانے دیں!" وہ مؤدب کھڑا ہو کر کہتا۔

"مگر ہمیں چیز لینی ہے گارڈ بھائی" امان نے اسے معصومیت سے اسے دیکھا۔ ماہ نور کا دل چاہا رو دے! منہاج شاہ, منہاج کی محبت, منہاج شاہ کی سختیاں!

"ہاں تو چھوٹے دادا آپ ہمیں بتادیں! ہم لے آئیں گے آپ کے لئے!"

"ٹھیک ہے ماما انہیں آپ پیسے دے دیں!" امان ماہ نور کو دیکھتا ہوا بولا۔ ماہنور نے پیسے دیئے۔ امان اور زمان اسے اشیاء بتا رہے تھے۔ ماہنور نے روئی روئی آنکھوں سے آسمان کو دیکھا اور کمرے میں چلی گئی۔ رات ہوتے ہی منہاج بھی آگیا۔ اس کی ہمیشہ کی طرح پہلی خواہش اپنے بچوں اور بیوی کا چہرہ دیکھنا اور انہیں چومنا! وہ بچوں کی جانب لپکتا اور انہیں پیار کر کے ماہ نور کے پاس کمرے میں آگیا۔ ماتھے پر بوسہ دے کر اسے کمر سے

پکڑ کر دھیرے سے اپنی جانب کیا۔ماہنور نے اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔

"کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں!"وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"میں نے تمھیں بہت مس کیا"وہ اسکی آنکھوں کو چوم کر بہت پیار سے کہتا۔

"صرف نو گھنٹوں کی تو بات ہوتی ہے روز!اور دن میں بھی آپ فون کرتے ہی تو رہتے ہیں!"

"وقت کاٹنا بے حد مشکل ہوتا ہے تمھارے بنا!"وہ اسے خود سے بھینچتے ہوئے بولا۔

"آج کہیں گئی تھیں تم!؟؟؟"وہ کچھ دیر توقف سے بولا۔ماہ نور کی سانس تھم گئی

"ن۔نہیں"وہ بس اتنا کہہ پائی۔

"ہاں ماما دکان تک گئی تھیں"زمان معصومیت سے کہہ کر دیکھنے لگا۔ماہ نور نے منہاج کی طرف دیکھا جس تاثرات خطرناک حد تک بگڑ رہے تھے۔آنکھوں میں خون اترنے کی دیر تھی!!اور ماہ نور جانتی تھی کہ اس کے بعد منہاج اس کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔

"نہیں منہاج میں ن۔نہیں!زمان جھوٹ کیوں بول رہے ہیں آپ!"وہ غصہ سے اسے دیکھ کر بولی۔

"ہاہاہامیں تو مذاق کر رہا تھا!" وہ کہہ کر ہنسنے لگا۔وہ بے خبر تھا کہ اس کا جھوٹ بھی اس کی ماں کے لئے ایک قیامت ثابت ہو سکتا تھا۔

ماہ نور نے منہاج کی آنکھوں میں دیکھا۔

"دیکھا آپ نے؟ جھوٹ بھی کہنے لگا ہے اب یہ" وہ باقاعدہ رونے لگی تھی۔کیونکہ وہی جانتی تھی کہ اگر منہاج زمان کی بات پر یقین کر لیتا تو صبح پھر اس کا جسم زخم سے بھرا ہوتا۔

"اچھا کوئی بات نہیں! وہ بچہ ہے!" منہاج نے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"نہیں! غلط بات ہے یہ! بچوں کو بچپن سے ہی تمیز سکھانی چاہئے!" وہ زمان کو مارنے کے لئے بھاگی مگر منہاج نے اسے پیچھے سے قابو کیا۔

"چھوڑیں مجھے! میں آج اسے بتاؤں گی کہ جھوٹ نہیں بولتے!" وہ اپنے آپ کو چھڑانے لگی۔زمان ماہ نور کو گھورتا۔

"نہیں اسے چھوڑ دو! کچھ نہیں ہوتا!" وہ اسے بمشکل قابو کر کے اپنے آپ میں قید کر لیتا۔

"بابا چکر آرہے ہیں مجھے!" زمان ایک بار پھر ڈرامہ کرنے لگا تھا۔

"میرے بچے کو چکر آرہے ہیں؟ ہاں بابا! میں گر رہا ہوں! یہ دیکھیں میں بیڈ پر بھی

اب لیٹ چکا ہوں!" وہ سر کو جان بوجھ کر پکڑ کر دبا رہا تھا کہ باپ اسے آ کے بھی پیار کرے۔ وہ مسکرا کر اس کے قریب آتا اور پیار کرتا۔

"بابا" اسی دم امان بھی کمرے آیا اور منہاج کے گلے لگ گیا۔

"امان بابا کی گود میں آ جاؤ!" منہاج نے پکڑ کر اسے گود میں بٹھایا۔ ماہ نور جو پیچھے کھڑی تھی مسکرا دی۔

"مگر بابا مجھے بھی گود میں آنا ہے!" زمان جھٹکے سے اٹھا۔

"نہیں تم لیٹ جاؤ تمھیں چکر آ رہے ہیں!" منہاج ایک نظر اسے دیکھ کر ماہ نور کو دیکھتا جو اب ہنس رہی تھی۔

"نہیں اب نہیں آ رہے بابا!" وہ اس کی گود میں آ بیٹھا۔ منہاج نے امان کی گردن کو چوما مگر ٹھٹھک گیا۔

"ماہ نور اسے بخار ہو رہا ہے! کافی تیز ہے!"

اور ان کتنے سالوں بعد بھی زمان کو یاد ہے کہ جب بھی ان دونوں کو کوئی بیماری آ لیتی تو ان کا باپ ان کا کیسے خیال رکھتا۔

"منہاج مگر یہاں گرمی ہے؟پنکھا بھی نہیں کھولنے دے رہے آپ!"ماہ نور امان اور زمان کی بیڈ کی چادر ٹھیک کرتے ہوئے بولی

"بخار ہے اسے!پنکھا کھولنے سے اسے سردی لگے گی!اور میں اسے اس کمرے میں اکیلا تو نہیں چھوڑ سکتا نا!تم زمان کو ہمارے روم کے جاؤ اور اسے اپنے ساتھ سلا دو!میں امان کو یہاں لے کر سو رہا ہوں!"

ماہنور اپنے شوہر کو دیکھنے لگی۔

"چلیں اسے تو بخار ہے اسے پنکھے میں الٹا سردی لگے گی!مگر آپ بغیر پنکھے کے سو جائیں گے؟یا چھوٹا سا پنکھا لگوا دوں؟"

"نہیں!ہوا پھر امان پر بھی پڑے گی تو وہ سردی سے کانپنے لگے گا!"وہ پریشانی سے امان کو دیکھ رہا تھا۔ماہ نور امان کو چوم کر زمان کو کمرے میں لے گئی۔

"بابا سردی لگ رہی ہے!"امان اس کے قریب آیا۔منہاج نے اس اپنے ساتھ بے حد قریب کر لیا۔

"بابا ساتھ ہیں!رات کو اگر آنکھ کھلے اور کسی چیز کی ضرورت ہو۔تو بابا کو اٹھائے گا پہلے!"وہ اس کے ماتھا چومتے ہوئے بولا وہ اس کا ماتھا چومتا ہوا بولا۔وہ اس کے ماتھا چومتے ہوئے بولا بس یہ لفظ "بابا ساتھ ہیں"۔یہ بات ان دونوں کو اور تحفظ دیتی۔۔۔

نہ صرف اس رات بلکہ ہر وہ رات جب امان یازمان کو بخار ہوتا وہ یونہی بغیر پنکھے دوسرے کمرے میں انکے ساتھ ہی سوتا۔اس نے اپنے بچوں پر کبھی ظلم نہیں کیا! مگر جب ماہ نور اس کی ہی غلطی کی وجہ سے مر گئی تو اسے خدشہ پھیل گیا کہ یہ دونوں بھی مجھ سے دور ہو جائیں گے یا مجھے چھوڑ دیں گے ! وہ ماہ نور کو اس وقت مارا کرتا جب وہ اسکی بات کے خلاف جاتی !اسے گوارا نہیں تھا کہ کوئی اور مرد اسکی بیوی کو غور سے دیکھے !ایسے وقت میں وہ انہیں پبلک میں شخص کو بھی پیٹتا اور گھر آکر ماہ نور پر بھی ظلم کرتا! حد سے زیادہ شدت بھی جان لیوا ہوتی ہے !

وہ سمجھتا تھا کہ مار پیٹ ہی ایک حل ہے ! وہی نشان جو منہاج نے ماہ نور کی گردن پر بنایا تھا اور پھر ان دونوں کی گردن پر بھی بنا دیا۔وہ دونوں چودہ سال کے تھے !اور جس دن ماہ نور مری وہ جو ہر چیز کے باوجود باپ سے محبت کرتے تھے باپ سے نفرت کرنے لگے تھے ! منہاج انہیں مارتا تو کبھی وہ روتے ! کبھی وہ چیختے اور دور ہو جاتے !

منہاج نے ماہ نور کے بنا زندگی گزارنے کا کبھی سوچا ہی نہیں تھا! وہ اسے مارنا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ اس دن بہت غصہ میں تھا! ماہ نور پھر اس کی بات پاس نہیں رکھا تھا۔اور تب جب اس نے اسے بیلٹ سے مارا اور پھر مارتا ہی گیا! پرانے زخم پھرے نہ تھے اور اس پر نئے زخم اضافہ ! وہ وہیں دم توڑ گئی۔اور پھر منہاج شاہ کو محسوس ہوا

"سب ختم" ہو گیا۔ماہ نور کے جسم کو دفنا دیا گیا تھا اور یہاں منہاج کا دل دفنا دیا گیا تھا۔ وہ چیختا، روتا۔ جو شخص دن میں دس کالز اپنی بیوی کو کال کیا کرتا تھا اب وہ صرف اپنے بیڈ پر ٹیک لگائے ماہ نور کی تصویر کو سینے سے بھینچ کر زار زار روتا رہتا

"ہم سے ہماری ماں چھین لی منہاج شاہ!" اور ماہ نور کی موت کے ایک ہفتے بعد اس کے دونوں بیٹے اس کے اوپر چیخ رہے تھے۔

"ن۔ نہیں میں نے نہیں مارا اسے! وہ مجھے چھوڑ گئی! میں کیسے رہوں گا!" وہ چیختا! اور پھر رونے لگ جاتا۔ کبھی کبھی اپنے آپ کو زخمی کر دیتا۔ کمرے میں اب ماہنور کا نہیں بلکہ اس کا ہی خون ہوا کرتا تھا۔ اس نے ماہ نور کی موت کے بعد اس کا کوئی بھی سامان نہیں اٹھوایا۔ ماہ نور کے کپڑے دس سال پہلے جہاں تھے وہ اب بھی وہاں تھے!۔ "تم لوگ مجھے چھوڑ کر مت جانا کبھی!"

"ہم آپ کے نہیں ہیں! ہم صرف اپنی ماں کے ہیں جسے آپ نے مار دیا! وہ سسکتی رہی روتی رہی!!! کیا یہ تھی آپ کی محبت؟؟؟؟" زمان چیخا تھا۔

"تم لوگ مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤ گے! تم دونوں بھی صرف میرے ہو!"

"ہم یہاں سے دربدر ہو جائیں منہاج شاہ!!!! زمان کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گا! میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں! اس کے جسم پر آپ کے دیئے گئے نشانات نہیں دیکھ

سکتا"امان پوری قوت سے چلایا تھااور زمان کا ہاتھ پکڑ کر باہر جانے لگا۔منہاج تیزی سے اٹھااور دونوں کی جانب آیا۔اور پھر وہی ہوا جو ماہ نور کے ساتھ ہوا تھا۔ گردن پر نشان منہاج نے اسی دن قائم کئے تھے!اب وہ انہیں بھی مارتا تھا!کیونکہ اسے ڈر تھا کہ وہ بھی چھوڑ جائیں گے!دور چلے جائیں گے!۔منہاج نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اس دن پہلی دفع اذیت ڈی۔وہ انہیں خود سے قریب کرنا چاہتا تھا مگر انجانے میں خود سے دور کر بیٹھا۔

تم ہمیں اب جتنا بھی مار لو!ہمیں تم سے نفرت ہے منہاج!"امان کے وہ لفظ منہاج کو تپتی دھوپ میں لا کھڑا کیئے تھے۔اور تب منہاج کو سمجھ آیا کہ مار پیٹ سے کوئی آپ کا نہیں ہو جاتا!ماہ نور اسی کی تھی مگر پھر بھی وہ اسے مارتا رہا کہ اسے چھوڑ کر نہ جائے!وہ بچے اسی کے تھے!مگر وہ مارتا رہا کہ اسے چھوڑ کر نہ جائیں۔وہ یہ بھول گیا یہ دنیا اسی کی تھی مگر اس مار پیٹ سے جو وہ سمجھتا تھا کہ وہ اس کے ہی رہیں گے بلکہ وہ اس سے دور ہو گئے!

اس نے پستول اپنی کنپٹی پر رکھی اور بغیر سوچے سمجھے چلادی!؛خون کے چھینٹے جو دس سال پہلے دیوار اور پردے پر آئے تھے وہ اب بھی موجود تھے!مگر رنگ تھوڑا بدل گیا

تھا۔زمان نے کرب سے آنکھیں میچیں۔اسے یاد آیا کہ وہ اپنی باپ کی موت پر ساکت ضرور ہوا تھا مگر امان نے اسکا ہاتھ پکڑا تھا اور لے کر دوسرے کمرے آگیا تھا۔امان سپاٹ لہجے میں بول رہا تھا۔

"تمھیں کیا ہوا! اچھا ہے اب اس گھر سے رونے کی آوازیں نہیں آئیں گی!" زمان بے سدھ سا امان کی گود میں لیٹ گیا تھا اور اسے کے بعد زمان نے جو ہنسی خوشی پیار بھرے پل ماہ نور کی زندگی میں منہاج کے ساتھ گزارے تھے وہی پل اس کے بعد اب وہ امان کے ساتھ گزار رہا تھا۔امان منہاج کی کوئی عادت نہیں چرانا چاہتا تھا مگر اس کے باوجود ساتھ ساتھ وہ منہاج کا پیار کرنے کا انداز بھی چرا گیا۔وہ زمان سے اسی انداز میں لپٹا کر پیار کرتا مگر وقت کے ساتھ ساتھ چونکہ وہ بڑے ہو گئے تھے امان ظاہر نہیں کرتا تھا مگر سب سے زیادہ پیار وہی زمان سے کرتا تھا۔فرق دونوں میں اتنا تھا کہ امان اپنی محبت دکھاتا نہیں تھا اور زمان 24 سال کا ہو کر بھی امان سے یوں لپٹ کر اسے پیار کرتا جس پر کبھی کبھی امان کو چڑ بھی ہو جاتی! وہ اٹھا اور بستر کے اس سائڈ پر آیا جہاں ماہ نور لیٹا کرتی تھی۔سائڈ ٹیبل پر موجود اس کا سامان پڑا تھا۔لوشنز اور کاجل جو اب شاید ایکسپائر ہو چکے تھے۔اس نے وارڈروب کھولا۔ماہ نور کا ایک ایک جوڑا وہاں موجود تھا۔اس نے دھیرے سے اس کے جوڑوں کو چھوا۔ایک لال رنگ کا جوڑا جو وہ اکثر پہنتی تھی

زمان نے اسے سوچنا چاہا۔ کہیں تو ملے گی ماں کی خوشبو۔وارڈ رعب کی درازوں میں ماہ نور کا سارا زیور تھا۔اس نے باپ کے سائڈ کا دروازہ کھولا۔

کوٹ پینٹ، پینٹ شرٹس،اور اس کے نکاح کا سوٹ موجود تھا۔دراز کھولی تو منہاج کی بہت سے گھڑیاں موجود تھیں۔اس نے وہ گھڑی اٹھا کر ہاتھ میں پہنی کی جو منہاج اکثر پہنا کرتا تھا۔

ان دس سالوں میں آج پہلی دفع اسے اپنے باپ کی شدت سے یاد آئی تھی۔مان ماضی میں اتنا غرق تھا کہ اسے پتا ہی نہ چلی کہ اتنی رات ہو گئی !اور اب امان کے آنے کا وقت تھا۔وہ اٹھا اور باپ ڈائری کو مضبوطی سے پکڑ کر جانے لگا۔ایک بڑی سی تصویر دیوار پر لگی تھی۔وہ منہاج اور ماہ نور کی شادی کی تصویر تھی۔جس میں منہاج پھولے نہ سماتا اسے دیکھ کر رہا تھا اور ماہ نور شرم سے لال ہو رہی تھی۔اسے اپنا باپ اور اس کی محبت شدت سے یاد آئی۔دل پھٹ رہا تھا۔

ہم تم کو جو یوں کھو بیٹھے !

تیری یاد ستاتی ہے ہر پل ہر دم !

وہ لمس وہ محبت ہم بھول گئے ہوں گے !

زندگی میں تم تو لازم و ملزوم تھے !

بھول جانے کا سوچ کیسے لیا تم نے!
ایک عمر تمھاری سائے میں ہم نے گزاری ہے!

محسوس ہوا جو منہاج شاہ نہیں بلکہ تصویر میں وہ ہی موجود ہے! امان اور زمان بنے بنائے منہاج شاہ تھے۔ وہی قد! وہی شکل وصورت! مغرور کھڑی ناک! کالے بال! اگر منہاج اور ماہ نور کو کھڑا کر کے اوروں سے پوچھا جائے کہ امان اور زمان ان دونوں میں سے کس کے بچے ہیں! تو لوگوں کے ہاتھ بے اختیار منہاج کی طرف اٹھتے! ماں سے زمان نے صرف معصومیت چرائی تھی۔ اسے باپ اپنے اور امان میں سے کوئی مختلف نہ لگا۔ وہ دونوں اپنے باپ کی جوانی تھے۔ اور یہ بھی ایک تکلیف دہ عمل تھا۔ وہ شخص بچھر چکا تھا جس نے اپنے منہ کے نوالے بھی انہیں کھلائے تھے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ مسکرایا اور آنکھیں پونچتا باہر آ گیا۔ کمرے کو اچھی طرح تالا لگا کر چابی بھی اپنی جگہ رکھ آیا۔ ہارن کی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور وہ ڈائری اپنے کمرے کے بستر کی نیچے چھپا کر گیراج کی طرف بڑھا۔ وہ امان کو بھنک بھی نہیں پڑنے دینا چاہتا تھا کہ وہ اس وقت منہاج کے روم سے آ رہا تھا۔ اسے اپنے باپ کا ماضی کنگھالنا تھا۔ بھلا یہ کوئی نارمل انسان کیسے کر سکتا تھا۔ وہ یہ ڈائری رات میں پڑھنے والا تھا۔

--------------------*

"شانزہ آؤرات کا کھانا کھالو!" وہ اپنے سیکنڈ ائیر کی کتابوں میں گھسی ہوئی تھی سر اٹھا کر ماں کو دیکھنے لگی۔

"کون کون ہے کھانے کی ٹیبل پر؟"

"سب ہی ہیں! عدیل کے سر کی پٹی چینج کر دی ہے وہ بھی آگیا ہے ٹیبل پر!" شانزہ نے لب بھینچے۔

"میں رات میں کھالوں گی ماما! ابھی پڑھ رہی ہوں! آپ کو پتا ہے میرا آخری سال ہے کالج کا!" وہ پھر سے کتابوں میں غرق ہو گئی تھی

"لیکن پھر رات کو کھا لینا بھوکی نہ سونا!!" وہ اسے یاد کراتی چلی گئیں۔

"جی"

تھوڑی دیر بعد موبائل پر بپ ہوئی

اس نے بغیر دیکھے کال اٹھائی

"ہیلو!"

"ہیلو" ماقبل مسکرا کر بولا تھا۔ شانزہ کی ہڈیوں میں سنسنی سی دوڑی۔

"ج۔جی" وہ کانپی۔

"سہم کیوں گئی؟ فکر نہ کرو تم نے ابھی تک کچھ میرے خلاف کام نہیں کیا ہے! بس میں چاہ رہا تھا ایک اور ملاقات کا!"

شانزہ نے آنکھیں پھاڑیں۔

"مگر امان آج ہی تو۔۔۔"

"تو یہ کہ کل آجانا! ورنہ کہیں میں نہ آجاؤں" امان اس کی بات کاٹتا مسکرایا

"نہیں!" وہ ڈری۔ رمشا اس کے پیچھے کھڑی گفتگو سن رہی تھی۔

"تو پھر کل آؤ گی نا؟"

"ہ۔ہاں امان میں آؤں گی!"

"کلج کی واپسی پر"

"جی امان! ڈ۔ڈیڑھ بجے! مگر کچھ مت کیجئے گا آپ خدارا"

شانزہ رمشا کی موجودگی سے بے خبر تھی

رمشا مسکرائی اور خاموشی کمرے سے نکل کر ناصر صاحب کے پاس آگئی۔

"تایا ابا! میں کل یونی نہیں جارہی تو میں سوچ رہی ہوں کہ کل کالج کی واپسی پر ہم لینے چلیں شانزہ کو؟" وہ مسکرائی۔

"ہاں کہہ دو! ویسے بھی میں کل چھٹی ہی کر رہا ہوں عدیل کی وجہ سے!"

"نہیں نہیں! ہم اسے کل سرپرائز دینگے!" وہ بناوٹی مسکراہٹ لبوں پر لائی۔

"ہاں چلو یہ بھی اچھا ہے!" انہوں نے اخبار پر نظریں مرکوز کیں۔

--------------------*

"امان کھانا کھالو! نیچے چلو" امان اپنے کمرے کی ٹیرس پر کھڑا تھا۔ وہ جو کچھ سوچنے میں محو تھا چونکا۔

"ہاں چلو! سنو!؟؟؟ میں چاہتا ہوں تم لاہور والی برانچ کا وزٹ کر آؤ! وہاں کیسے حالات ہیں تمھیں اندازہ ہو جائے گا!" امان جانتا تھا کہ وہ جو چاہتا ہے زمان اسے نہیں کرنے دیگا۔

"وزٹ کرنے کا ارادہ تو تمھارا تھا نا؟" زمان چونکا۔

"ہاں مگر مصروفیت کے باعث وزٹ نہیں کر سکتا! میں چاہتا ہوں تم لاہور کل جاؤ! میں نہیں چاہتا انہیں تمھاری موجودگی کی بھنک پڑے۔ اچانک سے جا کر ہی پتا چلے گا کون کیسا کام کر رہا ہے!" امان ہاتھ میں پہنی واچ کو دیکھتا ہوا بولا

"کل؟؟؟ اتنی جلدی؟ میری تو کوئی تیاری ہی نہیں اور نہ ٹکٹ لیا کک۔ ک"

"ٹکٹ خرید لیا ہے تمھارا! کل صبح کی فلائٹ سے چلے جانا اور سامان تو پیک ہو ہی جائے

دو ہفتوں کی تو بات ہے!"امان نے اسکی بات کاٹی۔

"اچھا چلو پھر جیسا تم کہو! مگر مجھے حیرانی ہو رہی ہے کہ اتنی جلدی!"اس نے بات ادھوری چھوڑی۔

"صبح ہی سوچا تھا بس بتانا بھول گیا تھا! چھ بجے کی فلائٹ ہے کل تمھاری۔آؤ چلو نیچے کھانا کھاتے ہیں ساتھ! پھر دو ہفتوں بعد ہی ساتھ کھانا کھا پائیں گے!"وہ اس کا ہاتھ تھام کے نیچے لے جانے لگا۔یہ اس کی عادت میں شمار تھا۔اس کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنا۔بچپن سے اب تک۔

--------------------*

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زمان ڈائری کے پڑھنے ارادہ ترک کر کے آج جلدی سو گیا کہ صبح کی فلائٹ ہے۔ صبح پانچ بجے امان اس کے کمرے میں آیا۔

"زمان اٹھ جاؤ!! ایک گھنٹے میں تمھاری فلائٹ ہے!"وہ اسے آواز دیتا اس کا پیک ہوا سامان دیکھنے لگا۔ مگر وہ بے سدھ سو رہا تھا۔

"زمان"اس نے پھر آواز دی۔ مگر وہ اس بار بھی نہ اٹھا۔امان چلتا ہوا اس کے سرہانے بیٹھا اور بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"اٹھو یار ٹائم تو دیکھو زمان"

"اٹھ رہا ہوں" وہ کسمایا اور سر اس کی گود میں رکھ دیا۔امان گہری سانس لے کر رہ گیا۔

اس نے سائڈ ٹیبل پر نگاہ دوڑائی تو ایک ڈائری رکھی۔وہ متحیر ہوا اور ڈائری ہاتھ میں لی۔

"تم کب سے ڈائری لکھنے لگے" وہ حیرانی زمان سے پوچھ رہا تھا۔ڈائری کے لفظ سے

زمان چونکا۔قریب۔تھا کہ وہ ڈائری کھولتا زمان نے اٹھ کر جھپٹ کر پکڑی۔

"کچھ دنوں سے لکھنے لگا ہوں !اس کو مت پڑھنا !ساتھ لے کر جاؤ گا" اس نے جھوٹ

بولا۔امان نے بنھویں اچکائیں۔

"اب ایسے کیا دیکھ رہے ہو میں لیٹ ہو رہا ہوں ہٹو" زمان اسنے گھورتا زمین پر کھڑا ہوا

"میرے لئے ناشتہ تو بنوا دو بھوکا جاؤں گا کیا؟" وہ منہ بنا کر بولا۔

"چلو تیار ہو کر نیچے آ جانا" وہ اثبات میں سر ہلاتا مڑ گیا۔زمان نے سکون کا سانس لیا۔

اس نے تیار ہو کر اپنا سوٹ کیس کھولا۔منہاج کی ڈائری اس میں رکھ کر بند کر دیا۔وہ

اب یہ ڈائری لاہور میں ہی پڑھنے والا تھا۔امان اسے ایئر پورٹ چھوڑ کر آیا تھا۔ہاتھ ہلاتا

زمان نے مڑ کر بھائی کو اللہ حافظ کہا تھا۔امان کو دل پر دباؤ محسوس ہوا۔زمان مڑ گیا۔

جاتے جاتے زمان کا دل کیا ایک بات بھائی کو مڑ کر دیکھے۔دو ہفتوں کی دوری آسان

نہیں تھی۔مگر ہمت ہی نہ ہوئی۔امان اپنی جگہ پر ساکت کھڑا اسے جاتا دیکھ رہا تھا مگر

زمان کے قدم مچلنے لگے۔وہ چیخ چیخ کر کہنے والا تھا کہ یا تو وہ اس کے ساتھ چلے یا پھر وہ بھی نہیں جانا چاہتا۔ مگر بھائی کا حکم بھی تو ماننا ہی تھا۔وہ سر جھکائے جلدی جلدی چلنے لگا۔

--------------------*

آج بھی فاطمہ نہیں آئی تھی۔عدیل کی حالت اب بھی ٹھیک نہیں تھی۔وہ جاب پر بھی نہیں جا رہا تھا۔شانزہ کے رویہ سے وہ گھبرایا ہوا تھا۔ایک انجانا سا ڈر تھا کہ اسے میرے علاؤہ کوئی اور تو پسند نہیں آگیا۔وہ اسے جھڑک کر بات کر رہی تھی۔شانزہ کا دل کسی نے مسل دیا تھا جب عدنے اس سے یہ کہا تھا۔

"کیا تم کسی اور؟"عدیل نے خود ہی بات ادھوری چھوڑی تھی۔

"نہیں!اور پلیز میں کسی سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں!"وہ سختی سے کہہ گئی تھی۔اس کا یہ جھڑکنا عدیل کے دل کو خون کے آنسو رلا گیا تھا۔فاطمہ اس کے رویہ سے الگ پریشان تھی۔بدلا بدلا سا رویہ اسے بہت تنگ کر رہا تھا۔ایسے میں رمشا کو چھوڑ ملی ہوئی تھی۔وہ اپنی دوست لائبہ اور علینہ کو ہنس ہنس کر واقعہ سناتی۔علینہ اس سب میں اس کا ساتھ دیتی بلکہ طرح طرح کی تجویزیں بھی اس کے گوش گزار کرتی رہتی مگر لائبہ کو رمشا پر افسوس ہوتا۔

"کتنا ٹائم ہے اور!!؟؟؟"

"کیا ہو گیا شانزہ؟؟؟؟ دو دنوں سے بس تم چھٹی کا انتظار کیوں کر رہی ہوتی ہو؟ اور وہ شخص کون ہے شانزہ؟" سبین نے آنکھیں پھاڑیں۔

"میں جلدی سے گھر جانا چاہتی ہوں سبین! وہ آج بھی ملاقات کے لئے آئے گا! میں تمھیں تفصیل نہیں بتا سکتی بس یہ بتا سکتی ہوں کہ مجھے اس شخص سے ملنے کی جلدی نہیں ہے بلکہ میں گھر جلدی جانا چاہتی ہوں! دیکھو یہ ملاقاتوں کا سلسلہ کب ختم ہوتا ہے! کب اس شخص سے میری جان چھٹتی ہے!" وہ نگاہیں ایک جگہ ساکت کر کے بول رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں چھٹی ہوئی اور مرے مرے قدموں سے چلتے ہوئے باہر آگئی۔ امان وہاں پہلے ہی موجود تھا۔ امان کے نام سنتے ہی اس کے چہرے پر دہشت طاری ہو جاتی تھی۔ وہ آہستہ قدموں سے اس کی جانب بڑھی۔ امان اس کو قریب آتا دیکھ کر گاڑی کو ریورس کر کے کالج کی گلی میں لگانے لگا۔ وہ گلی ویران تھی۔ وہ چلتی ہوئی اس قریب آئی۔

"اسلام علیکم" شانزہ نے سر جھکائے کہا۔

"وعلیکم اسلام! کیسی ہو؟" امان نے ایک انگلی اسکی ٹھوڑی پر رکھ رکھ کر اس کا سر اٹھایا۔

"جج۔جی ٹھیک ہوں! آپ کو کوئی بات کرنی تھی؟"

"بلکل!"

"جی میں سن رہی ہوں!"

"نکاح!"امان نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی۔

"نکاح کیا؟"وہ نا سمجھنے والے انداز میں بولی۔

"کب کرنا ہے نکاح؟کب ماؤں رشتہ تمھارے گھر!"زیر لب مسکراتے ہوئے اس نے اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں بلا کی حیرانی تھی۔

"کیا مطلب آپکا؟مم۔میں نکاح نہیں کروں گی آپ سے!"وہ ماتھے پر بل ڈالے بولی۔

"تو میں کرلوں گا نکاح تم سے!"وہ بنھویں آچکا کر کہتا اسے اپنے قریب کر گیا۔

ناصر صاحب نے گاڑی گلی سے کچھ پیچھے روکی۔

"جاؤ رمشا کالج سے شانزہ کو بلا آؤ".

"نہیں تایا ابا آپ بھی چلیں"وہ گاڑی سے نکل کر ناصر صاحب کے دوسری طرف آئی۔ناصر صاحب گاڑی سے نکلے اور کلج کی گیٹ کی جانب بڑھے۔

وہاں شانزہ کا پوچھا تو گارڈ نے بتایا وہ ایک شخص آیا تھا ملنے!وہ ان سے ابھی یہیں کھڑی بات کر رہی تھی۔ناصر صاحب حیران ہوئے۔

"کون شخص؟"

"ایک لڑکا تھا! بڑی گاڑی میں آیا تھا! میرا خیال ہے اس نے گلی ریورس کیا ہے آپ وہا دیکھ لیں" ناصر صاحب کچھ نہ سمجھتے ہوئے چلتے ہوئے گلی کے کونے تک آئے۔ رمشا کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

"مگر امان!" اس نے بات ادھوری چھوڑی۔

"نکاح نہیں کرو گی تو گھر سے لے جاؤں گا!" وہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس سے بول رہا تھا۔

"مگر میں آپ سے نکاح کرنا نہیں کروں گی! ایک بات یاد رکھئے گا! شانزہ ناصر صرف عدیل جاوید کے لئے ہے۔۔۔" امان مسکرایا کیونکہ اب وہ تہیہ کر چکا تھا کہ وہ اسے کیا کرنا ہے! اسی دم اس کی نگاہ ناصر صاحب اور ان کے برابر کھڑی رمشا کی طرف اٹھی تھی۔ لال ہوتے چہرے سے وہ شانزہ۔ گھور رہے تھے اور رمشا بھی آنکھوں میں فرضی حیرانی لائی۔

"یہ کون ہے شانزہ؟؟؟؟ یہ کس کے ساتھ کھڑی منہ کالا کر رہی ہو جس نے تمھیں کمر سے پکڑا ہوا ہے!" شانزہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔

"نہیں وہ۔۔۔ وہ مم۔ میں!" اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔ امان نے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔

وہ خاموش کھڑا تماشا دیکھتا رہا۔

"اوہ تو یہ وہی ہے جس سے تم راتوں راتوں باتیں کیا کرتی تھیں نا؟" شانزہ آنکھیں پھاڑیں رمشا کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"امان کچھ بولیں! ان سے کہیں ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں ہے" شانزہ کی آنکھ سے آنسو ٹپکا۔

ناصر صاحب اس کو ششدر ہوئے دیکھ رہے تھے۔

چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔

"ہاں تو؟ محبت کرتا ہوں تم سے! دیکھ لو بول دیا سچ!" وہ مسکرایا۔ناصر صاحب کے کانوں دھواں نکلا وہ شانزہ کے قریب آئے اور کھینچتے ہوئے گاڑی میں بٹھایا اور اندھا دھن گاڑی آگے بڑھالی۔امان وہیں رہا جہاں وہ کھڑا تھا۔

"بس دس منٹ اور" وہ گھڑی کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔

--------------------*

ایک تھپڑ شانزہ کے چہرے پر پڑا تھا جس سے وہ زمین پر گری تھی۔۔۔نفیسہ بھاگتی ہوئی آئی تھیں۔

"کیا ہوا" انہوں نے شانزہ کو تھاما

"پوچھو اپنی بیٹی سے کس کے ساتھ گل چھڑے اڑا رہی تھی" وہ پوری قوت سے چیخے۔عدیل بھی لنگڑاتا ہوا آیا تھا اور اب بے یقینی سے سارا منظر دیکھ رہا تھا۔جاوید صاحب اور صبور بھی نیچے آ گئے تھے۔فاطمہ جو نماز کر کے بیٹھی تھی بھاگتی ہوئی آئی تھی۔

"کون تھا وہ لڑکا" وہ اس کے قریب آئے اور اسے بالوں سے پکڑ کر جنجھوڑ ڈالا۔شانزہ کی درد کے مارے چیخیں نکل گئیں۔

"ہوا کیا ہے اسے چھوڑیں! کیا کر رہے ہیں آپ ناصر!" نفیسہ شانزہ کو ان سے الگ کرنے لگیں۔

"تائی آپ دور ہٹیں! وہ کچھ غلط نہیں کر رہے ہیں! ہم جب اسے لینے پہنچے یہ کسی لڑکے کے ساتھ کھڑی تھی! اور وہ لڑکا اسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کیا کھڑا تھا!" رمشا نے بتایا۔وہاں کھڑے سب افراد ششدر رہ گئے۔عدیل کی جان جیسے حلق میں اٹک گئی۔

"اور یہ وہی لڑکا تھا جس کے آدمیوں نے عدیل کو مارا تھا! یہ سب شانزہ کی سازش تھی! وہ عدیل سے منگنی پر کبھی خوش نہیں تھی بلکہ وہ اس سے جان چھڑانا چاہتی تھی! کبھی اس نے اپنے عاشق کے ساتھ یہ سب پلان کیا کہ وہ عدیل کو اتنا مارے کہ اس میں

کوئی عیب آجائے اور اسے چھوڑنے میں آسانی ہو! ہاں مگر عیب تو نہ آیا بلکہ یہ الٹا پکڑی گئیں!" شانزہ اس کے سفید جھوٹ پر بلبلا اٹھی۔

"یہ جھوٹ کہہ رہی ہے" وہ پوری قوت سے چینخی!

عدیل ساکت ہوا۔

"اچھا میں جھوٹ کہہ رہی ہوں؟ تو یہ بتاؤ کہ عدیل سے دو دن سے اتنا روکھی روکھی کیوں ہو؟ اس لئے نا کہ تم اپنے ارادے میں جیت نہیں پائی! سب کی عزت مٹی میں ملادی!" رمشا پھر چینخی اور صدمہ سے سر پکڑ لیا۔

"مم۔ مگر نہیں! تت۔ تم جھوٹ بول رہی ہو! میں عدیل کے ساتھ کبھی بھی یوں نہیں ہونے دے سکتی! اس نے مجھے دھمکی دی تھی! اور اگر میں اس کی بات نہ مانتی تو وہ عدیل کو مار دیتا! مجھے اسکی ہر بات ماننی پڑی ورنہ ہم سب عدیل کو کھو دیتے!" وہ روتے ہوئے گڑگڑانے لگی۔

"جھوٹ بول رہی ہو تم" ایک اور تھپڑ شانزہ کے منہ پر پڑا تھا جس سے اس کا ہونٹ پھٹ گیا تھا۔ ناصر صاحب نے اس کو بال سے پکڑ کر اٹھایا۔ نفیسہ بیگم چینختی رہ گئیں۔

"کاش تم پیدا ہوتے ہی مر گئی ہوتی! یا بے اولاد ہی رہتے!" وہ الفاظ نہیں خنجر تھے جو ناصر صاحب نے اس کی کمر پر گھونپ آئے تھے۔ اس نے تڑپ کر اپنے باپ کو دیکھا

تھا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے" وہ آہستہ مگر پھتر آواز میں بولے تھے۔شانزہ ساکت سی کمرے کی جانب بڑھنے لگی کہ انہوں نے اسے بازو سے کھینچا۔

"اندر نہیں شانزہ! باہر! گھر سے دفع ہو جاؤ! جو اپنے باپ کی عزت نہ رکھ سکے ان اولادوں کو مر ہی جانا چاہیئے!" ایک ایک لفظ کانٹا تھا جو بار بار اس کے جسم میں چبھو یا جا رہا تھا۔اس کی آنکھیں پتھرا گئیں۔۔اس نے مڑ کر عدیل کو دیکھا۔

"عدیل! کیا تمھیں مجھ پر یقین نہیں ہے؟ کیا تمھیں لگتا ہے کہ شانزہ ایسی ہو سکتی ہے؟" عدیل کی نگاہیں اس پر اٹھیں۔وہ ساکت سا اسے دیکھ رہا تھا۔مگر پھر جلد ہی اس نے نگاہیں پھیر دیں۔اب ساکت ہونے کی باری شانزہ کی تھی۔وہ کچھ لمحے اسے ناقابل یقینی سے دیکھتی رہی اور پیر باہر کی جانب موڑ لئے۔اب کچھ نہیں بچا تھا! کچھ بھی نہیں! جب محبت ہی ماننے سے مکر گئی تو اب بھی کچھ بچا تھا؟ نفیسہ بیگم چیختی چلاتی رہ گئیں مگر وہ نہیں رکی اور صحن عبور کر گئی۔

"اب مناؤ جشن نفیسہ کہ تم نے ایک بیٹی کو جنم دیا" کڑوے طنزیہ لہجے میں کہتے وہ کمرے کی جانب مڑ گئے۔

--------------------*

وہ حواس باختہ دس منٹ سے روڈ پر کھڑی تھی۔ بال بکھرے ہوئے اور ہونٹ سے خون رس رہا تھا۔ ابھی وہ کچھ سوچتی ہی کہ ایک گاڑی آ کر رکی۔ اس میں سے نکلنے والے شخص کو سات پردوں کے باہر بھی پہچان سکتی تھی۔ وہ اس کے قریب آیا اور بازو سے پکڑتے ہوئے تقریباً گھسیٹ کر گاڑی میں بٹھانے لگا۔ وہ چینختی چلاتی رہ گئی مگر اس کے کان میں جوں نہ رینگی۔

"چھوڑیں مجھے کک۔ کہاں لے کر جا رہے ہیں!" وہ دروازہ کھولنے لگی۔ امان اندھا دھن گاڑی چلا رہا تھا۔

"ایسا مت کریں! کیوں لے کر جا رہے ہیں اور کہاں؟" وہ رونے لگی۔

"بیوی بنانے لے جا رہا ہوں اور تمھارے سسرال!" آگے کی سمت دیکھتے ہوئے اس نے مختصراً جواب دیا۔

"نن۔ نہیں! مجھے چھوڑیں پلیز!! خدارا ایوں نہ کریں!! مجھے نہیں کرنا نکاح آپ سے!" وہ چینخی! مگر امان نے کان میں جوں نہ رینگی۔ گھر کے سامنے گاڑی روک کر ہارن بجایا۔ چوکیدار نے دروازہ کھولا تو اس نے گاڑی اندر لا کر پارک کی۔ عالی شان

عمارت کو دیکھ کر شانزہ کا دل خوف سے پھٹنے لگا۔امان اترا اور دوسری جانب کا دروازہ کھول کر اسے اتارا۔شہنواز اور سلیم بھاگتے ہوئے آئے!

"قاضی اور گواہوں کا انتظام کرو!" وہ حکم دیتا اسے کھینچتا اپنے کمرے میں لے آیا۔

ایک ہاتھ گلے پر رکھ اس نے اسے خود سے قریب کیا۔

"آج کے دن تم میرے نام کر دی جاؤ گی!اور اس کے بعد اگر زبان پر عدیل کا لفظ آیا تو امان شاہ ہر کھیل کا ماہر کھلاڑی ہے" دانت پیس کر کہتے ہوئے اس نے شانزہ کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔شانزہ کو اسکی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس ہوئیں۔حلق سے ایک لفظ ادا نہ ہو پایا۔

"آج کے بعد تمھارے لب "امان" کا نام دہرائیں گے!وہاں جاؤ گی جہاں امان اجازت دے گا!اور امان صرف وہاں اجازت دے گا جب وہ خود تمھارے ساتھ ہو گا!میرے پیچھے اس گھر سے باہر قدم نکالا تو یہ ٹانگیں کاٹ ڈالوں گا!اور یہاں سے بھاگنے کا سوچنا مت کیونکہ جب میرے اندر غصہ جنم لیتا ہے تو میں وحشی درندے کا روپ لے لیتا ہوں" وہ کہہ کر پلٹا، مگر جاتے جاتے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"میں کمرے کا دروازہ لاک نہیں کر رہا کیونکہ میں جانتا ہوں اب تم میری قید سے قیامت تک نہیں نکل سکتی!" وہ کہہ کر چلا گیا۔

شانزہ گویا اپنے حواس کھونے لگی۔۔

اس ایک گھنٹے میں کیا کیا ہو چکا تھا اس کی زندگی میں۔۔۔۔

ایک ہی وقت میں زندگی کا دوسرا رخ دیکھنے کو مل گیا تھا۔

"نن۔ نہیں مجھے جانا ہے! مم۔ مجھے یہاں نہیں رہنام" وہ رونے لگی۔ بھاگتی ہوئی دروازے کی طرف آئی۔ گارڈز سیڑھیوں پر ہی کھڑے تھے۔ وہ سہم کر پھر اندر آ گئی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے! زمین پر سر پکڑ کر بیٹھتی چلی گئی۔

--------------------*

وہ سارا دن بزی ہی رہا۔ رہ رہ کر نظر منہاج کی ڈائری پر پڑتی۔ مگر وہ آج وقت نکال لے گا اسے یقین تھا۔ شام ہونے کو تھی اور اسے شدت سے رات کا انتظار تھا۔ امان کو کال کی تھی مگر امان شاید مصروف تھا اس لیے زیادہ بات نہیں ہو پائی۔ وہ ڈائری جس میں ایک شخص کی موت تک لکھے گئے الفاظ موجود تھے۔ جن میں آنسو بھی تھے! خوشی بھی تھی! خون بھی تھا! اور سکون بھی تھا۔ وہ ان لفظوں کا مطلب نکال لے گا اسے یہ بھی یقین تھا۔ اس کا باپ اتنا ظالم نہیں تھا وہ یہ بھی جان لے گا! ماضی منہاج کو بھی کھا گیا تھا وہ یہ بھی جان لے گا! دردِ دل بڑھ جائے گا وہ یہ جانتا تھا! مگر وہ حقیقت جان کے رہے گا اس نے یہ ٹھان لیا تھا۔

--------------------*

وہ کمرے میں آیااوراس کے آگے چار پانچ شاپنگ بیگز رکھے اوراس کے سامنے بیڈ پر بیٹھا۔وہ سہم گئی۔اس نے ڈوپٹہ اپنے شانوں پر ٹھیک طرح اوڑھااور برستی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ان میں شادی کے جوڑوں کے ساتھ کچھ اور بھی سامان ہیں۔چونکہ میں مرد ہوں تو میک اپ کااتنا نہیں پتا تھااس لئے تقریباًسارا ہی اٹھالایا۔شادی کے دو جوڑے ہیں! ایک سفید ہے اورایک لال!گھر میں عورتیں نہیں ہیں میری اس لئے مجھے علم نہیں ہے شادی کے موقع پر زیادہ تر کونسا رنگ پہنا جاتا ہے!"وہ بس بولا ہی جارہا تھااور شانزہ اسے ہونقوں کی طرح دیکھ رہی تھی۔

"مگر مجھے نکاح نہیں کرنا!"وہ چیخی۔

"یہ لال جوڑا مجھے بہت اچھالگ رہا ہے ایسا کرنا ابھی یہ پہن لینا"اس نے جوڑا نکال کر اپنے آگے رکھا۔

"میں پہنوں گی ہی نہیں یہ جوڑا"وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی بولی۔

"بیوٹیشن آرہی ہے کچھ وقت میں ! تمھیں تیار کر جائے گی ! بہتر یہی ہے کہ تم شاور لے کر یہ جوڑا پہن لو ! کیونکہ نکاح کی مجھے بے حد جلدی ہے !" وہ اس کی بات اگنور کئے اپنی دھن میں کہہ رہا تھا۔

اس کی آنکھیں لال ہو گئیں۔

"میرے ساتھ زبردستی کریں گے ؟" وہ دھیمے مگر ٹوٹے لہجے میں بولی۔

"آج سے پہلے تمھاری سنی ہے کیا؟" گہری نگاہ اس پر ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"مم۔مجھے نہیں کرنی شادی ! مم۔مجھے گھر چھوڑ آئیں ! آپ کی وجہ سے ہوا ہے سب ! میں اور عدیل بہت خوش تھے مگر درمیان میں آپ آئے امان !" وہ چیخی مگر وہ اس سب میں یہ بھول بیٹھی کہ جس نام کو لینے کے لئے اس نے منع کیا تھا وہ اس نے ایک بار پھر لیلیا تھا.

"گارڈز" وہ اتنی زور سے چیخا کے شانزہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔دو گارڈز اندر آئے۔

"جی دادا !"

"تیز دھار والا چاقو لاؤ اس کی زبان کاٹنی ہے" شانزہ کی تڑپ سے چیخیں نکلیں۔۔

گارڈز نے جیب سے ہی نکال کر دیدیا۔امان نے انہیں جانے کا اشارہ کیا اور اس کے قریب آیا۔وہ تھوک نگلتے ہوئے پیچھے ہوئی۔

"منہ کھولو"اس نے شانزہ کو جبڑے سے پکڑ کر خود کے قریب کیا۔

"کیوں"وہ درد سے کراہی۔

"اب نہیں نکلے گا عدیل کا نام تمھاری زبان سے ! منہ کھولو"وہ چیخا۔

"امان ! امان نہیں ! معاف کر دیں امان۔۔۔۔۔خدارا ! اب کبھی بھی نہیں ہو گا میرا آپ سے وعدہ ہے !"وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

"آواز بند اب !"اس نے چاقو نیچے کیا۔شانزہ نے منہ پر ہاتھ رکھا تاکہ آواز نہ آئے۔

"مجھے ابھی بھی آواز آرہی ہے !"وہ سختی سے بولا۔

"میں نہیں رو رہی نا"وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔

"ہاں ہنس رہی ہو تم تو"وہ طنزیہ بولا۔

"میں جا رہا ہوں دس منٹ میں بیوٹیشن آجائے گی ! شاور لے کر کپڑے چینج کرو ! کچھ گھنٹوں میں نکاح ہے ہمارا"وہ کہہ کر پلٹ گیا۔شانزہ نے روتے روتے دیوار سے ٹیک لگالی۔

--------------------*

"21جون"

"ہائے ڈائری! میری آج تم سے پہلی ملاقات ہے۔اوہ میں نے تمھیں نام نہیں بتایا۔ میرا نام منہاج سمیع ہے کیونکہ میرا پاپا کا نام سمیع شاہ ہے۔اس لئے میرا نام بھی منہاج سمیع شاہ ہے! لیکن مجھے سمیع نام اپنے آگے لگانا زیادہ پسند نہیں اس لیے میں سب کو اپنا نام "منہاج شاہ" بتاتا ہوں! کیا تم میری دوست بنو گی؟ میں ماما سے کہتا ہوں مجھ سے بات کریں لیکن وہ کہتی ہیں ان کے پاس میرے لئے وقت نہیں! وہ مصروف رہتی ہیں! بابا اور ماما کی اکثر لڑائی رہتی ہے اس لئے بابا آفس سے دیر سے آتے ہیں جبھی میں ان سے مل نہیں پاتا! میں چاہتا ہوں کہ کوئی میری باتیں سنے اور سمجھے! لیکن لگتا ہے نہ بابا کو اور نہ ماما کو مجھ سے دلچسپی ہے۔کل میں بہت رویا اور ماما سے کہا کہ کوئی تو میری باتیں سنے اور آج انہوں نے اتنی پیاری سی ڈائری میرے حوالے کی اور کہا کہ میں ڈائری لکھا کروں!! ارے میں نے تمھیں اپنے باری میں کچھ نہیں بتایا۔میں 10 سال کا ہوں اور پانچویں کلاس کا میں پڑھتا ہوں۔میرا پسندیدہ رنگ بلو ہے! ٹیچرز مجھے کہتی ہیں کہ میں بہت ذہین ہوں۔

بائے ڈائری ماما مجھے رات کے کھانے کے لئے بلا رہی ہیں۔لگتا ہے آج بابا غصے میں ابھی تک گھر نہیں آئے۔ہم کل ملیں گے۔تمھارا بہترین دوست جو صرف تمھارا ہے

منہاج"

زمان نے صفحہ پلٹا۔

"22جون"

"ڈائری تم بہت موٹی ہو ہاہاہا"

زمان پڑھ کر بے اختیار مسکرایا۔

"23جون"

"سوری ڈائری میں نے تمھیں موٹی کہا۔ لیکن تم مجھے موٹی اچھی لگتی ہو۔ میرے کچھ دوست بھی ڈائری لکھتے ہیں لیکن ان کے پاس میری جتنی موٹی ڈائری نہیں! وہ اپنی پوری زندگی اپنی پتلی سی ڈائری میں نہیں لکھ پائیں گے! انہیں کچھ عرصے بعد ہی دوسری ڈائری خریدنی پڑ جائے گی! مگر میں نہیں سمجھتا۔ میں اپنی پوری زندگی کی کہانی تمھارے صفحوں پر ہی لکھنا چاہتا ہوں۔ وہ ڈائری بدل کر نئی لیتے جائے گے جیسے کوئی دوست بدل رہے ہوں۔ مگر مجھے صرف تم پسند ہو! میں تمھاری جگہ اور کسی کو نہیں دوں گا! ویسے ایک بات تو بتاؤ! کیا میں واقعی بہت بولتا ہوں؟ میری ٹیچرز کہتی ہیں کہ میں بڑی بڑی باتیں کرتا ہوں۔ وہ مجھ سے پوچھتی ہیں کہ مجھے کیا ہوا ہے!؟ اور پھر

پوچھتی ہیں کہ یہ باتیں تم نے کہاں سے سیکھیں! ڈیئر ڈائری میں ابھی صرف دس سال کا ہوں اور مجھے نہیں لگتا کہ یہ باتیں میں نے کہیں سے سیکھی ہیں۔ میری ماما کو بابا بلکل بھی نہیں پسند۔ وہ ان سے بد تمیزی کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ بابا ان کو طلاق ریں۔ ڈیئر ڈائری! یہ طلاق کیا ہوتی ہے؟ کیا اس کے بعد ماما بابا سے نہیں ملیں گی؟! مجھے ماما بہت پسند ہیں اور بابا بھی! مگر وہ سارا دن فون پر بھی بابا سے لڑتی ہیں اور کہتی ہیں کہ وہ انہیں چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ مجھے ڈر لگتا ہے مگر میں کبھی خاموش رہتا ہوں اور کبھی چھپ چھپ کر رو لیتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا ماما ہمیں چھوڑ کر جائیں۔! کل میرے اسکول میں پیرنٹس ٹیچر میٹنگ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ماما اور بابا دونوں میرے ساتھ چلیں۔ میرے سارے دوست ہمیشہ اپنے ماما پاپا کے ساتھ آتے ہیں! اور وہ تو ساتھ گھومنے بھی جاتے ہیں مگر میری ماما پاپا سے لڑتی ہیں جو مجھے پسند نہیں۔ آج بابا آئیں گے تو میں ان سے کہوں گا۔ ماما کو منانا مشکل ہے مگر امید ہے وہ مان جائیں گی۔ بائے بائے۔ (اور آگے دل کا بنایا ہوا تھا)"

تو کیا دادا اور دادی ایک دوسرے کے ساتھ خوش نہیں تھے؟ زمان کے دماغ میں جھماکا ہوا۔

"23 جون رات کا وقت"

"مبارک ہو تم کو بابا اور ماما مان گئے! میں ماما کے سامنے اتنا رویا کہ ماما کو ماننا پڑا۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ میں اپنے دوستوں کی طرح اپنے پیرنٹس کے ساتھ جاؤ گا۔ بابا نے کہا ہے وہ واپسی میں آئس کریم بھی کھلائے گے! بائے ڈائری! رات ہو گئی ہے اور اب مجھے لگتا ہے کہ خوشی کے مارے مجھے نیند نہیں آنے والی! میں تمھیں کل بتاؤں گا ابھی کے لئے خدا حافظ"

زمان نے تیزی سے صفحہ پلٹا! وہ جاننا چاہتا تھا کہ اگلا دن اس کا کیسا گزرا۔

"26 جون" یہ تو 26 کی ہے! 24 کی کدھر ہے؟ وہ ڈھونڈنے لگا۔ شاید منہاج نے لکھی ہی نہیں تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"26 جون"

"کیسی ہو ڈائری؟ مگر میں ٹھیک نہیں ہوں۔ مجھے رونا آرہا ہے۔ مجھ سے کوئی محبت نہیں کرتا! ہم اس دن گئے تھے میٹنگ میں مگر ماما اور بابا وہاں سب کے سامنے جھگڑنا شروع ہو گئے تھے۔ میری ٹیچرز اور دوست انہیں دیکھ کر حیران ہوئے تھے اور دوست دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ میں بہت رو رہا ہوں ڈائری! آئم سوری میں میرے آنسو تمھارے صفحے گیلے کر رہے ہیں۔ لیکن یہ سوکھ جائیں گے کوئی بات نہیں۔ میں

کل اسکول گیا تھااور میرے دوست مجھے دیکھ کر ہنس رہے تھے۔میں اب اپنے ماما اور پاپا کو کہیں لے کر نہیں جاؤ نگا! وہ دونوں لڑتے رہتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔میں ان سے اتنا ناراض ہو گیا ہوں اب کہ میں نے کل رات کا کھانا بھی نہیں کھایا اور آج صبح کا ناشتہ بھی نہیں کیا۔لیکن میں چھوٹا ہوں نا؟ تو میرے جسم کے اعضاء بھی چوٹے ہیں۔اب مجھے بھوک لگ رہی ہے مگر ماما کو میری فکر نہیں۔ اب دوپہر ہو گئی ہے سوچ رہا ہوں کہ ماما کی غیر موجودگی میں کھالوں تھا کہ انہیں خبر نہ ہو۔مجھے امید ہے بابا مجھے کال کریں گے اور کہیں گے کہ کیا میں نے کھانا کھایا؟۔میں ناراضگی سے کہوں گا نہیں پھر دیکھنا وہ آج میری وجہ سے جلدی آئیں گے اور میرے لئے چیزیں بھی لے آئی گے۔میرے پاس بہت سارے بڑے موبائل ہیں۔مگر مجھے ان میں اپنا دوست نہیں مل سکا جو مجھے تم میں مل گیا۔کیا میں زیادہ بول رہا ہوں؟ لیکن تم بہت اچھی ہو! کم از کم یہ نہیں بولتی کہ منہاج بس کرو میرے سر میں درد ہو رہا ہے! ہاں ماما ضرور کہتی ہیں۔اور پتا ہے کیا اب میں رو نہیں رہا! اب میں بابا کی کال کا انتظار کر رہا ہوں! لو میرے موبائل کی بیل بجی رہی ہے۔میں آتا ہوں"

"بابا کا فون تھا وہ میرے لئے آج گھر آرہے ہیں! ماما ان کے گھر آنے کا سن کر کسی پارٹی میں چلی گئی ہیں اب گھر میں صرف میں اور ملازم ہیں۔یہ پہلی دفع نہیں ہے! خیر

چھوڑو سب ٹھیک ہے! ایسا تو ہو ہی جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ یونہی کرتی ہیں!۔ میں ہوم ورک کرنے جارہا ہوں اللہ حافظ"

زمان نے ایک ساتھ کرنے صفحات آگے کئے۔

"22اگست"

"آج ماما پاپا پھر لڑے اور میں روتا رہا"

"23اگست"

"میں روز کی لڑائیوں سے تھک گیا ہوں! میں اب اندھیرے میں چیختا ہوں! کیا میں پاگل ہو گیا ہوں؟"

"26اگست"

"اگر میں نہیں ہوتا تو کیا پھر ماما پاپا کے ساتھ خوش ہوتیں؟"

"28اگست"

"ماما چینختی ہیں! مجھ پر بھی اور پاپا پر بھی"

اس نے پھر بہت سے صفحات آگے کئے

"آج میں گیارہ سال کا ہو گیا ہوں اور پاپا چاہتے ہیں کہ ہم تینوں مل کر کہیں لنچ کریں۔ پاپا نے ماما سے کہا مگر ماما کہتی ہیں کہ وہ یہ سب کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں جبکہ انہیں طلاق چاہیئے۔اور آج کا دن بھی برباد ہو گیا۔ خیر چھوڑو سب ٹھیک ہے! ایسا تو ہو ہی جاتا ہے"

زمان نے ایک صفحہ آگے کیا۔

"5 اکتوبر"

"میں تکلیف میں ہوں۔ طلاق کا مطلب جو جان گیا ہوں۔ پاپا خاموش ہیں کیونکہ ماما کی ضد بہت بڑھ گئی ہے۔ لگتا ہے پاپا میری ماما کو بہت چاہتے ہیں۔ میں بہت دکھی ہوں! ماما اس دن غصے میں تھیں! مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔ میں نے ان کی گود میں سر رکھا تو انہوں نے میرا سر جھٹک دیا اور کہاں پتا نہیں کیوں میں مصیبت پیدا ہو گیا ہوں! میں رو رہا ہوں ڈائری! میں اور زیادہ رونا چاہتا ہوں۔ میں تو صرف روتا ہی رہتا ہوں۔ کیا میں پاگل ہوں ڈائری؟ خیر چھوڑو سب ٹھیک ہے! ایسا تو ہو ہی جاتا ہے۔"۔

زمان نے تھوک نگلا اور پھر سے بہت سے صفحے آگے کئے۔

"میری دکھ درد کی ساتھی بھی صرف تم ہو!اور تم بھی صرف میری ہو۔کاش میری ایک چھوٹی سی بہن ہوتی۔مجھے بہنیں بہت پسند ہیں۔میں نے ماما سے کہا کہ وہ مجھے اللہ میاں سے بہن کے کر دیں مگر انہوں نے جواب میں مجھے تھپڑ مار دیا۔خیر چھوڑو سب ٹھیک ہے!ایسا تو ہو ہی جاتا ہے۔جب میں بڑا ہو جاؤں گا تو اللہ میاں سے اپنے لئے بہت ساری بیٹیاں خریدوں گا"

زمان ایک وقت میں بہت آگے سے کتاب کھولی۔اس سے یہ باتیں پڑھنا اب ناممکن ہو رہا تھا۔اس نے منہاج کی زندگی کے کچھ سال آگے کئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"9 ستمبر"

"وہ چلی گئیں۔میرے ساتھ سترہ سال گزار کر وہ مجھے اور پاپا دونوں کو چھوڑ گئیں۔آج میں پاپا پر پہلی بار چیخا۔میں اپنی اندر کی بھڑاس نکالنا چاہتا تھا۔میں نے پاپا سے کہا اگر آپ نے ان پر ہاتھ اٹھایا ہوتا تو وہ سہم اور جدائی کا نام دوبارہ نہیں لیتی۔پاپا کی آنکھیں جیسے پتھرا گئی تھیں۔شاید وہ میری بات سے متفق تھے۔اگر میری بیوی مجھے چھوڑ جانے کا اشارہ بھی دے گی تو میں اسے اتنا ماروں گا کہ وہ آئندہ جانے کا نام نہیں لے گی۔میں اپنے باپ کو دیکھ چکا ہوں اور میں نہیں چاہتا میں اپنی زندگی اپنے باپ کی

طرح خاموش رہ کر گزاروں۔میں تاریخ نہیں دہراؤں گا! میں مکمل پاگل ہو چکا ہوں۔ کالج میں بھی کسی سے بات نہیں کرتا۔ مجھ سے ٹیچر کہتی ہیں کہ میں اتنا پڑھائی میں کمزور کیوں ہو گیا ہوں؟ جس کو گھر کا ذہنی سکون میسر نہ ہو وہ بھلا انسان کیا کر سکتا ہے۔ a "boy in pain۔

"16 ستمبر"

"آج ہمیشہ کی طرح ٹیچر نے سب طالبِ علم سے ایک اچھی بات پوچھی۔ حسبِ معمول مجھے بھی کھڑا کیا گیا۔میں نے کہا کہ ضروری نہیں کہ جس کی زندگی میں پیسا ہو اس کو ہی سکوں اور عیش و عشرت میسر ہوں! ہماری زندگی میں پیسا نہیں بلکہ ذہنی سکون معنی رکھتا ہے! میرے یہ سب کہنے پر ٹیچر نے مجھے اکیلے میں بلا کر پوچھا کہ میری طبیعت ٹھیک ہے۔وہ حیران تھیں کہ سترہ سال کا لڑکا اس طرح کی باتیں کیوں کرنے لگا۔ جبکہ وہی سترہ سال کا لڑکا دن اور رات دونوں میں اپنے کمرے میں بتیاں بجھا کر تنہا بیٹھنے کا عادی ہے۔ میں صرف مسکرا دیا۔ میرا جواب نہ پا کر وہ چاہتی ہیں کہ میرے ماما پاپا کل اسکول آئیں مگر میں اپنی ماما کا نہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ میرے پاپا سے طلاق لے کر کسی اور شخص کے پاس چلی گئیں اس لئے میں نے کہہ دیا کہ ماما ورلڈ ٹور پر

گئی ہیں اور پاپا اکثر آفس میں بزی رہتے ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کچھ دنوں بعد پاپا وہیل چیئر پر آنے والے ہیں! انہیں ماما سے محبت ہے اور وہ ان کی جدائی برداشت نہیں کر پا رہے۔ خیر چھوڑو سب ٹھیک۔۔ایسا تو ہو ہی جاتا ہے"

"21 دسمبر"

"آج میں پاپا کو وہیل چیئر میں بٹھا کر گھر کے گارڈن میں لے گیا۔ وہ آج کل ویسے ہی ماما کو بہت یاد کر رہے ہیں۔ ذرا سی دھوپ لے کر تھوڑی دیر گارڈن کے چکر مار کر میں ان کو اندر لے آیا۔ وہ اندر آکر حسبِ معمول ماما کی فریم ہوئی تصویر کو دیکھ رہے تھے۔ میں نے وہ تصویر نکلوا کر اسٹور میں رکھ دی۔ میں نہیں چاہتا پاپا انہیں یاد بھی کریں۔ میری اس حرکت پر انہوں نے کہا کہ تم نظروں سے تو ہٹا سکتے ہو مگر دل سے نہیں! ہاں وہ ٹھیک کہہ رہے تھے مگر میں انہیں اذیت میں بھی نہیں دیکھ سکتا تھا"

"19 جنوری"

"انیسویں سالگرہ اکیلے منائی کیونکہ اب پاپا بھی ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر اللہ میاں کے پاس چلے گئے۔ پاپا یاد آتے ہیں بہت! پاپا کا بزنس 1 سال سے میں ہی دیکھ رہا ہوں۔

میری یونیورسٹی شروع ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے! میں جاتا ہوں مگر مجھے وہاں کے لوگوں سے کوئی غرض نہیں۔۔ خیر چھوڑو سب ٹھیک۔۔ایسا تو ہو ہی جاتا ہے"

"20جنوری"

"وحشتِ دل اور وحشتِ آوارگی"

"21فروری"

"میں تنہا ہوں"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"27فروری"

"اور اب مجھے تنہائی پسند ہے"

"29فروری"

"بابا کی ایک بڑی تصویر فریم کروا کر کمرے میں لگوادی ہے۔ میں انہیں دیکھتے رہنا چاہتا ہوں!"

"2مارچ"

"کبھی پڑھیں گے میری داستاں لوگ

ایک لڑکا تنہائی اور پاگل پن سے مر گیا"

"5مارچ"

"میں پاگل ہو رہا ہوں! یا شاید وحشی! مجھے نہیں خبر! پاپا بہت یاد آرہے ہیں۔ گھر میں گارڈز اور ملازم ہوتے ہیں مگر میرے لئے وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ میں پاگل و حشی بن رہا ہوں۔ آج مجھے میری الماری سے بلیڈ ملا۔ میں نے اسے اپنی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر پھیرا۔ خون ہاتھ سے مسلسل بہہ رہا ہے اور مجھے درد سہنے میں بھی مزہ آرہا ہے! صحیح کہتے ہیں کہ درد کو سہنے میں بھی قدرت نے مزہ رکھا ہے! خون کی چھینٹے تمھارے صفحے پر جذب ہو رہی ہیں! ان خون کے دھبوں سے ہی مجھے پڑھنے والے سمجھ جائیں گے کہ یہ منہاج سمیع شاہ کی ڈائری ہے۔ اور کہیں کہ ایک اذیت پسند اور دیوانہ شخص جو اپنے ماضی اور حال کی وجہ سے مارا گیا"

"10مارچ"

"آج بابا کی سابقہ بیگم مجھ سے ملنا چاہتی تھیں۔مگر میں نے ملنے سے بھی انکار کر دیا۔ جس نے مجھے میرا بچپن نہیں جینے دیا میں اس سے مل اپنی جوانی برباد نہیں کرنا چاہتا۔خیر چھوڑو سب ٹھیک۔۔ایسا تو ہو ہی جاتا ہے"

--------------------*

"رات ہو گئی مگر ایک قاضی نہ لا سکے تم لوگ" وہ چیخا۔۔۔

"دادا آ گیا ہے" شہنواز کہتا ہو باہر کی جانب بڑھا۔

بیوٹیشن شانزہ کو تیار کر چکی اور ساتھ تاکید بھی کی تھی رونے سے میک اپ خراب ہو جائے گا۔وہ حسن کی مورتی لگ رہی تھی۔آج محبت مر جائے گی وہ یہ جانتی تھی۔

بیوٹیشن تھوڑی دیر میں چلی گئی۔

"نیچے آ جاؤ" وہ اندر آیا۔شانزہ ضبط کرتی ہوئی پلٹی۔وہ ٹھٹھکا۔وہ بلاشبہ بے حد حسین تھی۔

"خوبصورت!" وہ مسکرایا اور اس کے بلکل قریب آیا۔وہ سہم کر پیچھے ہوئے۔

"رونا نہیں ورنہ میک اپ خراب ہو جائے گا!" وہ مسکرا کر پلٹا۔ "کلثوم شانزہ کو نیچے لے آؤ" وہ آواز دیتا نیچے چلا گیا۔

ایک آنسو نکلا اور چہرہ بگھو گیا۔

"ارے نہیں بیگم صاحبہ آپ کا میک اپ خراب ہو جائے گا" کلثوم ٹشو پیپر سے اس کا آنکھ صاف کرتی بولی۔

"اور جس کا دل خراب ہو جائے وہ کیا کرے؟" دھیمی سی آواز اور گیلے لہجے میں بولی۔ کلثوم کو اس کے لئے برا لگا۔

"میں آپ کے لئے چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی لیکن ایک بات ضرور سمجھا سکتی ہوں کہ اگر آپ چاہتی ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ بہت اچھے سے پیش آئیں تو ہر وہ کام کیجئے جس کا وہ کہیں! کبھی ان کے خلاف نہیں جایئے گا ورنہ وہ تو اپنے سگے بھائی کو بھی نہیں چھوڑتے" وہ اس کے لہنگے کو سہی کرتے ہوئے بولی۔

"آجائے اب نیچے چلیں!" وہ ہاتھ پکڑ کر اسے لے جانے لگی۔

"جو بھی ہو! میں یہاں سے بہت جلد بھاگ جاؤں گی! دیکھنا تم!" ضبط سے اس کی آنکھیں لال ہوئی۔

کلثوم نے اس کی باتوں کا نظر انداز کیا۔

----------*----------*_

"15مارچ"

"یونی میں ایک لڑکی بے اختیار مجھ سے ٹکرائی اور مجھ پر ہی الٹا چیخنے چلانے لگی۔ عموماً میرے گارڈز ارد گرد ہی ہوتے ہیں لیکن وہ اس وقت وہاں نہیں تھے۔ میں حیران تھا کیونکہ کبھی کسی لڑکی سے گفتگو نہیں کی۔ مگر وہ مجھے اچھی لگی۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"15فروری"

"مجھے وہ پسند ہے۔"

"27فروری"

"مجھے لگتا ہے مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے!"

زمان نے صفحہ پلٹا۔

"ماہ نور" ایک ہی صفحہ پر بڑا بڑا لکھا تھا۔اس نے پھر صفحہ پلٹا۔

"میری ماہ نور" اور ساتھ آگے دل بنے ہوئے تھے۔

"1اپریل"

"میں اس سے عشق کرنے لگا ہوں! مجھے ڈر ہے وہ مجھے کہیں چھوڑ نہ دے۔کیونکہ میں جس سے محبت کرتا ہوں وہ مجھے چھوڑ دیتا ہے۔"

"19اپریل"

"آج میں نے اسے مخاطب کیا۔ڈیئر ڈائری جس طرح تم مجھے سنتی ہو وہ بھی مجھے ویسے ہی سن رہی تھی۔خاموشی سے اور بس سنتی ہی جا رہی تھی۔اس نے مجھے بیچ میں ٹوکا بھی نہیں جس طرح مجھے ماما ٹوکا کرتی تھیں۔"

"29اپریل"

"وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے! میں نے اس کی نوٹ بک میں اپنے بارے میں لکھا دیکھا تھا! میں بہت خوش ہوں! مگر میں بھی اظہار چاہتا ہوں"

"23مئی"

"آج ایک سال بعد میں نے اسے شادی کا کہا! وہ بہت خوش ہوئی! اب میری زندگی میں بہاروں کو آنے سے کوئی نہیں روک سکتا"

"29مئی"

اس نے اپنے گھر والوں سے میرے بارے میں بات کی مگر انہوں نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہ خاندان سے باہر شادی نہیں کرتے! مگر میں اس سے تو محبت کرتا ہوں نا! کیا وہ میرے بغیر رہ لے گی؟ میں اسے پالوں گا! اور اگر وہ مجھے نہیں ملی تو میں اغوا بھی کروا سکتا ہوں! میں اب بچہ نہیں رہا! دو ہفتے پہلے 23 سال کا ہو چکا ہوں! وہ بھی مجھ سے عشق کرتی ہے!".

"4جون"

"اس نے کہا ہے کہ وہ میرے لئے گھر سے بھاگ جائے گی! بس مجھے اس کا ساتھ چاہیئے اور کچھ نہیں!"

"21جولائی"

"میں بہت خوش ہوں! آج ہمارا نکاح ہے۔ تھوڑی دیر میں قاضی آجائے گا اور وہ پارلر سے آجائے گی! اس نے میرے لئے اپنا گھر چھوڑ دیا ڈیئر ڈائری! میں نے سفید کرتا شلوار سلوایا تھا جو میں ابھی پہنا ہوا ہوں! کالر کی طرف میں نے کڑاھی کروا کر "میری ماہ نور" لکھوایا ہے۔

--------------------*

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" شانزہ کا دل سکڑا۔ وہ کچھ نہ بولی۔ وہ ایسے الفاظ صرف عدیل کے لئے سننا چاہتی تھی اور یہ سب۔۔۔۔ جیسے ایک بھیانک خواب۔

"بیٹا بولیں!" قاضی کے کہنے پر بھی شانزہ خاموش گھونگھٹ ڈالے رہی۔ امان نے نے غصے سے شانزہ کی جانب دیکھا۔ وہ پھر بھی خاموش رہی۔ امان نے اس کا گھونگھٹ اوپر کھینچ کر اوپر کیا۔

'قبول ہے" وہ سہم کر بولی۔ امان نے بنھویں اچکائیں اور اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا یہ نکاح آپ کو قبول ہے"

(تم صرف عدیل کی کو شانزہ "عدیل مسکرا کر کہا تھا)

"ق۔قبول ہے"

"کیا یہ نکاح آپ کو قبول ہے"

(میرا جینا مرنا تمھارے ساتھ ہی ہو گا)

"قبول ہے"کانپتے لبوں سے کہتے ہوئے اس نے قاضی کے بتائے ہوئی جگہ پر دستخط کئے وہ اٹھی اور تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے کی جانب گئی تھی۔امان حیران ہوا تھا۔وہاں گواہ کی موجودگی میں نکاح ہو رہا تھا۔ قاضی نے امان سے اس کی رضامندی پوچھی اور دستخط کروائے۔ گواہوں نے اٹھ کر مبارک بعد دی اور امان کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیلی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

--------------------*

"میں بہت خوش ہوں! وہ بہت اچھی ہے ڈیئر ڈائری۔وہ کہتی ہے کہ وہ صرف میری ہے۔میں کسی کی نظروں میں تو اہم ہوں۔یعنی میں اہم ہوں۔وہ میری محبت ہے. مگر کہیں وہ مجھے چھوڑ نہ جائے۔ماما اور پاپا کی شادی بھی لو میرج تھی مگر پھر ماما کو کوئی اور پسند آ گیا تھا۔میں کسی اور مرد کی نظریں ماہ نور پر برداشت بھی نہیں کر سکتا۔"

--------------------*

وہ کمرے میں آیا۔وہ سرخ عروسی جوڑا پہنے بیڈ پر بیٹھی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"تم اب تک رو رہی ہو؟"سپاٹ لہجے میں کہتا وہ اس کی جانب بڑھا

"میں نہیں رو رہی"وہ بے دردی سے آنکھیں رگڑنے لگی تھی کہ امان نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"تمھارا کاجل پھیل جائے گا لاؤ میں ٹشو پیپر سے صاف کروں!"امان نے دھیرے اور پیار سے اس کا چہرہ ٹشو سے تھپکا۔وہ اس کے بے حد قریب کھڑا تھا۔

"مسز امان"امان نے اس کے گالوں کو چھوا۔شانزہ کی سانسیں تھمیں۔

"بیت تڑپایا ہے تم نے!اب دیکھ لو حاصل کر لیا امان کی زوجہ کو!میری زندگی کی چھاؤں ہو تم!میری زندگی میرا دل ہو تم"اس نے شانزہ کے ہاتھوں کو چوما۔

"اور اب تم صرف میری ہو!صرف میری ہو"آنکھوں میں جنون اترا اور اس کو خود سے اتنا قریب کیا کہ شانزہ کو اپنے مجازی خدا کی سانسیں اپنی چہرے پر محسوس ہونے لگی۔

"میری اجازت کے بنا کہیں نہیں جاؤ گی!

قدم گھر سے تب ہی نکلے گا جب آپ کا شوہر آپ کے ساتھ ہو گا!ورنہ میں بہت اذیت پسند شخص ہوں!اور اس بات کا اندازہ تمھیں جلد ہی ہو جائے گا!سمجھ آئی؟میں باتیں

دہرانے کا عادی نہیں مگر میں ایک دفع میں ہی سب کچھ ابھی طرح سمجھانا چاہتا ہوں"

وہ آخر میں سخت ہوا۔

"جج۔جی"اس نے سہم کر آنکھیں بند کیں۔اب یہ رات میں کاٹنی تھی جیسے آج سے ہر آنے والی رات کاٹنی تھی!

--------------------*

"وہ آج میری اجازت کے بغیر اپنی دوست کی پارٹی میں چلی گئی۔میں وہاں پہنچا تو ایک شخص نے اسے مستقل دیکھ رہا تھا۔مجھے بے حد غصہ آیا اور میں نے اس شخص کو بہت مارا!اور پھر جب ہم گھر آئے تو میں نے ماہ نور کو بھی ایک تھپڑ مار دیا۔میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا ڈیئر ڈائری!میں خود کو روک نہیں پایا۔مجھے نہیں پتا کیوں!میں رو رہا ہوں!میرے آنسو ہر بار کی طرح تمھارے صفحے خراب کر رہے ہیں۔وہ مجھ سے ناراض ہے یقیناً!وہ رو رہی ہو گی!میں رلانا نہیں چاہتا تھا مگر میں اس سے محبت کرتا ہوں!میں نہیں کر سکتا کسی کی بھی نظریں برداشت!مجھے ڈر لگ رہا ہے۔میں کیا کروں ڈائری؟"

زمان کا دل سکڑا۔اس نے صفحہ پلٹا۔

"وہ مان گئی ڈیئر ڈائری! وہ میری ہی ہے! وہ مان گئی۔ وہ کہتی ہے وہ میری اجازت کے بنا کہیں نہیں جائے گی! مجھے لگتا ہے کہ وہ میرے مارنے سے میری باتیں سمجھ رہی ہے! مجھے لگتا ہے اب میرے اندر کوئی افسوس باقی نہ رہا ہے! ماما بھی مختلف پارٹیز میں پاپا کی بغیر اجازت جاتی تھیں! اگر پاپا اس وقت ہاتھ اٹھا کر انہیں روک لیتے تو کبھی کبھی علحیدگی نہ ہوتی۔ مجھے لگتا ہے میں نے ٹھیک کیا".

زمان نے ایک ساتھ بہت سے صفحے آگے کئے۔

"روز کی طرح آج بھی میں نے اسے بہت مارا! میں اسے مار کر غصہ اتارتا ہوں! وہ میری بات نہیں مانتی! وہ کہتی ہے کہ میں اس پر اتنی پابندیاں کیوں لگاتا ہوں! میں چاہتا ہوں کہ وہ جہاں جائے مگر صرف میرے ساتھ! اور وہاں کسی مرد کی نگاہیں اسے نہ دیکھ سکے۔ میں نے آج بھی اسے اپنی بیلٹ سے مارا! وہ روتی رہی گڑگڑاتی رہی۔ وہ شاپنگ پر گئی تھی! مگر مجھے بے خبر رکھا۔ اب مجھے افسوس ہو رہا ہے! میں غصے میں اسے مارتا ہوں اور پھر پچھتاوا ہوتا ہے!"

زمان نے انگڑائی لی اور ہاتھ میں پہنی منہاج کی واچ پر نظر ماری۔

صبح کے چھ بج رہے تھے یعنی اسے اتنا وقت بیت گیا تھا۔اس نے ڈائری بند کیں۔اس کا دل اسے پڑھنے کا تھا لیکن نیند حاوی ہو رہی تھی اور کل بھی بہت کام تھے۔سوچا امان کو کال کروں مگر خیال آیا کہ وہ سو رہا ہو گا۔زمان نے آنکھیں بند کی اور زمین پر دیوار سے ٹیک لگائے سو گیا۔نیند اتنی حاوی تھی کہ بیڈ پر جانے کی بھی ہمت نہ تھی۔

وہ پوری رات صحیح سے سو نہیں پائی۔کروٹ بدل کر آنکھیں کھولیں ۔ امان گہری نیند میں تھا۔کچھ لمحوں تک تو اسے کچھ سمجھ نہ آیا اور جب سمجھی تو وہ سہم کر اٹھ بیٹھی۔نکاح نامہ، عروسی لباس۔ناقابلِ یقین لمحے۔آنکھیں پھر گیلی ہو گئیں۔اس نے کپڑوں پر نظر ماری تو یاد آیا اس نے کپڑے چینج کر لئے تھے۔وہ بغیر آواز کئے بیڈ سے اٹھی اور آہستہ قدم اٹھائے کھڑکی سے جھانکا جہاں سے گیراج نظر آرہا تھا۔اس نے اس ڈر سے پلٹ کر امان کو دیکھا کہ کہیں وہ جاگ تو نہیں گیا مگر وہ اس کو گہری نیند میں پاکر پھر سے نیچے جھانکنے لگی۔چوکیدار گیٹ پر نہیں تھا اور گارڈز بھی اکا دکا نظر آرہے تھے۔وہ یہاں سے بھاگ سکتی تھی یہ موقع اچھا تھا۔وہ راستہ سمجھنے لگی۔اس نے ڈوپٹہ اپنے گرد

اچھے سے پھیلایا۔ وہ اب دیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ سرعت سے پلٹی کہ کسی کے سینے سے ٹکرائی۔ خوف سے شانزہ کی چیخیں نکل گئیں۔ امان نے اسے زبردستی اپنے حصار میں لیا۔ اس کا دل گویا حلق میں آگیا ہو۔خمار آلود لہجے سے وہ بولنے لگا۔

"شانزہ کی تو زبان کو ہی تالا پڑگیا۔ اس کہاں کی تیاریاں ہیں زوجہ نے آنکھیں جھپکیں۔ امان نے انگلیوں کے پوروں سے اس کی پلکیں چھوئی۔

"میں تم سے عشق کرتا شانزہ !میں تم سے محبت نہیں کرتا جانتی ہو ہوں۔ اب تم میری ہونا۔ اب میری ہی رہو گی ."!وہ پلکیں میچیں اس کے سینے سے لگی تھی۔

"اس دل نہیں ہے آفس جانے کا مگر میٹنگ بہت ضروری ہے آج کی نے شانزہ کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"شانزہ کچھ ایسی حرکت نہیں کرنا جس سے مجھے غصہ آئے !خدارا پیچھے ہوئی۔

امان مجھے گھر جانا ہے "وہ معصومیت سے اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے"
"بولی۔ "مگر صرف ماما سے ملنا ہے۔ کسی سے نہیں ملنا سوائے ماما کے
وہ سر جھکا کر آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔

گھر کو بھول جاؤ تو بہتر ہے "!وہ پلٹا اور الماری سے کپڑے نکال کر"
فریش ہونے چلا گیا۔ آنسوؤں نے بےاختیار شانزہ کو آلیا۔ وہ رونے
لگی۔ تو کیا اب ساری زندگی ماں کی شکل نہیں دیکھنے کو ملے گی؟۔ وہ
چینج کرکے آیا تو شانزہ نے جلدی جلدی آنسو پونچھے اور خاموشی سے
سر جھکائے بیٹھی رہی۔ امان نے ایک مسکرا کر اسے دیکھا اور تیار ہونے
لگا۔

میں آفس جارہا ہوں "!اس نے چابی اٹھائی اور اس کی جانب آیا۔"
شانزہ دور ہٹنے لگی تو امان نے اسے زبردستی اپنے حصار میں لیا۔ شانزہ
نے سر جھکا لیا۔

امان اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہے "وہ مسکرایا ۔ اس کے ہاتھوں"
کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے چوما اور پھر آنکھوں سے لگایا۔ شانزہ
سرخ ہوئی۔

کیا پتا آج آفس سے جلدی آجاؤں !مگر پھر دہرادوں کہ ایسی کوئی"
حرکت نہیں کرنا کہ شادی کے پہلے دن میں کچھ کر بیٹھوں "!آخر میں
وہ سخت ہوا۔

اللہ حافظ "وہ کہہ کر پلٹ گیا۔ شانزہ کی جان میں جان آئی۔"
کرتے رہو مجھ سے محبت !مگر یہ دل کہیں تمام ہوچکا ہے !تم نے"
"میرا سب کچھ چھین لیا۔ میں تمھیں سکون سے نہیں رہنے دوں گی
اور وہ اب جانتی تھی اسے کیا کرنا ہے۔ وہ جاچکا تھا۔ گارڈز تھے مگر اکا
دکا۔ مگر وہ صحیح وقت کا انتظار کررہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

_*----------*----------*_

سورج کی کرنیں جب کمرے میں داخل ہوئی تو وہ آنکھیں کسمساتا ہوا
اٹھ بیٹھا۔ اسے یاد آیا کہ وہ زمین پر ہی سو گیا تھا۔ وقت دیکھتا ہوا اٹھ
کھڑا ہوا اور ڈائری بھی اٹھالی۔ ڈائری کو دراز میں رکھ کر وہ سنگھار میز
پر جھک کر خود کو دیکھنے لگا۔ اسی دم موبائل بجنے لگا۔
ہیلو "اس نے چھوٹتے ہی بولا۔"

حیرت ہے !زمان شاہ آج بغیر الارم کے اٹھ گئے !وہ بھی اتنی"
جلدی "امان مسکرا کر بولا۔
"تمھیں کیسے پتا میں نے الارم نہیں لگایا تھا؟ کیا پتا لگایا ہوا ہو"
"!کیونکہ میں جانتا ہوں !اور تمھیں تو گہرائی تک جانتا ہوں"
ہاں اور چاہتا ہوں کہ تم کسی اور کو بھی مجھے جاننے کا موقع دو "وہ"
کھسیانا ہوا
ہاں تمھاری ڈور شادی پر آکر ہی اٹکتی ہے "!امان نے فون کو گھورا۔"
ہاں صرف میری ہی تو اٹکتی ہے ہوسکتا ہے تم نے شادی کرلی ہو"
چھپ کر اور مجھے بتایا نہ ہو "!زمان ہنس کر امان کو چھیڑنے لگا۔ امان
ٹھٹھکا اور کچھ نہ بولا۔ جواب نہ پاکر زمان نے موبائل کر دیکھا کہ
کہیں کال تو نہیں کٹ گئی۔
ارے میں مذاق کررہا ہوں مجھے پتا ہے امان شاہ ایسا نہیں کرسکتا !کم"
از کم تم نہیں "!وہ مسکرایا۔ اور یہ بات بھی امان کو خاموش کرگئی۔
کیا ہوا؟ سانپ سونگھ گیا کیا؟ "لہجے میں حیرت تھی۔"
"نہیں بس یونہی !خیر تم بتاؤ کام ٹھیک چل رہا ہے؟'

!ہاں فالحال تو !تمھیں پتا ہے میں نے اب تک کوئی گڑبڑ نہیں کی"
میں نے سچ میں اب تک کوئی گڑبڑ نہیں کی "وہ اسے یقین دلاتا ہوا
بولا جانتے ہوئے بھی کہ اسے اس کی ایسی باتوں پر یقین نہیں۔
ہاں یہ تو اچھی بات ہے !اب تمھارے لئے رشتہ ڈھونڈنا آسان ہو'
جائے گا۔ جب ہم تمھارا رشتہ لے کر جائیں گے تو سب سے پہلے یہی
"!بولیں گے کہ لڑکا کوئی گڑبڑ نہیں کرتا
"ہاہاہاہا"
اب مجھے آفس پہنچنا ہے !تب تک کے لئے خدا حافظ "زمان نے"
گھڑی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور کال رکھ دی۔

--------------------*

اتنا سب کچھ ہونے کے بعد فاطمہ نڈھال پڑی تھی۔ "تم ایسا کیسے
کرسکتی ہو شانزہ !عدیل بہت محبت کرتا ہے تم سے اور تم
نے۔۔۔۔۔ "اس کے آنسو بےاختیار بہت جارہے تھے۔

تم اس شخص کے ساتھ کیسے جاسکتی ہو جو صرف دو ،تین ملاقات میں"
."اظہارِ محبت کر بیٹھا

میرے بھائی کی زندگی کیوں برباد کی تم نے "اب اسے غصہ چڑھنے
لگا۔
میں نے تو کہا تھا کہ یہ سیدھی ہے ہی نہیں !دیکھ لو سب کا منہ کالا"
کروالیا نا؟ "رمشا نے سر جھٹکا۔ مگر فاطمہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ناصر
صاحب اب خاموش رہتے۔ اور نفیسہ سارا دن روتی رہتیں !کہیں نہ
کہیں دل یہ سوچ رہا تھا کہ شانزہ کا اس میں کوئی ہاتھ نہیں !ماں تھیں
وہ !جانتی تھیں اپنی اولاد کو اچھی طرح !عدیل چپ تھا۔ اور اب وہ
چپ ہی رہنا چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ شانزہ کا نام بھی سننا پسند نہیں
کررہا تھا۔ رمشا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا کیونکہ وہ اپنی چالوں میں
ہمیشہ کی طرح کامیاب ہوگئی تھی۔ اب وہ عدیل کے ارد گرد گھومتی۔
عدیل کی وجاہت اور خوبصورتی کے پیچھے وہ ہمیشہ اس کے آگے پیچھے
گھومتی تھی۔

یہ لیں چائے "!وہ چہکتی ہوئی اس کی جانب آئے۔ وہ بیڈ سے ٹیک" لگائے لیٹا ہوا گہری سوچ میں غرق تھا۔ اس کی آواز سے چونک اٹھا۔

"ہاں؟ نہیں مجھے چائے کی طلب نہیں !لے جاؤ "

رمشا نے منہ بنایا۔

اس لڑکی کے لئے اداس بیٹھے ہیں جو آپ کے ساتھ عشق کا جھوٹا" کھیل کھیل کر اپنے اصلی عاشق کے سنگ سدھار گئی !آپ نے مجھے ہمیشہ غلط سمجھا !میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں عدیل !میں نے اکثر اسے "امان "نامی لڑکے کے ساتھ دیکھا ہے ! کبھی لمبی لمبی گھنٹوں کالز اور کبھی ملنے جاتی تھی "عدیل نے آنکھیں پھاڑیں۔ رمشا نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ وہ اس کی باتیں غور سے سن رہا تھا۔ رمشا کو جیسے شہ ملی۔

ہاں تو۔۔۔۔ ہزار دفع سمجھایا۔۔۔۔۔ مگر منہ پھیر لیا کرتی تھی !اور" حیرت یہ کہ آپ کے سامنے بلکل ایسے جیسے اس کا کوئی تعلق ہی نہ امان سے "رمشا نے آنکھیں پٹپٹائیں۔

مگر اسس۔۔۔اس نن۔نے کہا تھا وہ مجھ سے محبت کرتی ہے "وہ"
ساکت اسے دیکھ رہا تھا۔ لفظ ادا ہونے سے انکاری تھے۔ لب کپکپائے
اور نکلا تو فقط۔

مم۔میں مرجاؤ گا !میں نے اس سے محبت کی ہے "رہ روہانسا ہوا۔"
آنکھ سے آنسو نکلا اور گریبان بگھوگیا۔
آپ رورہے ہیں؟ "وہ ٹھٹھکی۔"
ہاں !میں نے اس سے محبت کی تھی "!وہ پوری قوت سے چینخا اور"
تکیہ زور سے اٹھا کر زمین پر پھینکا۔ رمشا ڈر سی گئی۔ وہ آنکھیں پھاڑے
اسے دیکھ رہی تھی۔۔
مگر اس نے تمھیں دھوکا دیا "!رمشا نے آگ بھڑکائی۔ بھڑکے ہوئے"
کو اور بھڑکانا اس کے لئے مشکل نہ تھا۔
مگر میں نے دل سے اسے چاہا۔ دن رات تمام کردیے اس پر۔ وہ"
یونہی نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ "وہ چینخا۔۔۔

محبت اس نے نہیں کی تھی عدیل !وہ خیال رکھنے کا ڈھونگ رچاتی" !رہی !وہ محبت کا ڈھونگ رچاتی رہی !مگر خیال تمھارا میں نے رکھا ہے تمھاری موجودگی میں بھی !اور تمھاری غیر موجودگی میں دعائیں کر کر کے۔۔۔۔ "وہ کہتی چائے اس کے سرہانے رکھ کر پلٹ گئی۔ عدیل نے زور سے آنکھیں میچیں کے آنسو چھلک پڑے۔

یہ درد بھی کیا درد ہے۔

ہر ایک امید کا ختم ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی تو اسے سوگ منانا تھا۔ جب محبوب اپنی محبت سے مکر جائے تو عاشق کو زہر کا پیالہ حلق میں اتارنا پڑتا ہے۔ باہر سورج سر پر چڑھ رہا تھا اور یہاں دل ڈوب رہا تھا۔ وہ اسے چھوڑ کر نہیں گئی ہے بلکہ اسے مار گئی ہے۔ اس کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو بھلا نہیں گئی ہے بلکہ ان وعدوں سے مکر گئی۔ محبت مری نہیں تھی، ماردی گئی تھی !محبت کا گلا وہ خود گھوٹ گئی تھی۔

--------------------*

گیارہ بجے تھے اور وہ ابھی بھی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ گارڈز آہستہ آہستہ اپنی ڈیوٹی پر آرہے تھے۔ اس کا دل خوف سے دھڑک رہا تھا۔ دل چاہ رہا چیخ چیخ کر روئے۔ وہ سنگھار میز کی جانب آئی اور دراز کھولی۔ کوئی تو چیز مل جائے گی جو اس کا فرار ہونے کا ذریعہ بن جائے۔ وہاں ایک ڈائری رکھی تھی۔ اس نے نکال کر کھولی۔ امان شاہ کا نام لکھا تھا۔ اس نے زور سے دراز میں ہی پٹخ دی۔ اسے امان کے نام سے بھی نفرت محسوس ہورہی تھی۔ اسے کچھ نہ ملا تو اس نے رونا شروع کردیا۔

یا خدایا۔۔۔ مم۔میں کیا کروں "آنکھیں اب رات بھر رو رو کر" سوج چکی تھی۔ گلابی ہونٹ لرز رہے تھے۔ گھر کی یاد اسے شدت سے آئی تھی۔ کاش وہ باہر ہی نہ آتی اپنے گھر سے !یا کہیں چلی جاتی۔ وہ اٹھی اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر جھانکنے لگی۔ سامنے سیڑھیاں تھیں۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا۔ دائیں جانب دو کمرے اور تھے۔ پورشن خالی تھا۔ وہ دبے پاؤں چلتی دائیں جانب بڑھی۔ ایک کمرہ لاک

تھا شاید وہ گیسٹ روم تھا اور دوسرے کمرے کے باہر تختی لگی تھی۔ اسے تجسس ہوا۔

"دیکھ لی تختی؟ اب آنکھیں دور کرو میرے کمرے سے !آخر کو زمان دی گریٹ کا کمرہ ہے "شانزہ پڑھ کر چونکی !تو یہ زمان کا کمرہ ہے !کیا فضول لکھا ہے۔ اس نے تھوڑے غور سے دیکھا تو "دی گریٹ "کو پینسل سے کاٹ کر "دی ڈرامے باز "لکھا تھا اور اسی جانب کونے میں لفظ کو کاٹ کر صحیح لکھنے والا امان "لکھا تھا۔ افففف !اسی دم پیچھے" آہٹ ہوئی۔ اسے محسوس ہوا کوئی سیڑھیاں چڑھ رہا ہے۔ اس نے ہڑبڑی میں زمان کا روم کھول کر اندر بڑھی اور دروازہ لاک کردیا۔ ملازمہ اوپر آئی اور امان کے کمرے میں بڑھی۔ دروازہ لاک ہونے کے باعث شانزہ کو کچھ نظر تو نہیں آرہا تھا مگر وہ آوازیں سن سکتی تھی۔

"شانزہ بی بی کمرے میں نہیں ہیں شہنواز لالا "وہ شور کرتی ہوئی امان کے کمرے سے باہر آئی۔

"کیا کہہ رہی ہو کلثوم؟ وہ اندر ہی ہونگی !دیکھو ایک بار "اسے گارڈ کی آواز آئی۔ شانزہ کا خوف سے دل پھٹنے لگا۔

"ہاں لالا !ہر جگہ دیکھ لیا ہے وہ نہیں ہیں! لگتا ہے وہ بھاگ گئی ہیں!
وہ مجھے کل یہیں بتا رہی تھیں کہ وہ بھاگ جائیں گی !مگر میں نے ان
کی باتوں کو سنجیدہ نہیں لیا تھا !لالا کچھ کریں !امان دادا ہم سب کو
ماردیں گے کیونکہ وہ ہماری موجودگی میں ہی فرار ہوگئی ہیں"۔

مگر ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ "وہ حیران تھا۔"

"لالا ابھی تو سلیم بھی نہیں آیا !آپ لوگ چند ہی تو ہیں !دھیان بھٹکا
دیکھ کر وہ فرار ہوگئی ہیں "وہ حواس باختہ بولی۔

"اکبر گاڑی نکالو !جلدی !دادا کو خبر تک نہیں ہونی چاہیئے "!وہ دوڑتا
ہوا گاڑی کی طرف بڑھا۔ ان کی چیخنے چلانے کی آوازیں وہ بخوبی سن
سکتی تھی۔

"ہم تین ہی گارڈز ہیں ابھی !گھر میں کس رکواؤ گے؟ اگر وہ واپس
آگئیں تو وہ انہیں پکڑ لے گا "!اکبر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

"وہ لڑکی واپس نہیں ہے گی !جو اس گھر سے فرار ہوئی ہے وہ خود سے
پلٹ کر موت کو دعوت نہیں دے سکتی !کلثوم گھر میں ہے! وہ دیکھ
لے گی سب "!شہنواز نے کہہ کر اسلم کو آواز بھی دی۔

ہاں لالا" وہ بھاگتا ہوا آیا۔"

دوسری گاڑی نکالو تم !اور دوسرے راستہ پر جاؤ !کسی طرح بھی اس" کو ڈھونڈنا ہے !شام سے پہلے !آج دادا شام تک آجائیں گے !اور ہمیں "!اس سے پہلے اسے لڑکی کو تلاش کرنا ہے

شانزہ زمان کے کمرے کی کھڑکی سے گیراج کا تمام منظر دیکھ رہی تھی اور اب وہ ان گارڈز کے نکلنے کا انتظار کررہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں دو گاڑیاں سڑک پر نکال لی گئیں۔ چوکیدار ابھی نہیں آیا تھا۔ یا اس نے چھٹی لی تھی۔ گھر میں صرف کلثوم تھی اور وہ اس کا کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ وہ وقت ضائع کئے بغیر نیچے اتری۔ کلثوم سامنے ہی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی سر ہاتھوں پر گرائے صدمہ میں تھی۔ بغیر کسی چیز کی پرواہ کئے بغیر وہ باہر کی اور بھاگنے لگی۔ کلثوم نے سر اٹھایا اور حیرت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

آپ؟ کہاں تھیں آپ؟ کہاں جارہی ہیں بیگم صاحبہ "اس کے "بیگم" صاحبہ "کہنے پر وہ لمحے بھر کو ٹھہری۔

نہیں ہوں میں تمھاری بیگم صاحبہ !سمجھ آئی تمھیں؟ کہہ دینا امان"
"!!سے شانزہ اس کی کبھی نہیں تھی
آپ کیا کہہ رہی ہیں یہ "کلثوم نے آنکھیں پھاڑیں۔"
میں اب انہیں کہیں نہیں ملوں گی "!وہ باہر اب دروازہ کی سمت"
جانے لگی۔
وہ آپ کو دنیا کے کسی ملک یا شہر سے بھی ڈھونڈ نکالیں گے شانزہ بی"
بی "کلثوم اس کے پیچھے آنے لگی لیکن شانزہ نے پھرتی سے لاؤنج کا
دروازہ بند کرکے اسے اندر ہی بند کردیا۔
تمھاری بھول ہے !میرے پیچھے مت آؤ !تم مجھے قابو نہیں کر سکتی تم"
خود اتنی دھان پان سی ہو "وہ چینخی
ارے کوئی پکڑے انہیں !کوئی روکے !لالا "!!!!!وہ لاؤنج کا دروازہ"
پیٹنے لگی مگر شانزہ بھاگنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔

*----------

"----------*

ہیلو لالا !وہ ابھی ابھی گھر سے نکل گئی ہیں۔ وہ گھر پر ہی تھیں۔ "
مجھے لاؤنج میں بند کرکے وہ بھاگ گئی ہیں۔ لالا کچھ کریں
لالا۔۔۔خدارا ورنہ دادا ہمیں جان سے ماردیں گے۔۔۔ "اس نے اپنا
سر پکڑتے ہوئے سارا حال سنایا تھا۔
او خدایا "دماغ الجھا ہوا تھا اور وقت کم !اب کیا کرنا تھا سمجھ نہیں"
آرہا تھا۔

--------------------*

آج بھی زمان کا مصروف گزررہا تھا.وہ انہیں کے آفس کی ایک برانچ
تھی۔ یہاں پر منہاج بھی آیا کرتا تھا۔ وہ اپنے روم کے جانب بڑھا۔ ہر
مشکل کام کرتے ہوئے اسے امان کی یاد آرہی تھی۔
عادت بھی نہیں ہے مجھے اتنا کام کرنے کی !کاش تم ادھر ہوتے اور "
ہمیشہ کی طرح مجھے ایک گھوری دے کر میرے بگڑے ہوئے کام پر
خود کام کرتے !ناشتہ بھی بنا کر دے دیتا امان میں تمھیں۔ مگر میرے
ساتھ تو آجاتے۔ یار کیا عذاب ہے۔ چھوٹا تھا تو سوچتا تھا کہ اپنی الگ
دنیا اکیلے بساؤں گا !اور اب چوبیس کا ہوگیا ہوں مگر امان کے بغیر یہ

کاغزات بھی فائل میں لگانے نہیں آرہے۔۔۔ ہائے امان میرے دس منٹ چھوٹے بھائی! بڑا ہوں تم سے اور عزت ماشاءاللہ اتنی دیتے ہو جیسے مجھے مندر کی سیڑھیوں سے اٹھا کر لائے تھے۔ ہنہہ ! کبھی امان کو تو پتا چلے کہ الٹا لٹکنے میں کتنا درد ہوتا ہے۔ سر بھاری ہوجاتا ہے اور نیند !او نیند تو مجھے ہر جگہ آجاتی ہے۔ مگر تکلیف ہوتی ہے یار !یاد آرہی ہے مجھے اس جلاد کی !او نہیں !پیارے بھائی کی !ہنہہ "مینیجر جو ابھی باس کے روم میں داخل ہوا اسے ہونقوں کی طرح دیکھ رہا تھا اور وہ برا سا منہ بنا کر فائل کے صفحے درست کرنے میں مصروف تھا سر کوئی ایشو ہے؟ "زمان ٹھٹھکا۔"

آئے ہائے اس نے یہ تو نہیں سنا کہ امان مجھے پنکھے سے لٹکاتا ہے؟ نہیں کچھ نہیں !بس یہ کاغزات فائل میں لگا رہا تھا۔ تم جاؤ "زمان" نے ہونٹوں پر زبان پھیری اور سٹپٹا کر کہا۔ مینجر آنکھیں پھاڑیں اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی بات پر پلٹنے لگا۔

سنو !کیا تم نے۔۔۔۔مطلب کچھ سنا تو نہیں نا؟ اندر آؤ "وہ سنجیدہ" ہونے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔

نن۔نہیں سر بس !وہ۔۔۔۔۔ "وہ اٹکا۔ زمان کو اپنا دل ڈوبتا ہوا" محسوس ہوا۔ عزت کہیں کہیں ہی تو ملتی تھی اسے !ہائے اللہ کہیں اپنے ہی آفس میں عزت سے محروم نہ ہوجاؤں۔۔ دل میں خدشہ تھا۔

"کیا سنا؟"

!وہ آپ نے کہا نا کہ آپ مندر کی سیڑھیوں سے اٹھائے گئے تھے" بب۔بس وہی سنا زمان سر میں نے !لیکن وعدہ کرتا ہوں میں کسی کو۔نہیں بتاؤں گا کہ آپ کو مندر کی سیڑھیوں سے اٹھایا گیا تھا !سچ "میں

یا خدایا"اور زمان بے ہوش ہونے کے قریب ہوگیا تھا۔"

--------------------*

اللہ جی جلد ہی لالا واپس آجائیں بی بی کو لے کر "کلثوم لاؤنج میں" پریشانی اور خوف سے ٹیک رہی تھی۔ اگر شانزہ نہیں ملی اور امان کو پتا چل گیا تو ان سب کی لاش کو وہ کتوں کو کھانے کے لئے بھی نہیں

چھوڑے گا وہ یہ جانتی تھی۔ باہر کوئی گارڈ نہیں تھا۔ چار بجنے کو آئے تھے مگر کسی کی کوئی خبر نہ تھی۔

--------------------*

*

وہ اندھا دھن بھاگ رہی تھی۔ سڑک پر ٹریفک تھا اور سڑک کے کناروں پر لوگوں کا رش لگا تھا۔ وہاں موجود لوگ پلٹ کر اس پاگل لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو کسی کی آواز سنے بغیر بھاگی جارہی تھی۔ وہ یہ جانتی تھی کہ اس کا پیچھا ضرور کیا جائے گا اور وہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کی منزل طے نہیں تھی۔ بس مقصد تھا تو صرف امان سے دور جانا۔ وہ بھاگتے ہوئے گلی میں مڑی۔ وہ بھاگتے بھاگتے دور نکل آئی تھی۔ اس کی سانسیں پھول رہی تھیں۔ ٹانگیں اب حاگنے سے انکاری تھیں۔ قریب تھا کہ وہ تھوڑا اور چلتی تو لڑھک کر گر جاتی مگر وہ رک کر خالی سڑک پر ہی بیٹھ گئی۔ جگہ سنسان تھی۔ وہ ٹانگوں کو آرام دے کر پھر دوڑے گی یہ سوچ کر وہ اپنی ٹانگیں دبانے لگی۔ درد اتنا کہ اس کی آہیں نکل رہی تھیں۔ اسے محسوس ہوا کہ

ایک کالی گاڑی اس کی سمت آرہی ہے۔ اس نے غور سے دیکھا۔ یہ گاڑی امان کے گیراج میں کھڑی تھی۔۔۔ وہ اٹھ کراہتے ہوئے بھاگنے لگی۔ گاڑی تیزی سے اس کے سامنے آکر رکی۔ اکبر اور شہنواز ایک ساتھ باہر نکلے۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا شانزہ بی بی۔۔ آپ نہیں جانتی کہ امان دادا کو خبر ہوئی تو کیا ہوگا"

اکبر نے آنے والی مصیبت سے اسے باخبر کیا۔

"مجھے مت لے کر جاؤ۔۔۔ خدارا! میں ہاتھ جوڑتی ہوں"!شانزہ نے ہاتھ جوڑ کر آگے کئے۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں !!آپ گاڑی میں بیٹھئے "!شہنواز اس کے قریب آیا۔

"نن۔نہیں ایسا مت کریں "وہ روتے ہوئے دور ہونے لگی۔

"ہمارے پاس بلکل وقت نہیں"۔ اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی میں ڈالا اور گھوم کر اپنی سیٹ ہر بیٹھ گیا۔ وہ چیختی چلاتی رہ گئی مگر وہ

گویا بہرے بنے بیٹھے رہے۔ اس کے آنسوؤں سے اس کا چہرا بھیگ چکا تھا۔ وہ امان سے دور ہونے میں ناکام ہوگئی تھی۔

--------------------*

*

کلثوم "!!اکبر نے لاؤنج کا دروازہ کھولا۔"

لالا ک۔کہاں ہیں وہ؟ مجھے لگا دادا آگئے "وہ صوفے پر بیٹھی تھی" بھاگتی ہوئی آئی۔

ہاں !آگئی ہیں وہ انہیں ان کے کمرے میں لے جاؤ "اکبر نے باہر کی" طرف اشارہ کیا۔ کلثوم بھاگتی ہوئی باہر آئی۔

بی بی صاحبہ "کلثوم نے اس کو تھام کر قابو کرنا چاہا مگر وہ بپھری" ہوئی تھی۔ وہ چیخنے لگی۔ اکبر ڈیوڈی پر دوبارہ چلا گیا۔ چوکیدار آچکا تھا اور اب دروازے پر پہرا دے رہا تھا۔

کیوں رکھا ہے مجھے یہاں۔۔۔۔مجھے نہیں رہنا یہاں خدارا "وہ رونے" لگی۔ کلثوم نے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ اسی دم باہر گاڑی ہارن

بجا۔ شانزہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ کلثوم کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔

یا خدایا۔۔۔ دادا آگئے !چلیں جلدی اپنے کمرے میں بی بی۔۔۔۔"

چوکیدار گیٹ کھولنے والا ہے "وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے اس کے کمرے میں لے آئی۔ شانزہ نے مزحمت بھی نہیں کی۔

یہ لیں اپنا آنسو صاف کریں ورنہ انہیں شک ہوجائے گا "کلثوم نے" جلدی سے تولیہ کرنے سے گیلا کرکے اس کو دیا مگر جب دیکھا وہ بلکل سن بیٹھی ہے تو خود ہی صاف کردیئے۔ کلثوم نے اس کے منہ پر آئے بالوں کو پیچھے کیا اور پلٹنے لگی تھی کہ شانزہ نے اس کا بازو سختی سے پکڑ لیا۔

"مم۔مجھے یہاں ان کے ساتھ تنہا مت چھوڑو۔۔۔ وہ مجھے ماردیں پلیز" وہ گڑگڑانے لگی۔

بی بی کیا کررہی ہیں میں کیسے رک جاؤں؟؟ وہ آپ کے شوہر ہیں بی" بی۔ اور وہ ایسا کچھ نہیں کریں گے کیونکہ انہیں اس بارے میں کچھ خبر نہیں "کلثوم اسے بستر پر بٹھاتی مڑ گئی۔ امان اب سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

وہ اس کی چاپو کو سن سکتی تھی۔ جیسے جیسے وہ آوازیں بلند ہورہی تھیں ویسے ویسے اس کا دل گبھرا رہا تھا۔ دروازہ کھول کر اندر آیا۔ وہ سامنے فق چہرہ لئے بیٹھی تھی امان مسکرایا۔ اسے دیکھ کر جو اسکے لبوں پر آگئی تھی مسکراہٹ۔ اسے لگا وہ اسے زندگی کی تمام خوشیاں نصیب ہوگئی تھیں۔ بائیں ہاتھ میں پکڑا کوٹ اس نے صوفے پر رکھا اور اس کی جانب آیا۔

کیسی ہو؟ "اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے چوم کر پھر" آنکھوں پر لگایا۔ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ شانزہ کو کوفت ہوئی۔ شانزہ نے چھینپ کر نظریں جھکائیں۔ امان ہلکا سا ہنسا اور اسے خود کے قریب کیا۔ وہ اس کے سینے سے جا لگی۔

تمھارے بغیر دل ہی نہیں لگ رہا تھا اور پھر زمان بھی نہیں تھا اس" لئے بس میرا دل کیا کہ جلدی آجاؤں !مجھے یاد کیا تم نے؟ "امان اس کی آنکھوں میں کھویا بے ساختہ کہہ رہا تھا۔ شانزہ کو حیرانی ہوئی۔ یہ ایسے بات کیوں کررہا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ کیا وہ یہ بھول گیا تھا کہ اس نے اسے "اغوا "کیا ہے۔ اور زبردستی خود کے نام کردیا۔

"کہو کچھ"

کک۔کیا کہوں"وہ روہانسی ہوئی۔ اس نے قہقہہ لگایا۔"

یہی کہ تم صرف میری ہو "یہ کہہ کر وہ اس کے جواب کا انتظار"

کرنے لگا۔ شانزہ نے تھوک نگلا اور اس سے دور ہونا چاہا۔ مگر اس کی

گرفت مضبوط تھی۔

مجھ سے دور نہیں جاسکتی تم شانزہ امان۔۔۔ جہاں جاؤ گی لوٹ کر شوہر"

کے پاس ہی آنا ہوگا "اس کے تاثرات اب خطرناک ہورہے تھے۔

شانزہ کو اس سے خوف محسوس ہونے لگا۔ وہ اس سے دور ہٹنے لگی۔

سات بجنے والے تھے۔ اسے جب اتنی جدوجہد کرتے دیکھا تو یک دم

اسے خود سے اتنا قریب کیا کہ وہ امان کی سانسیں ضود پر محسوس کرنے

لگی۔ شانزہ کی گویا سانسیں اٹکنے لگیں۔ کچھ ہی لمحوں بعد امان نے اس

چھوڑ دیا اور فریش ہونے کے لئے واشروم میں چلا گیا۔ شانزہ خوف سے

بستر پر بیٹھ گئی اور لمبی لمبی سانسیں لینے لگی۔

_*

اپریل ۲۳

!ڈیئر ڈائری

میں آج بہت اداس ہوں۔ مجھے پاپا بہت یاد آرہے ہیں۔ ان سے بچھڑے تو بہت سال ہوگئے مگر یادیں اتنی کے کل کہ بات لگتی ہے۔ میری سوسائٹی میں موجود لوگ اور جو جو مجھے جانتے ہیں وہ مجھ سے ڈرتے ہیں۔ میرے غصے سے اور ان تمام باتوں سے جو مجھے اور خطرناک بناتی ہیں۔ مگر انہیں خبر نہیں کہ خود رعب رکھنے والا منہاج کا دل اور آنکھیں رات کو روتی ہیں۔ رات ڈیڑھ بجا ہے اور ماہ نور سورہی ہے۔ وہ میرے آنسو نہ دیکھ لے اس لئے میں ڈیئر ڈائری تمہیں رات میں ہی لکھتا ہوں۔ وہ بھی مجھے سخت دل انسان سمجھتی ہے کیونکہ اس نے مجھے یوں بکھرتے نہیں دیکھا نا۔ وہ بھی سمجھتی ہوگی کہ میں بہت زیادہ اذیت پسند ہوں۔ مگر یہ نہیں سمجھتی کہ اذیت پسند ہوں تو کیسے؟ کیا ہوا تھا میری زندگی میں؟ وہ یہ نہیں سمجھتی !یہ بات وہ اس لئے بھی نہیں سمجھتی کیونکہ میں نے اسے جاننے کا موقع نہیں دیا۔ وہ

جانتی ہے کہ میں ڈائری لکھتا ہوں۔ مگر میں تمھیں ایسی جگہ چھپاتا ہوں کہ شاید وہ میری غیر موجودگی میں بھی ڈھونڈے تو نہ ملے۔ وہ خود بھی ڈائری لکھتی ہے۔ اس نے ڈائری لکھنا شادی کے بعد میرے دیکھا دیکھی شروع کیا۔ وہ کہتی ہے اسے بھی اچھا لگتا ہے میری طرح ڈائری لکھنا۔ میں چاہتا ہوں کبھی فرصت میں ماہ نور کی ڈائری پڑھوں کیونکہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ میرے بارے میں کیا سوچتی ہے۔ اب تو یقیناً نفرت ہی کرتی ہوگی کیونکہ میں اسے اتنی اذیتوں میں رکھا ہے۔ وہ محبت شاید مرگئی ہوگی میرے لئے اس کے دل میں۔ یقیناً وہ زبردستی ہی میرے ساتھ رہ رہی ہوگی۔ مگر میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ میں محبت کرتا ہوں اور وہ میری بیوی ہے۔ صرف "میری"۔ میں اس کی ڈائری پڑھ کر اس کے میرے لئے احساسات جاننا چاہتا ہوں۔ وہ میرے بارے میں کیا سوچتی ہے؟ کیا وہ مجھ سے اب بھی محبت کرتی ہے؟ کیا وہ میرے ساتھ "خوش "ہے؟ خیر چھوڑو سب ٹھیک ہے۔۔۔ "ایسا تو ہو ہی جاتا ہے

تو کیا ماما بھی ڈائری لکھتی تھیں؟ اس ور اگر لکھتی تھیں تو وہ مجھے کیوں نہ ملی؟ میں نے تلاش کی تھی مگر۔۔۔۔؟ اس کی تلاش بھی شروع کرنی ہے۔زمان نے صفحے پلٹے۔

اپریل ۲۷

"جب میں آفس سے گھر آیا تو ماہ نور کی طبیعت بجھی بجھی لگی۔ میں نے پوچھا مگر وہ بات ٹال گئی۔ مجھے لگتا ہے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں !"اس لئے میں تمھیں وقت نہیں دے پاؤں گا ڈیئر ڈائری

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جون ۳

"میں بہت خوش ہوں ڈیئر ڈائری !میں تمھیں کیسے بتاؤں !میں باپ بننے والا ہوں !مجھ سے تو قلم بھی پکڑا نہیں جارہا !!!!!میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔ ماہ نور بھی بہت خوش ہے !اور میرا یہ حال کہ بے وجہ ہنسا ہی جارہا ہوں۔۔۔ تمھیں پتا ہے؟ وہ جڑواں بچے ہیں۔۔۔۔ یا اللہ !!!!میں کیسے شکر کروں تیرا۔۔۔۔ میں دونوں کے ملتے جلتے نام

رکھوں گا !میں انہیں کبھی خود سے دور نہیں کروں گا جیسے ماما نے مجھے کیا۔ ہم آج لانگ ڈرائونگ پر گئے اور جب سے گھر آئے ہیں میں نے اسے بیڈ سے نیچے نہیں اترنے دیا۔ وہ بولتی رہ گئی کہ منہاج کچھ نہیں ہوتا ذرا سے چلنے میں۔۔ اور یہ کہ مجھے کام بھی کرنا ہے مگر میں سختی سے منع کیا اور اسکی گود میں لیٹ گیا۔ اپنی محبت کے سحر میں کھوگیا۔ جتنا سکوں مجھے اس کی گود میں ملا وہ میں کہیں نہ پاسکا۔ ماں کے لفظ کو تو گویا میں بھول ہی گیا۔۔۔ میں تمھیں وقت نہیں دے پاؤں گا ڈیئر ڈائری !میں اس کے ساتھ بیٹھ کر بہت باتیں کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

"اپنے بچوں کے لئے تیاریاں بھی تو کرنی ہے نا؟؟؟؟ اللہ حافظ

زمان نے ایک بار پھر بہت آگے سے ڈائری کھولی۔

"دسمبر ۱۲"

میں نے آج ماہ نور سے وعدہ لیا ہے کہ وہ میرے بچوں کو کبھی نہیں" جھڑکے گی یا ڈانٹے گی۔ وہ مجھے حیرانی سے دیکھنے لگی اور پھر میرے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ تمھیں پتا ہے نا وہ جب میرے بالوں پر

ہاتھ پھیرنے ہے تو مجھے کتنا اچھا لگتا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ وہ میرے قریب رہے بس۔ اس نے کہا کہ میں اتنی فکر نہ کروں وہ ہمارے بچوں کو نہیں ڈانٹے گی۔ وہ انہیں وقت بھی دے گی جیسے میں دونگا۔ بس میں اس وقت کا انتظار کررہا ہوں جب وہ دونوں میری گود میں ہونگے اور میں انہیں دیکھتا دیکھتا صبح سے شام کردونگا۔ میں تمھیں بھی چھپا دونگا۔۔۔ میں نہیں چاہونگا کہ وہ بڑے ہوکر تمھارے صفحوں میں لپٹی میری داستان پڑھیں اور اپنے باپ کو ایک نفسیاتی مریض سمجھیں۔ میں نہیں چاہوں گا کہ وہ اپنے باپ کو ایک پاگل سمجھیں جسے جس کی ماں بھی دھتکار گئی تھی۔ نہیں ڈائری۔۔۔ بلکل نہیں !میں مرجاؤگا برداشت نہیں کر پاؤنگا "زمان کا دل بھاری ہوا۔ اس نے تھوک نگلا۔

آپ ایسے نہیں ہیں بابا "اس کے دل نے کہا۔"

--------------------*

وہ لیپ ٹاپ پر آفس کا کام کررہا تھا۔ شانزہ سورہی تھی۔ وہ یوں ہی سی سی ٹی وی کیمرہ کی پچھلی ریکارڈنگ دیکھنے تھا۔ اس نے بغیر کسی

ارادے کے آج کی ریکارڈنگ لگا کر اپنے آفس جانے کے بعد کا منظر لگایا۔ یہ گیراج کی ریکارڈنگ تھی جس میں وہ شانزہ کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ وہ گھر سے بھاگ رہی تھی۔ تاثرات یک دم بدلے۔ وہ جو صوفے پر ریلکس بیٹھا تھا فوراً سیدھا ہوا۔ آنکھیں خون آلود ہوئیں۔ شہنواز نے شانزہ کو گاڑی سے باہر نکالا تھا اور اکبر اندر کی طرف بڑھا تھا۔ امان یہ سب سرخ ہوتی آنکھیں پھاڑے دیھ رہا تھا۔ اس نے ویڈیو بند کی اور لال ہوتی آنکھوں سے سوتی شانزہ کو دیکھا۔ ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے اس نے لیپ ٹاپ غصے سے چیختے ہوئے زمین پر پھینکا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ شانزہ جو روتے روتے سو گئی تھی آواز سے ہر بڑا کر اٹھ بیٹھی اور اب دھڑکتے دل اور فق چہرے سے امان کو اپنی طرف مٹھیاں بھینچے بڑھتے دیکھ رہی تھی۔

(جاری ہے)

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کااستعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین